DUE DATE

Cl. No. ______________ Acc. No. ______________

Late Fine Ordinary books **25 Paise** per day. Text Book **Re. 1/-** per day. Over Night book **Re. 1/-** per day.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہارستان

جلد ۱۷ | مارچ ۱۹۴۵ء | نمبر ۱۰۲

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭

مرد اور عورت میں سے جو کوئی درست اور نیک عمل کریگا اور وہ ایمان والا ہوگا، اُسے ہم پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے اور اس کے عمل سے بہتر اجر عطا فرمائیں گے۔

قرآن ۱۶ : ۱۳

افتتاحیات

۱۔ جناب ڈائرکٹر صاحب تعلیمات کا پیغام

مقام مسرت ہے کہ اس رسالہ کو ہم جناب ایل۔ جی۔ ڈی، سلوا صاحب بہادر او۔ بی۔ ای ڈائرکٹر محکمۂ تعلیم صوبہ جات متوسط و برار کے اس پیغام سے زینت دے رہے ہیں، جو آپ نے از راہ کرم مرہٹی۔ ہندی اور اُردو کے تین تعلیمی رسالوں کے لئے ارسال فرمایا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ۱۹۳۸ء میں جب صاحب موصوف نے صوبۂ برار کے انسپکٹر مدارس کے عہدہ پر ممتاز تھے امراؤتی میں ایک "تعلیمی ہفتہ" کا افتتاح فرمایا تھا جس میں تعلیم سے متعلق اور شعبوں کے علاوہ تعلیمی نمائش بھی تھی۔ جس کے لئے آپ کی تجویز تھی کہ صوبہ کے مدارس اپنی اپنی دستکاریاں تصویریں، خوش خطی کے نمونے اور قلمی یا مطبوعہ رسالے جو اسکول ہی میں مرتب ہوئے ہوں بھیں، چنانچہ اس وقت یہ نمائش بہت کامیاب رہی تھی اور ایک تعلیمی عجائب خانہ کی صورت دکھائی دیتی تھی۔ اسی تقریب سے صوبے کے بہت سے اسکولوں کو قلمی رسالے مرتب کرنے کی طرف میلان

ہوگیا۔ مرہٹی کے کئی قلمی رسالے کئی اسکولوں سے آئے۔ اُردو کے صرف دو رسالے تھے۔ مرقع اور بہارستان۔ اول الذکر مطبوعہ تھا اور موخرالذکر قلمی۔ گو اُسی وقت مدرسہ ہذا کی بزم ادبیات یہ قطعی فیصلہ کرچکی تھی کہ اس کا رسالہ چھپ کر صوبہ کے تمام اُردو مدارس میں شائع ہو، مگر قریب میں کوئی اُردو کا پریس نہ ہونے اور نمائش کی تاریخ قریب ہونے کے باعث بروقت شرکت ناگزیر سمجھکر رسالہ قلمی ہی پیش کردیا گیا، اور شاید اس سے تین ہی ہفتہ کے بعد وہی قلمی رسالہ لاہور سے چھپواکر شائع کردیا گیا اور ایک صورت میں رسالہ کی اشاعت کا دَورہ قائم ہوگیا کئی سال تک تو سہ ماہی شائع ہوتا رہا۔ پھر دو ماہی ہوگیا اور دو ماہی سے ماہانہ بھی اشاعت حتیٰ کہ جنگ کے زمانہ میں کاغذ کی کم یابی اور گرانی نے پھر سہ ماہی اشاعت پر مجبور کردیا۔

بہارستان کی اس ابتدائی تاریخ سے مقصود یہاں اس امر کا اعتراف و اظہار ہے کہ اس کا اجراء جناب ایل۔ جی۔ ڈی سلوا صاحب بہادر (بخطابہ) ہی کے علمی ذوق کا رہین منت ہے۔ یہ امر مزید مسرت کا موجب اور صاحب موصوف کی خدمت میں "مبارکباد" پیش کرنے کا مقتضی ہے کہ سترہ برس کی ہماری لگاتار محنت اور مسلسل جدوجہد کے بعد آپ ہی کے ہاتھوں اس کے استحکام و استقلال کی صورت بھی پیدا ہو رہی ہے۔

سترہ سال کی اس طویل مدّت میں "بہارستان" نے سی۔ پی اور برار ایسے صوبے میں جہاں اُردو کا کوئی قابل ذکر پریس نہیں ہے، اُردو ادبیات اور تعلیم کی جو حقیر خدمات پیش کی ہیں، وہ ایک محدود ماحول اور کم استعداد دماغ کے تجربہ اور مطالعہ کے نتائج تھے۔ اب ایسی صورت میں جبکہ محکمۂ تعلیم کی سرپرستی اُسے خاص طور پر حاصل ہوگئی ہو ہمیں توقع ہے کہ وہ اس رسالہ کو فن تعلیم کے نظری، علمی اور تجربی مسائل کی تحلیل میں محکمہ کے روشن دماغ ماہرین فن کے ذریعہ ہماری مدد اور رہنمائی کریگا۔ جب ایسا ہوگا تبھی یہ رسالہ ترقی یافتہ ملکوں کے معیاری تعلیمی رسالوں کی فہرست میں جگہ پاسکے گا۔

۲۔ محصّلات کی پیمائش

پرائمری اسکولوں کے جدید نصاب کا ضروری جزو محصّلات کی پیمائش

MEASUREMENT OF ATTAINMENT. کا اردو ترجمہ بہارستان میں مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ زبان اور حساب کے ابواب ختم ہو چکے ہیں۔ تیسرا حصہ "جغرافیہ کی پیمائش" کی پہلی قسط اس رسالہ میں شائع ہو رہی ہے۔

حساب کی پیمائش کا حصہ جیسا کہ ناظرین بہارستان جانتے ہیں جناب محمد ارشاد اللہ خاں صاحب اڈیشنل ڈسٹرکٹ انسپکٹر اکولہ نے از راہ کرم ہماری درخواست پر ارسال فرمایا تھا۔

۲ر فروری ۱۹۴۵ء کو محکمہ کے ضابطہ کے مطابق بہارستان کمیٹی کی پہلی مجلس منعقد ہوئی تو اس میں یہ تجویز ہوئی کہ اس کتاب کے بقیہ حصہ کا ترجمہ ادارہ مولوی نور محمد صاحب معلم تعلیمیات کی مدد سے کرے تاکہ اس طرح غیر منقطع طور پر اشاعت ہوتی رہے اور محکمہ سے اجازت حاصل کرنے کا مقصد بھی پورا ہو۔

ادارہ بہارستان جناب محمد ارشاد اللہ خاں صاحب کی تعلیمی عنایت کا مزید شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور اس کے بعد ان سے درخواست کرتا ہے کہ حسب وعدہ "حساب کی پیمائش" کے حصہ پر اپنے تجربی اشارات سے ہمیں مستفاد فرمائیں۔ پھر مولوی نور محمد صاحب کا متشکر ہے جنھوں نے فراخ دلی سے بہارستان کمیٹی کی تحریک پر اعانت کے لئے آمادگی ظاہر فرمائی۔

۳۔ صحت اور زندگی

اشاعت ہذا میں کسی جگہ ڈائرکٹر صاحب پبلک ہیلتھ سی۔ پی اور برار کی رپورٹ کا خلاصہ عام مدرسین کی آگاہی کے لئے درج کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اہل نظر کے لئے یہ اعداد و شمار غور و فکر کے کئی ابواب کھول سکتے ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ ہندوستان کی شرح اموات دنیا کے تمام ممالک سے بڑھی ہوئی ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے مقابلہ میں اس صوبہ کی صحت کمتر درجہ پر ہے۔ اور اس میں بھی ہمیں پورا پورا اتفاق ہے کہ اس خرابی حالت کے اسباب معلوم کر کے ہم کو ابنائے جنس کے ساتھ ہمدردی کا فرض ادا کرنا چاہیئے۔ مگر بتائے ہوئے اسباب کی صحت ہمارے نزدیک مشتبہ ہے۔ اور افلاس و جہالت تو کسی طرح خرابی صحت اور کثرت اموات کے ذمہ دار ہو ہی نہیں سکتے آجکل

ملک میں جہالت کتنی ہی عام ہو، بہرحال اب سے سو برس پہلے سے تو کم ہی ہے۔ گاؤں اور دیہات میں اسکول کھل گئے ہیں۔ اور کچھ نہیں تو پرائمری تک تعلیم ہر جگہ ہو رہی ہے۔ افلاس کا وجود بھی پرانا ہی ہے۔

آج کل عام طور پر یہ اعتقاد لوگوں کے دلوں میں گھر کر گیا ہے کہ غذائیت اور حیاتین سے زندگی قائم ہے۔ مگر اس پر کم خیال کیا جاتا ہے کہ یہ چیزیں حیوانی بدن کی پرورش اور نمو کیلئے ہیں۔ انسان محض حیوانی بدن نہیں ہے۔ انسان ہے، اس لئے اس کے جسم بلکہ زندگی کی ساخت حیوانی جسم سے مختلف ہے اور وہ سوکھی روٹی ہی کھا کر سو برس تک زندہ رہ سکتا ہے۔ اور انڈے۔ کیک اور مزیدار غذائیں کھا کر کم عمری ہی میں بھی مر سکتا ہے۔ یہ بحث ایک مستقل مضمون کا محتاج ہے جس کی ان سطور میں گنجائش نہیں۔ ہم کہنا صرف یہ چاہتے ہیں کہ صحت کی خرابی، امراض کی کثرت، بلاؤں کا ہجوم اور بدحالیوں کی تاریکی کا صرف ایک اصولی سبب ہے اور وہ ہے "پاکیزہ زندگی کا فقدان"

پاکیزہ زندگی مبنی ہے اللہ اور اس کے قانون جزا و سزا پر یقین رکھنے سے اور اسکے بعد عمل صالح سے۔

یہ مرکزی اور بنیادی اصول انسان کو مہلک چیزوں سے بچاتا ہے اور اس کے نہ ہونے سے انسان میں وہ سب خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو خرابی اور ہلاکت کا موجب ہوتی ہیں غور کیجیے بارہ برس سے اوپر عمر کے نوجوان مڈل اور ہائی اسکولوں میں پڑھتے ہیں، کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں ان کی زندگی کے چوبیس گھنٹے کس طرح گذرتے ہیں۔ کھانا پینا۔ کھیلنا۔ سیر و تفریح کرنا، دلچسپ مشاغل میں حصّہ لینا، بس یہی ان کے روزنامچہ کے عنوانات ہوں گے۔ محنت، مشقت ان کے لئے ننگ و عار ہوتی ہے۔ اس طرح ابتدائے عمر ہی میں تعیّش و تن آسانی کے جراثیم اُن کے خون کے ایک ایک قطرے میں گھر کر لیتے ہیں اور میرے نزدیک یہی چیز "اُم الامراض" (تمام بیماریوں کی ماں) ہے۔ اور موت و ہلاکت کی علّت اُولےٰ۔

پس استادوں سے اور تمام والدین سے میری گزارش ہے کہ ابتدائے عمر ہی سے

بچوں کی تعلیم و تربیت میں امور ذیل کی نگہداشت میں ادنیٰ بے توجہی کو بھی راہ نہ دیں:۔

(۱) بچے کے دل میں یہ بات اچھی طرح نقش کر دیں کہ دنیا کے تمام انسانوں کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا صرف ایک ہے۔ وہ ایک دن ہمارے اچھے کاموں کا اچھا بدلہ دیگا اور بُرے کاموں کی سزا دے گا۔

(۲) سادگی اور بے تکلفی۔

(۳) محنت اور سختی کی عادت۔

(۴) خراب چیزوں سے اور برائیوں سے نفرت۔

میرا خیال ہے کہ اگر اُستادوں نے اپنے شاگردوں میں ان چار باتوں کے پیدا کرنے کی مسلسل کوشش جاری رکھی تو شاید دس ہی برس میں ملک کی کایا پلٹ جائے۔ اور ممکن ہے یہ نسخہ کایا پلٹ ثابت ہو جائے۔

۴۔ بہارستان کا دَورِ جدید

اس اشاعت کے بعد بہارستان کے سترہ سال پورے ہو جاتے ہیں محکمہ تعلیم کے نئے ضابطہ کے مطابق جس کی تشریح جولائی ۱۹۴۴ء کے پرچہ میں ہم کر چکے ہیں نیا سال اپریل ۱۹۴۵ء سے شروع ہوگا۔ دفتر میں حساب ہر خریدار کا اپریل سے رکھا جائیگا مارچ ۱۹۴۵ء تک جن کے ذمہ جتنی میعاد کا چندہ باقی ہو اس میں آئندہ سال کا سالانہ چندہ دو روپیہ شامل کرکے ازراہ کرم بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں یا دفتر کے بل کا انتظار فرمائیں۔

نئے خریدار دو روپیہ منی آرڈر کے ذریعہ بھیج کر ایک سال کے لئے پرچہ جاری کرا سکتے ہیں۔ وی۔ پی منگانے میں تین آنے کا نقصان ہوتا ہے۔

۵۔ مضمون نگار اصحاب سے

فن تعلیم اور مسائل تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے مضامین شکریہ کے ساتھ درج رسالہ کئے جاتے ہیں۔ جو اصحاب مضمون بھیجیں صاف اور واضح خط میں لکھیں۔ دو

(بقیہ صفحہ ۸ کے نیچے دیکھیں)

اَدَبیّات

ڈائرکٹر صاحب محکمۂ تعلیم کا پیغام

صوبے کے تعلیمی رسالوں کے نام

مرہٹی تعلیمی رسالہ "سیوک" جو اس سال مطبوعہ شکل میں شائع ہو رہا ہے اس میں مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں اپنا کوئی پیغام بھیجوں۔ اس لئے میں ذیل کا پیغام بھیج رہا ہوں جس کے متعلق مجھے یقین ہے کہ صرف سیوک میں نہیں بلکہ اس کے علاوہ "بہارستان" اور "سوریودے" دونوں پرچوں میں بھی چھپے گا۔ یہ تینوں پرچے محکمۂ تعلیم کی اسکیم کے تحت تعلیمی مضامین بالخصوص سی۔ پی اور برار کے پرائمری اسکولوں کے حسب حالات مواد بہم پہنچانے کی خاطر تعلیمی رسالوں کی صورت میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ تعلیمی ادب کے ایسے مواد کی پیدا وار مدت دراز سے

(صفحہ ۶ سے آگے)

سطروں کے درمیان کافی فاصلہ چھوڑ دیں تاکہ ترمیم و اصلاح حسب ضرورت ہو سکے۔

۶ - مُدرّسین صاحبان سے

درخواست ہے کہ "بہارستان" کو اُردو پرائمری اسکولوں کے مدرسین کے لئے مفید تر بنانے اور تعلیم میں اپنی اور دوسروں کی مدد کے لئے امور ذیل پر توجہ فرمائیں:۔

(۱) کسی مضمون کے پڑھانے سکھانے میں جو مشکل درپیش ہو وہ تفصیل سے لکھ بھیجیں۔

(۲) ذاتی تجربہ سے جو طریقۂ تعلیم کسی مضمون کا کامیاب رہا ہو اس کا اظہار کریں۔

(۳) جس گاؤں کے وہ مدرس ہوں وہاں کے عام تعلیمی، معاشرتی، اقتصادی، زراعتی و صنعتی حالات روشنی میں لائیں۔

(۴) شہریت کے نصاب سے متعلق بچوں کے لائق گیت اور مکالمے لکھ کر بھیجیں۔

(ایڈیٹر)

میرا ایک دلکش خواب رہا ہے۔ میں نے ۱۹۳۷ء میں ایک اسکیم بھی اس کے لئے بنائی تھی اسی لئے آج مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہو رہی ہے کہ میرے خواب کی تعبیر اصلی شکل میں جلوہ گر ہو رہی ہے۔

۲۔ ۱۹۴۴ء میں اسپنس ٹریننگ کالج جبل پور میں ریفریشر کورس کے موقع پر مدرسین کو جو پیغام میں نے بھیجا ہے اس تقریب پر بھی اسی کے اعادہ سے بہتر اور کوئی صورت نہیں پا رہا ہوں۔ اُس وقت میں نے یہ پیغام بھیجا تھا:۔

"ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا اتنی تیزی سے بدل رہی ہے کہ صبح کچھ ہے اور شام میں کچھ اور۔ جو دن بھی نکلتا ہے اس وسیع کرۂ ارضی کے کسی نہ کسی شخص کا ایک جدید تخیل ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ پرانی دنیا مٹ رہی ہے۔ اور جنگ کے شور و ہنگامہ، گرج اور کڑک کے درمیان سے ایک نئی دنیا پیدا ہو رہی ہے۔ کیا ہم جو مدرس ہیں، زمانہ کے اس اہرن سے اور ان حالات سے بھاگ سکتے ہیں؟ اگر کوئی مدرس یہ خیال رکھتا ہے کہ وہ چپ چاپ کھڑا دیکھتا رہے گا اور تعلیم سے متعلق امور پر زمانہ کے مطابق سوچنے کا کام اپنے بعد اپنے جانشینوں کے لئے چھوڑ دے گا تو یقیناً وہ اپنے ماحول کے واقعات سے اندھا رہے گا۔ تمام ممالک میں تعلیم کے مقاصد، ان مقاصد کے حصول کے اسباب و ذرائع اور وہ رفتار جس سے جلد سے جلد مقاصد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ سوچے جا رہے ہیں اور خاکے تیار کئے جا رہے ہیں تعلیمی طریقوں میں اور ان مقاصد میں مطابقت ہو گی۔"

۳۔ ان تین رسالوں میں سیوک مراٹھی نارمل اسکول، امراؤتی سے۔ بہارستان گورنمنٹ اُردو نارمل اسکول امراؤتی سے، اور سُوریودے زنانہ نارمل اسکول جبل پور سے شائع ہو رہے ہیں۔ یہ گورنمنٹ کی مدد کے سہارے اور محکمۂ تعلیم کی نگرانی کے تحت ہیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ ہمارے صوبے کے پرائمری اسکولوں کے مدرسین کو اس قابل بنائیں کہ ان کی نظر وسیع اور ان کے خیالات عمیق ہو جائیں اور ایسے اصولی و بنیادی مواد مہیا کریں جن سے وہ بدلتے ہوئے مقاصد کے مطابق اپنے تعلیم کے طریقوں میں ردّ و بدل کر سکیں۔ مجھے اُمید ہے کہ ہر متعلقہ فرد اس میں عملی حصہ لے گا۔ اور اس کا خیال رکھے گا کہ رسالے بلند معیار پر ہوں۔ اور صوبے کے پرائمری

(بقیہ صفحہ ۹ کے نیچے)

تعلیمات

محصلات کی پیمائش

(۲)

جغرافیہ کی پیمائش

جماعت اوّل ـــــ پہلی سہ ماہی

اصول

۱:- جانچ مندرجہ ذیل پر مشتمل ہو گی۔

پہلی سہ ماہی میں کم از کم مندرجہ ذیل حصہ ہونا چاہیئے۔

مدرسہ کے قرب وجوار میں پائے جانے والے پانچ جانوروں کی شناخت۔

۲:- جانچ ذیل کی تفصیلات میں ہو گی :-

(۱) زندہ جانوروں کو یا ان کی پوری تصویروں کو دیکھ کر شناخت کر لینا۔

(۲) ہر جانور کے متعلق وہ معلومات اور تفصیلات جو بذریعہ مشاہدہ حاصل ہوئی ہوں مثلاً (الف) جسم کے حصے :- ٹانگیں۔ پاؤں سم یا کھر۔ دُم۔ کوہان۔ سینگ وغیرہ (ب) رنگ۔

(صفحہ ۸ سے آگے)

اسکولوں کے مدرسین کے لئے مفید اور دلکش ہوں جنھیں میں جانتا ہوں کہ اس قسم کے اچھے تعلیمی ادب کی ضرورت ہے۔ ان تینوں رسالوں میں سے ہر ایک کے لئے میری تمنا ہے کہ یہ نہ صرف تیزی سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں بلکہ دوسرے ملکوں کے تعلیمی رسالوں کی سطح پر جلد سے جلد پہنچنے کی ان میں اُمنگ پیدا ہو۔

(دستخط) لیونارڈ۔ جی۔ ڈی۔ سلوا

ڈائرکٹر محکمۂ تعلیم صوبہ جات متوسط وبرار

(ج) بال۔

(iii) جانوروں کی خوراک کے متعلق عام معلومات۔

(iv) وہ کام جو انسان ان جانوروں سے لیتا ہے۔

(v) جن جانوروں کے متعلق معلومات دی گئی ہیں ان کی جسامت۔ رفتار۔ استعمال۔ اعضا۔ بال اور خوراک کے لحاظ سے مقابلہ۔

۳:۔ اس جانچ کے لیے کم از کم پانچ سوالات ہوں گے۔

۴:۔ جانچ پڑھے ہوئے جانوروں میں سے کم از کم دو جانوروں کے متعلق ہونی چاہیئے۔

جانچ کا طریقہ:۔

پہلا سوال اصول نمبر ۲ (i) کے مطابق شناخت کی جانچ کے بارے میں ہونا چاہیئے۔ جن جانوروں کے متعلق معلومات دی گئی ہیں اُن کی تصویروں پر نمبر ڈال دیئے جائیں اور ان کو اس طریقہ سے ترتیب دیا جائے کہ پوری جماعت اُن کو بخوبی دیکھ سکے۔ تب بچوں سے کہا جائے کہ وہ اُن جانوروں کے نمبر لکھ دیں جن کی شناخت کے لئے ان سے کہا گیا ہے۔ ہر صحیح شناخت کے لئے ایک نمبر دیا جائے۔

دوسرا سوال اصول (۲) (ii) کے مطابق ہونا چاہیئے۔ اور جانچ بطور "ہاں" یا "نہیں" یا بطور صحیح یا غلط ہونی چاہیئے۔ اس کے تحت کم از کم دس باتیں دریافت کی جائیں اور ہر ایک کے شروع میں جدا جدا نمبر ہو۔ مدرس ان میں سے ایک بات پڑھے اور بچے اپنی تختیوں پر مناسب نمبر کے سامنے "ہاں" یا "نہیں" لکھیں یا صحیح کے لئے ✓ اور غلط کے لئے × کا نشان بنا دیں۔ ہر صحیح جواب کے لئے ایک نمبر دیا جائے۔

مثلاً صحیح یا غلط بتاؤ:۔

(۱) گائے کی دو ٹانگیں ہوتی ہیں۔

(۲) گھوڑے کی چار ٹانگیں ہوتی ہیں

(۳) گائے کے کوہان ہوتے ہیں۔

(۴) گائے کے جسم پر لمبے لمبے بال ہوتے ہیں۔

(۵) گھوڑے کے خوبصورت سینگ ہوتے ہیں۔
(۶) گھوڑا ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔
(۷) گائے کے چار کھُر ہوتے ہیں۔
(۸) گھوڑے کی گردن پر لمبے لمبے بال ہوتے ہیں۔
(۹) گھوڑے کے کوہان ہوتا ہے۔
(۱۰) گائے سفید رنگ کی ہوتی ہے۔

تیسرا سوال اصول نمبر ۲ کے تحت (iii) اور (۴) پر ہونا چاہیئے اور اس کی جانچ بطریقہ "انتخاب" یا "تکمیل" یا "اخراج" ہو۔ ان میں سے جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے اس پر کم ازکم پانچ باتیں دریافت کی جائیں اور ہر انتخاب یا اخراج یا تکمیل کے لئے ایک نمبر دیا جائے۔ مثلاً صحیح لفظ کے نیچے خط کھینچ دو:-

(۱) گائے کھاتی ہے:- گھاس۔ گوشت۔
(۲) چنا خاص طور پر گھوڑے۔ گائے کو دیا جاتا ہے۔
(۳) گائے دودھ۔ چھاچھ دیتی ہے۔
(۴) ہم گائے۔ گھوڑے پر سواری کرتے ہیں۔
(۵) گھوڑا گھاس۔ پتّے کھاتا ہے۔

چوتھا سوال اصول نمبر ۲ کے تحت (۵) پر ہونا چاہیئے۔ یہ سوال بہ طرز "ہاں" یا "نہیں" احسن طریقہ سے پوچھا جا سکتا ہے۔ اس میں کم ازکم دس باتیں دریافت کی جائیں۔ ہر صحیح جواب کے لئے ایک نمبر دیا جائے۔

مثلاً:- (۱) کیا گھوڑا گائے سے زیادہ تیز دوڑتا ہے؟
(۲) کیا گائے کے کھُر بالکل ویسے ہی ہوتے ہیں جیسے کہ گھوڑے کے؟

---

۱ یہاں سے باقی پانچ سوالات مترجم نے بنائے ہیں۔
نوٹ:- اصل کتاب میں سوالات کم دیئے گئے ہیں اور جگہ چھوڑ دی گئی ہے۔ ہم نے خالی نمبروں کے سامنے بھی سوالات بنا کر لکھ دیئے ہیں۔ (مترجم)

(۳) کیا کتے کی دُم گائے کی دُم سے لمبی ہوتی ہے؟

(۴) کیا کُتا گائے کی طرح کُھر رکھتا ہے؟

× (۵) کیا کُتا گائے سے تیز دوڑتا ہے؟

× (۶) کیا کتا گائے سے بڑا ہوتا ہے؟

× (۷) کیا کُتا گائے سے لمبے بال رکھتا ہے؟

× (۸) کیا کُتے کی دُم گائے کی دُم کی طرح سیدھی ہوتی ہے؟

× (۹) کیا گھوڑا گائے سے چھوٹا ہوتا ہے؟

× (۱۰) کیا گائے کی دُم کتے کی دُم سے چھوٹی ہوتی ہے؟

دوسری سہ ماہی

اصول:۔ (۱) دوسری سہ ماہی کی جانچ کم سے کم مندرجۂ ذیل حصہ پہ ہونی چاہیئے۔

(i) مدرسے کے قرب وجوار میں پائے جانے والے پانچ درختوں یا پانچ پودوں کی شناخت۔

(نوٹ) جن درختوں یا پودوں کے متعلق معلومات دی گئی ہیں اُن میں سے پانچ درختوں یا پودوں میں سے کم سے کم دو کے بارے میں جانچ لی جائے گی۔

(ii) آسمان۔ طلوع آفتاب۔ غروب آفتاب۔ سورج اور چاند کا عینی مشاہدہ۔

(۲) ذیل کی تفصیلات جانچی جائیں گی:۔

(i) پانچ درختوں یا پودوں کو خود اُن کے مشاہدے یا خود اُن کے اصلی نمونوں کو دیکھ کر پہچاننا۔

(ii) جن کے متعلق معلومات دی گئی ہیں اُن میں سے پانچ درختوں یا پودوں سے حاصل شدہ چیزیں مثلاً اناج۔ پھل۔ پھول وغیرہ کو دیکھ کر شناخت کرنا۔ اور یہ بتلانا کہ کس درخت یا پودے سے حاصل ہوئی ہیں۔

(iii) موسم جس میں پڑھائے ہوئے پودے اُگتے ہیں یا درختوں پر پھل لگتے ہیں۔

(iv) پودوں یا درختوں کی خصوصیات۔

× اس نشان والے سوالات مترجم نے بنائے ہیں۔

(۵) پیداوار کا رنگ جبکہ وہ (ل) پکی ہوئی ہو۔ (ب) کچی ہو۔
(۶) پودے یا درخت کے دانے یا پھل کی جسامت کا مقابلہ۔
(۷) پودے کا دانہ الگ کئے جانے کے بعد پودے کا مصرف اور اس کے فضلہ کا مصرف۔
جو دانہ کو الگ کرنے کے بعد باقی رہ جاتا ہے یا درخت کا عام استعمال۔
(۸) وہ عام طریقہ جس سے اناج کھانے کے قابل بنایا جاتا ہے۔
(۹) جن پودوں کے بارے میں معلومات دی گئی ہوں، اُن کی عمر کا کسی درخت کی عمر سے مقابلہ۔

(۱۰) آسمان (ل) رنگ:۔ جبکہ مطلع صاف ہو یا ابر آلود ہو۔ (ب) جائے وقوع لحاظ زمین
(۱۱) طلوع آفتاب اور غروب آفتاب۔ وہ سمت جس سے سورج نکلتا ہے اور وہ سمت جدھر ڈوبتا ہے۔ نظارۂ طلوع آفتاب و غروب آفتاب۔ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت اس جگہ آسمان کے رنگ کی کیفیت۔ صبح۔ دوپہر اور شام کے اوقات سمجھنا۔
(۱۲) چاند۔ ہلال سے بدر اور بدر سے ہلال ہونے تک کی مختلف شکلیں اور ہلال و بدر کی راتوں کے نام

(نوٹ) بیس فی صدی سوالات نصاب کے اُس حصہ میں سے ہوں جو پہلی سہ ماہی میں پڑھا دیا گیا ہو۔

طریق کار۔ پہلا سوال اصول نمبر ا کے تحت (ا) کے مطابق ہونا چاہیئے جو شناخت کی صورت کا ہو۔ ہر صحیح شناخت کے لئے ایک نمبر دیا جائے۔ یہ سوال اُسی طریقہ پر کیا جائے جس طرح پہلی سہ ماہی کا پہلا سوال کیا گیا ہے۔

دوسرا سوال اصول نمبر ۲ کے تحت (ا) کے مطابق ہونا چاہیئے۔ جو (ل) اور (ب) دو حصوں میں منقسم ہو۔ حصہ ا شناخت کی جانچ پر مشتمل ہو۔ جیسا کہ مذکورہ سوال نمبر ا میں دکھایا گیا ہے۔ اور (ب) حصہ بھی شناخت کی جانچ پر مشتمل ہو جس کا طریقہ ذیل میں لکھا جاتا ہے۔
تین پودوں اور اُن کے لحاظ سے تین قسم کے حاصل ہونے والے دانوں کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ بچوں کو پودوں کا نمبر لکھ کر اس نمبر کے ساتھ اس سے متعلق دانے کا

نمبر بچہ لکھ دے۔

(نوٹ) اگر پودوں کے بجائے درخت پڑھائے گئے ہوں، تو سوالات بھی پودوں کی بجائے اُن درختوں سے حاصل ہونے والی چیزوں کے متعلق ہوں۔

تیسرا سوال اصول نمبر ۲ کے تحت (iii) سے (۹) تک کے بارے میں بطریق "انتخاب" یا بطریق "اخراج" ہونا چاہیئے۔ اور اس میں کم از کم آٹھ باتیں پوچھی جائیں۔ ہر صحیح جواب کے لئے ایک نمبر دیا جائے۔

صحیح لفظ کے نیچے خط کھینچ دو۔

(۱) ہم دھان کا پودا برسات، گرمی، سردی کے موسم میں دیکھتے ہیں۔

(۲) ہم دھان کا پودا کھیتوں میں، گھروں کی چھت پر، سڑکوں پر پاتے ہیں۔

(۳) دھان کے پودے سے گیہوں، آم، چاول حاصل ہوتا ہے۔

(۴) کچا دھان سفید، ہرا، پیلا ہوتا ہے۔

×(۵) گیہوں کے چھلکے کا رنگ سفید، ہرا، پیلا ہوتا ہے۔

×(۶) ہم گیہوں کا پودا برسات، جاڑے میں دیکھتے ہیں۔

×(۷) گیہوں کے پودے سے ہم چاول، جوار، گیہوں حاصل کرتے ہیں۔

×(۸) گیہوں کے دانے کا رنگ سفید، ہرا، پیلا ہوتا ہے۔

(نوٹ) اگر پودوں کی بجائے درخت پڑھائے گئے ہوں تو اُن پر بھی سوالات اسی طرح بنائے جائیں۔

چوتھا سوال اصول نمبر ۲ کے تحت (۱۰) سے (۱۲) تک کے مطابق ہونا چاہیئے اور "صحیح یا غلط" کی طرز کا ہو۔ اس میں کم از کم دس باتیں پوچھی جائیں۔ ہر صحیح جواب پر ایک نمبر دیا جائے۔ مثلاً

(۱) آسمان درختوں سے اوپر ہوتا ہے۔

(۲) ابر آلود آسمان کا رنگ کالا ہوتا ہے۔

× اس نشان والے سوالات مترجم نے بنائے ہیں۔

(۳) طلوع ہوتے وقت سورج ایک لال گیند کی طرح ہوتا ہے۔

(۴) تم دوپہر کے وقت سورج کی طرف نگاہ جماکر دیکھ سکتے ہو۔

(۵) سورج مغرب کی سمت سے نکلتا ہے۔

(۶) سورج شام کے وقت غروب ہوتا ہے۔

×(۷) پہلی تاریخ کا چاند بدر کہلاتا ہے۔

×(۸) پندرہ تاریخ سے چاند بڑھنا شروع ہوتا ہے۔

×(۹) ہلال سے بدر زیادہ روشن ہوتا ہے۔

×(۱۰) پورا چاند چودھویں رات کو ہوتا ہے۔

پانچواں سوال پہلی سہ ماہی میں پڑھائے ہوئے نصاب پر ہونا چاہیئے۔ اور "ہاں" یا "نہیں" کی طرز پر ہو۔ اس میں کم ازکم پانچ باتیں پوچھی جائیں۔ ہر صحیح جواب پر ایک نمبر دیا جائے۔

مثلاً (۱) کیا کتے ایک دوسرے سے قد میں مختلف ہوتے ہیں؟

(۲) کیا گھوڑا دودھ دیتا ہے؟

(۳) کیا بکری عام طور پر گائے سے زیادہ دودھ دیتی ہے؟

(۴) کیا گائے کا گوبر کسی کام آتا ہے؟

(۵) کیا گائے کا دودھ بکری کے دودھ سے اچھا ہوتا ہے؟

چھٹا سوال ـــ عملی

مدرس کے دیئے ہوئے ہلال یا ستارے کے خاکے کو تراشنا۔

(۱) لکیر پر ٹھیک ٹھیک کاٹنا .... ۴ نمبر

(۲) ہموار کٹائی .. .. ۴ نمبر

مترجمہ

مولوی نور محمد صاحب بی۔ اے

معلم تعلیمات

× اس نشان والے سوالات مترجم نے بنائے ہیں۔

چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاؤ

(مکالمہ برائے جماعت اول)

(از مسٹر نصیر محمد مدرس، اردو پریکٹسنگ اسکول - امراوتی)

(یہ مکالمہ اردو پریکٹسنگ اسکول کی جماعت اوّل کے بچّوں نے ایک جلسہ میں عملی طور پر کر دکھایا ہے)

تیاری اور سامان:۔ (۱) ایک تخت (میز رکھ کر بنا لیا جائے اور اس پر کوئی صاف ستھری چادر بچھا دی جائے)

(۲) کئی تلواریں (دفتی کی بنالی جائیں اور ان پر سفید چمکیلا کاغذ چڑھا دیا جائے)

(۳) بچّوں کا لباس:۔ سب بچّے شیروانی پہنے ہوئے ہوں۔

(۴) ایک چھوٹی سی چادر۔

اداکار:۔

شہنشاہ اکبر	ـــــــ	عبدالقادر
بیربل	ـــــــ	سعید احمد
درباری	ـــــــ	پوری جماعت کے بچّے
سپہ سالار	ـــــــ	عبدالرؤف عرف لڈو
تعارف شکریہ کیلئے	ـــــــ	عبدالغفار
چوبدار	ـــــــ	محمد ہاشم

تعارف:۔ آج ہماری جماعت کا مکالمہ شروع ہوتا ہے۔ امید ہے آپ صاحبان خاموشی سے ملاحظہ فرمائیں گے۔

(پردہ اُٹھتا ہے)

درباری آتے ہیں اور تسلیم کرنے کے بعد اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاتے ہیں۔

ایک درباری۔ شہنشاہ اکبر کی سواری ہے۔ باادب! ملاحظہ ہوشیار (تین بار)

اکبر بادشاہ داخل ہوتا ہے۔ تخت پر بیٹھتا ہے۔

دوسرا درباری:۔ "شہنشاہ اکبر زندہ باد" تین بار بلند آواز سے کہتا ہے۔ اور پوری جماعت بلند آواز سے شہنشاہ اکبر زندہ باد کہتی ہے۔

سپہ سالار:۔ حضور! ہم نے "اسیر گڈھ" فتح کر لیا ہے۔

شہنشاہ اکبر:۔ شاباش۔ میرے شیروں شاباش۔

(ہاتھوں میں تلواریں لے کر پوری جماعت (درباری) حرکات و سکنات کے ساتھ جوش میں گاتے ہیں)

گانا:۔

شیروں جیسا کام کریں گے ۔۔۔ دنیا میں ہم نام کریں گے
ہم روزانہ قرآن پڑھیں گے ۔۔۔ آگے بڑھ کر کام کریں گے
ہاتھوں میں تلوار ہمارے ۔۔۔ دشمن پر ہوں وار ہمارے
سر پر ہوگا تاج ہمارے ۔۔۔ اللہ کا ہو پیار ہمارے
دنیا میں ہم راج کرینگے ۔۔۔ باطل کو تاراج کرینگے (نصیر)

درباری:۔ "اسلام زندہ باد" کے نعرے لگاتے ہیں اور خاموش ہو جاتے ہیں۔

اکبر بادشاہ:۔ آج ایک کرسی خالی دکھائی دے رہی ہے۔

سپہ سالار:۔ جی ہاں حضور! بیربل نہیں آئے۔

اکبر بادشاہ:۔ آج میں شکار کو گیا تھا۔ بہت تھک گیا ہوں۔ آرام کرنا چاہتا ہوں۔ ذرا چادر اُڑھا دینا۔

ایک درباری:۔ چادر اُڑھا دینا۔ مگر سر کھلا رہتا ہے۔ اوپر سرکاتا ہے تو پاؤں کھلے رہتے ہیں۔ دوسرا درباری آتا ہے۔ وہ بھی کوشش کرتا ہے۔ تیسرا درباری بھی آتا ہے۔

بیربل:۔ (داخل ہوتا ہے) اور آداب بجا لاتا ہے۔

اکبر بادشاہ:۔ آ گئے۔ بیربل۔

بیربل:۔ جی ہاں حضور!

اکبر بادشاہ :۔ کہاں تھے ؟

بیربل :۔ حضور گھر میں کچھ کام تھا۔ اس لئے ذرا دیر ہوگئی۔

اکبر بادشاہ :۔ شکار کو گیا تھا۔ تھک گیا ہوں۔ تم آکر چادر اُڑھا دو۔

بیربل :۔ بہت اچھا حضور (حضور کروٹ لے لیجئے) بیربل اُڑھاتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ چادر چھوٹی ہے تو کہتا ہے۔ حضور بزرگوں کی نصیحت ہے "جتنی چادر دیکھو اتنے ہی پیر پھیلاؤ" اس لئے ذرا سکیڑ لیجئے۔

اکبر بادشاہ :۔ شاباش بیربل (پاؤں سکیڑ لیتا ہے)

بیربل :۔ (تسلیم کرتا ہے اور اپنی جگہ بیٹھ جاتا ہے)

اکبر بادشاہ :۔ دیکھو ہم اسی لئے بیربل کو چاہتے ہیں۔ اُس نے آج اچھا سبق دیا۔ میرے بہادرو! تم بھی آج کی بات یاد رکھو "جتنی چادر دیکھو اُتنے ہی پیر پھیلاؤ"

درباری :۔ شہنشاہ اکبر زندہ باد ۔ تین بار ۔

سب مؤدب ہوکر جھک جاتے ہیں۔ شہنشاہ کی سواری روانہ ہو جاتی ہے۔

شکریہ :۔ میں اپنی جماعت کی طرف سے آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمارا مکالمہ سُنا۔

زبان کی غلطیاں

نمبر (۴)

۳۸۔ غلط :۔ ایک صاحب نے اپنی دختر کو خط لکھا ہے، القاب کی جگہ لکھتے ہیں "برخورداری زینب سلمہا"

صحیح :۔ برخوردار زینب سلمہا۔

وجہ :۔ "برخوردار" فارسی کا مرکب لفظ ہے۔ جس کے معنی فیض و فائدہ حاصل کرنے والا یا حاصل کرنے والی کے ہیں۔ مذکر اور مونث دونوں کے لئے یکساں

مستعمل ہے۔ اب اس میں تانیث کے خیال سے تی کا اضافہ بے قاعدہ اور فضول ہے۔

(۲) اگر عربی کے قاعدہ کے مطابق ضمیر کے لئے ی کا اضافہ ہے (جیسے "کرمی" میں) تب بھی بے قاعدہ ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں عربی اسم ہونا چاہیئے۔

۳۹۔ غلط :۔ اسی طرح بعض اپنی بیٹی کو "نور چشمی" لکھتے ہیں۔

صحیح :۔ بیٹی کو بھی نور چشم لکھ سکتے ہیں۔

وجہ :۔ نمبر ۳۸ کے مطابق۔

۴۰۔ غلط :۔ بعض اصحاب چھوٹوں کو خط لکھتے ہیں تو القاب کے بعد دعا کے طور پر لکھتے ہیں "طول عمرہٗ"

صحیح :۔ اطال اللہ عمرہٗ (اللہ اس کی عمر لمبی کرے) یا طول عمرہٗ (اس کی عمر لمبی کی جائے)

وجہ :۔ "طول عمرہٗ" کے کوئی معنی ہی نہیں ہیں۔ اس لئے یہ لکھنا بے کار ہے۔ درازیٔ عمر کی دعا "السلام علیکم" میں موجود ہے۔ اس کے ہوتے اور کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر لکھنا ہی ہو تو اوپر جو صحیح کلمات لکھے گئے ہیں وہی لکھے جائیں۔ مگر آج کل صاف اور آسان الفاظ پسند کئے جاتے ہیں۔

۴۱۔ غلط :۔ اس مکان کی تعمیر میں اندازاً دو ہزار روپیہ خرچ ہوگا۔

صحیح :۔ اس مکان کی تعمیر میں تخمیناً دو ہزار روپیہ خرچ ہوگا۔

وجہ :۔ انداز اور اندازہ فارسی الفاظ ہیں۔ تنوین (یعنی دو زبر) عربی الفاظ پر دیتے ہیں۔ اس لئے یہاں "تخمیناً" ہی صحیح ہو سکتا ہے۔

۴۲۔ غلط :۔ جب وہ دربار میں پہنچا تو بہت انکساری سے پہلے سلام کیا۔

صحیح :۔ اس جملہ میں انکساری کی جگہ انکسار چاہیئے۔

وجہ :۔ "انکسار" کے معنی عاجزی اور خاکساری کے ہیں۔ اب اس پر "ی" کا اضافہ کر دینا محض بیکار ہے۔

۴۳۔ غلط : مسلمانوں کے کئی رسم و رواج اہل ہنود سے ملتے جلتے ہیں۔

صحیح :۔ مسلمانوں کے کئی رسم و رواج ہندوؤں سے ملتے جلتے ہیں۔

وجہ :۔ ہندو کی جمع اہل ہنود کہنا صحیح نہیں۔ ہنود ہندی کی جمع ہے اور ہندی ہندو دونوں کے معنی ایک ہیں۔ اس لئے اہل کا اضافہ بے معنی ہے۔

۴۴۔ غلط :۔ لڑکیاں اسکول گئیں تھیں۔

صحیح :۔ لڑکیاں اسکول گئی تھیں۔

وجہ :۔ جملہ کا فعل جب ماضی جمع مونث ہو تو فعل کا صرف آخری ٹکڑا جمع رکھا جائے گا۔

۴۵۔ غلط :۔ میں آپ کا تابعدار نہیں ہوں۔

صحیح :۔ میں آپ کے تابع نہیں ہوں۔

وجہ :۔ "تابع" عربی لفظ ہے۔ اس کے معنی ہیں پیچھے رہنے والا۔ اردو والوں نے محکوم کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ اب اس کے بعد دار کا اضافہ بے کار ہے۔

۴۶۔ غلط :۔ اس لڑکے کی چال و چلن ٹھیک ہے۔

صحیح :۔ اس لڑکے کا چال چلن ٹھیک ہے۔

وجہ :۔ (۱) چال چلن مذکر ہے۔

(۲) یہ دونوں ہندی لفظ ہیں۔ ان کے درمیان واو لانا غلطی ہے۔

۴۷۔ غلط :۔ وہ تو ہمیشہ دائم المریض رہتے ہیں۔

صحیح :۔ وہ دائم المرض ہیں۔

وجہ :۔ (۱) ہمیشہ کا استعمال اس جگہ غیر ضروری ہے، کیونکہ "دائم" ہی میں اس کا مفہوم موجود ہے۔

(۲) "دائم المریض" کہنا اس جگہ غلط ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں "ہمیشہ رکھنے والا مریض کا" یہ صفت یا تو ڈاکٹر اور حکیم کی ہو سکتی ہے یا کسی دواخانہ کی۔ جو شخص ہمیشہ بیمار رہتا ہو اس کو "دائم المرض" کہہ سکتے ہیں کہ اسکے

معنی ہوں گے "ہمیشہ بیماری رکھنے والا"

(۳) مذکورہ بالا وجوہ کے اعتبار سے "فصل رہتے ہیں" کا استعمال اب نامناسب ہے۔

۴۸۔ غلط:۔ املا کی درستگی میں بہت وقت صرف ہو جاتا ہے۔

صحیح:۔ اس جملہ میں درستگی کی جگہ "درستی" چاہیئے۔

وجہ:۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس لفظ کے آخر میں (ہ) ہو اور یائے مصدری لگا ناہو تو ہ کو گ سے بدل دیتے ہیں جیسے بندہ سے بندگی۔ شکستہ سے شکستگی۔ آشفتہ سے آشفتگی وغیرہ۔ درست کے آخر میں ت ہے یہاں "گی" کا الحاق کیسے درست ہو سکتا ہے؟

۴۹۔ غلط:۔ قرض کی ادائگی دشوار ہو رہی ہے۔

صحیح:۔ ادائگی کی جگہ ادائی چاہیئے۔

وجہ:۔ مطابق نمبر ۴۸۔

۵۰۔ غلط:۔ آپ کی مہربانگی ہوگی۔

صحیح:۔ "مہربانی" کہنا چاہیئے۔

وجہ:۔ دیکھو نمبر ۴۸۔

دستکاری

(لفافہ بنانا)

بازار میں کاغذ بہت گراں اور بہت کم یاب ہوگیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آجکل جنگ میں کاغذ کی سخت ضرورت ہوگئی ہے اور باہر کے ملکوں سے کاغذ جو پہلے آتا تھا اب نہیں آرہا ہے۔ ہندوستان میں جتنا کاغذ بنایا جاتا ہے وہ کافی نہیں ہوتا۔ لہذا ہمیں کاغذ کا استعمال بہت کفایت سے کرنا چاہیئے۔

ہم بہت سے کاغذات کو بیکار سمجھ کر پھینک دیتے ہیں۔ اگر ہم پہلے سے اس بات پر

غور کرتے کہ ان کا کیا استعمال ہو سکتا ہے تو کوئی نہ کوئی تدبیر ضرور سمجھ میں آتی مثل مشہور ہے کہ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے"۔

بیکار کاغذ کئی طریقہ سے استعمال کر کے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ جن میں سے ایک طریقہ لفافہ بنانے کا بھی ہے۔

عام طور پر لفافے مشین کے ذریعہ بنائے جاتے ہیں۔ لیکن اس طریقہ میں یہ مشکل ہے کہ اس میں کاغذ بہت زیادہ صرف ہوتا ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ اس میں وقت اور محنت کی بچت ہوتی ہے اس وجہ سے یہ لفافے سستے فروخت ہوتے ہیں۔ لفافے ہاتھ سے بھی بنائے جا سکتے ہیں جو قیمت کے لحاظ سے مشین سے کٹے ہوئے لفافوں کے برابر بھی ہوں تو فائدہ سے خالی نہیں۔ کاغذ بھی کم لگتا ہے۔ بعض اوقات ہمیں عمدہ کاغذ ملتے ہیں مگر ہم انھیں پھینک دیتے ہیں۔ اگر ہم فرصت کے وقت ان کاغذوں کے لفافے بنالیں تو یقیناً بہت کفایت ہو۔

لفافے بنانے کے تین طریقے درج کئے جاتے ہیں جن میں دو طریقے خطوں کے استعمال کے لئے ہیں اور ایک سرکاری دفتروں میں استعمال کے لئے۔

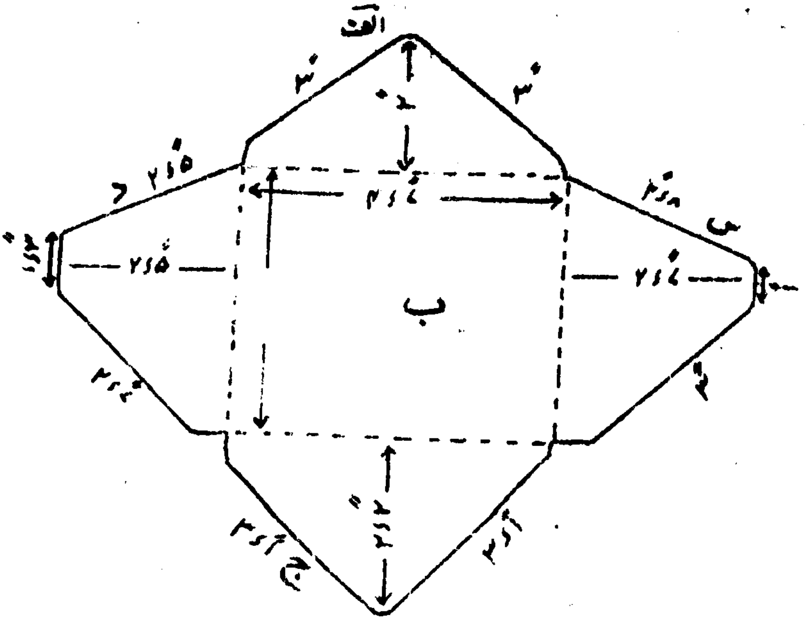
لفافے بنانے کے لئے گوند کا اچھا ہونا نہایت ضروری ہے۔ پتلے گوند سے اچھی طرح لفافے نہیں چپک سکتے۔ اس لئے لفافہ کے کنارے گاڑھے گوند سے چپکائے جائیں کیونکہ گاڑھا گوند جلدی خشک ہو جاتا ہے اور کناروں پر شکن نہیں پڑنے پاتی۔

گوند تیار کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سفید اور صاف گوند کو پانی میں گھول دیا جائے اور اس کو صاف کپڑے سے چھان کر ایک روز تک ویسا ہی رکھ دیا جائے جس کے بعد گوند کام کے لائق ہو جاتا ہے۔

۱۔ چوکور لفافہ بنانے کا طریقہ:۔ یہ چوکور لفافہ کی کھلی ہوئی شکل ہے۔ ہر حصے کی پیمائش لکھ دی گئی ہے۔ اس کے مطابق ایک کاغذ لو۔

(۱) پیمائش کے مطابق حصے کرلو۔

(۲) صفائی سے کاٹ لو (قینچی سے)۔



(۳) پھر اس کٹے ہوئے لفافہ کو کاغذ پر رکھ کر جتنے لفافے ہوں تھوڑی دیر میں سب کی کٹائی کرلو۔

(۴) جہاں جہاں نقطے دیئے گئے ہیں صفائی سے موڑ دو۔

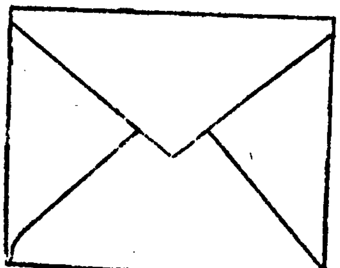
(۵) پہلے س کو موڑو۔

(۶) پھر د کو موڑو۔

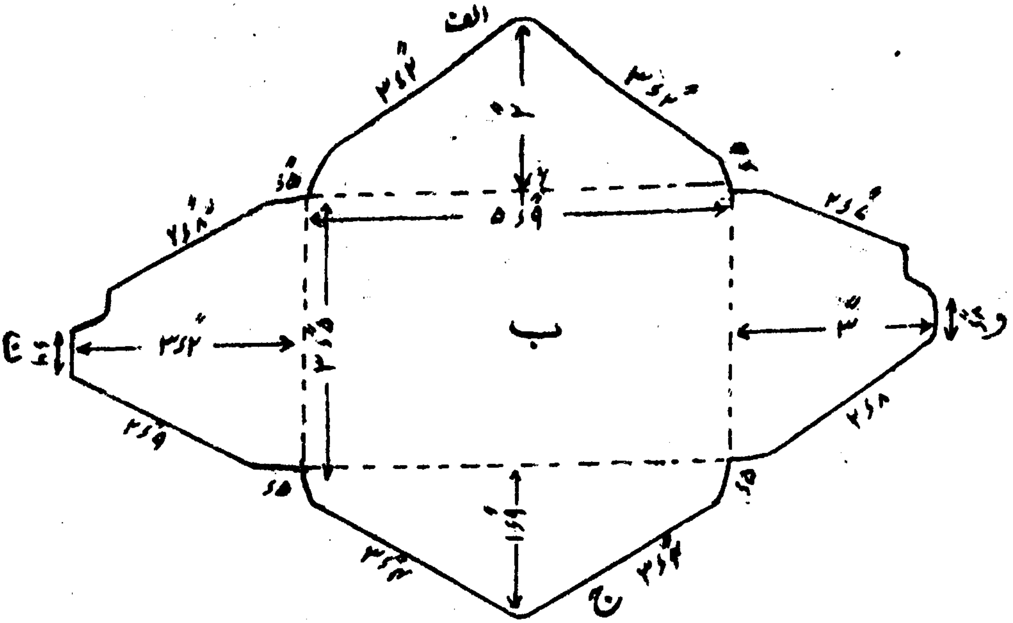
(۷) اس کے بعد ج کو موڑو اور اس کے اندرونی دونوں جانب گوند لگا دو۔ اس سے تینوں حصے جڑ جائیں گے۔

(۸) حصہ الف کھلا رہے گا۔ مگر اس حصہ کے اندرونی دونوں جانب کناروں پر ہلکا سا گوند لگا کر خشک کرلو۔ تاکہ وقت ضرورت تر کرکے چپکا سکیں۔

چوکور لفافہ تیار ہے



۲۔ چھوٹا مستطیل لفافہ:۔ یہ چھوٹے مستطیل لفافہ کی کھلی ہوئی شکل ہے۔ ہر حصہ کی پیمائش لکھ دی گئی ہے۔



(۱) ایک مستطیل کاغذ لے کر دیئے ہوئے نمونہ کی پیمائش کے مطابق حصے کر لو۔

(۲) صفائی سے کاٹ لو۔

(۳) پھر کٹے ہوئے لفافہ کو دوسرے کاغذ پر رکھ کر قینچی سے کاٹ لو۔ اب پیمائش کی ضرورت نہیں رہی ہے۔ جتنے چاہو یہ نمونہ کا لفافہ رکھ کر کاٹتے چلے جاؤ۔

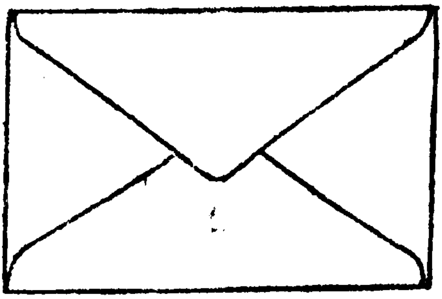
(۴) جہاں سے جہاں نقطے دیئے گئے ہیں صفائی سے موڑ دو۔

(۵) حصہ ھ اور د کو ایک دوسرے پر ان کے نقطوں پر موڑ دو۔

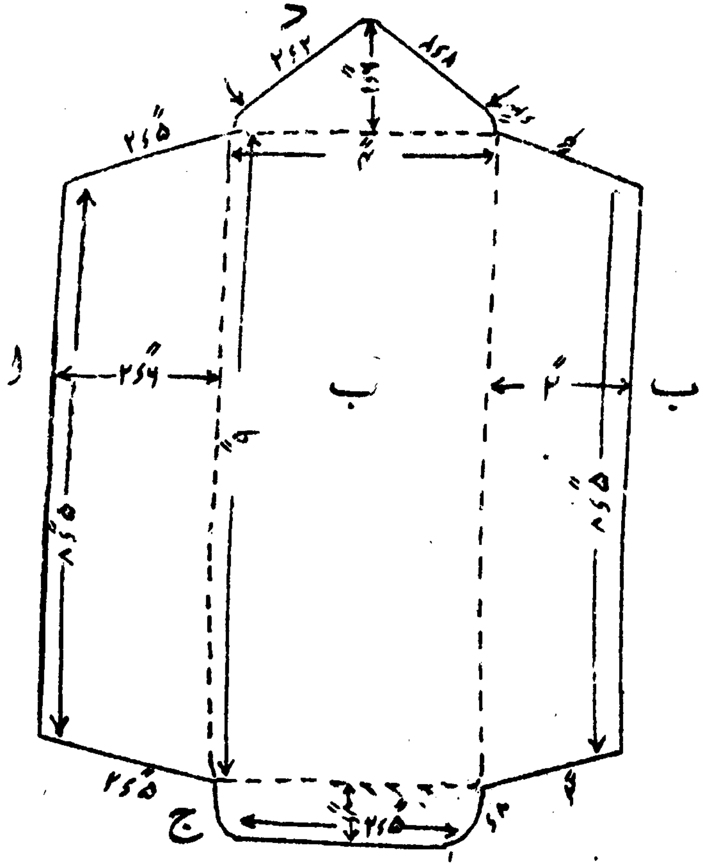
(۶) اس کے بعد حصہ ج کے اندر کے دونوں کناروں پر گوند لگا کر ھ اور د پر رکھ دو تینوں حصے جڑ جاویں گے۔

(۷) حصۂ الف کھلا رہے گا مگر اس حصہ کے اندرونی جانب بھی دونوں کناروں پر لگا گوند لگا کر خشک کر لو تاکہ وقت ضرورت تر کر کے حصۂ ب پر چپکا سکیں۔

چھوٹا مستطیل لفافہ تیار ہے



۳۔ بڑا مستطیل لفافہ:۔ (جو سرکاری دفتروں میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے) اسکے بنانے کا طریقہ یہ ہے:۔



۱۔ مستطیل کاغذ لو۔

۲۔ پیمائش کے مطابق حصے کرلو۔

۳۔ صفائی سے کاٹ لو (قینچی سے)

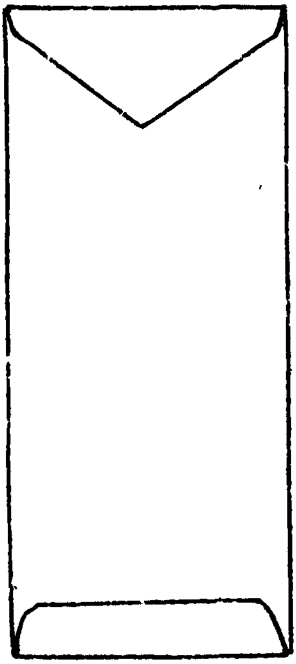
۴۔ پھر اسی کٹے ہوئے لفافے کو دوسرے کاغذ پر رکھ کر اسی نمونہ کے مطابق آسانی سے کاٹ لو۔ اور جتنے لفافے بنانے ہوں سب کی کٹائی کر لو۔

۵۔ حصّہ ا حصّہ ب سے کچھ چوڑا ہو تاکہ حصّہ ا اس کو دبا سکے۔

۶۔ حصّہ ا کو اندرونی جانب گوند لگا کر جہاں نقطوں کا خط ہے موڑ کر ب پر رکھ کر چپکا دو۔

۷۔ حصّہ ج کے اندرونی جانب گوند لگا کر چپکا دو۔

بڑا مستطیل لفافہ تیار ہے



عام ہدایات:- ۱۔ کام سے پہلے دونوں ہاتھ اچھی طرح دھو لو۔

۲۔ لفافے کاٹتے وقت کٹائی میں صفائی کا خیال رکھا جائے۔

۳۔ جس چیز پر رکھ کر لفافے موڑے جائیں وہ چیز صاف اور ہموار ہونی چاہئے۔

۴۔ گوند کم لگایا جائے تاکہ گوند کا دھبّہ لفافہ پر نہ پڑے۔

۵۔ لفافہ تیار ہو جانے کے بعد ان کو تھوڑی دیر وزنی ہموار اور صاف چیز کے نیچے دبا دیا جائے۔

۶۔ پھر ۲۵-۲۵ کی گڈیاں بنالی جائیں۔

(حوض دار خاں متعلم سال اوّل)

تلفّظ کی غلطیاں

(۱)

نمبر	غلط	صحیح	تشریح
۱	اَرْجُمند	اَرْجُمَند	مرکب لفظ ہے (ارج + مند) ارج۔ قدر و قیمت مرتبہ۔ مَند۔ والا۔
۲	اَشَرفی	اَشْرَفی	رَ پر زبر ہونا چاہیئے۔
۳	اَصْطَبَل	اِصْطَبْل	آ۔ زیر اور بَ ساکن سے صحیح ہے۔ گھوڑوں کے باندھنے کا مکان۔
۴	اِعْرابی	اَعْرابی	بدّو۔ عرب کا دیہاتی آدمی۔ آ پر زبر ہونا چاہیئے۔
۵	اَکْسِیر	اِکْسیر	(ا کے نیچے زیر) کیمیا۔ بہت مفید اور جلد اثر کرنیوالی دوا کو بھی کہتے ہیں۔
۶	اَلْوِدَاع	اَلْوَدَاع	(واو پر زبر) رخصت
۷	رَمْضَان	رَمَضَان	(میم پر زبر) روزے کا مشہور مہینہ۔
۸	اِملاک	اَملاک	(الف پر زبر) مِلک کی جمع۔ جائداد۔
۹	اَمَن	اَمْن	(میم ساکن) چین۔ پناہ۔ حفاظت۔
۱۰	اُنْدُلُس	اَنْدَلُس	(الف پر زبر۔ دَ پر زبر۔ لُ پر پیش) اسپین کا اسلامی نام ہے۔
۱۱	بَشارت	بِشارت بُشارت	(بَ کے نیچے زیر یا بَ پر پیش ہو تب صحیح ہے) خوشخبری
۱۲	بُضاعَت	بِضاعَت	(بَ کے نیچے زیر) پُونجی۔
۱۳	بُغداد	بَغداد	بَ پر زبر
۱۴	بے وَقُوف	بے وُقُوف	مرکب لفظ ہے (بے + وُقُوف) وُقُوف کے معنی

نمبر	غلط	صحیح	تشریح
			سمجھ بوجھ کے ہیں۔ (واو پر پیش صحیح ہے)
۱۵	پایۂ تخت	پائے تخت	دار الحکومت ۔ راج دھانی۔
۱۶	تَجرُبہ	تَجرِبہ	(تَ = زبر + جَ = ساکن + ر = زیر) آزمائش
۱۷	ترُجمہ	ترجَمہ	(جَ پر زبر) ایک زبان کا مطلب دوسری زبان ہیں۔
۱۸	تَرکِش	تِرکَش	(تِ کے نیچے زیر اور کَ پر زبر) تیر کَش کا مخفف ہے۔ تیر رکھنے کا گھر۔ تیردان۔
۱۹	تُزک	تُزُک	(زَ پر پیش) ترکی لفظ ہے (۱) شان و شوکت۔ (۲) قانون۔ قاعدہ۔ انتظام۔ (۳) مجلس۔ (۴) بادشاہ کا لکھا ہوا روزنامچہ۔
۲۰	تِشنہ	تَشنہ	(تَ پر زبر) پیاسا۔

ہم کسی سبق کو کس طرح کامیاب بنا سکتے ہیں ؟

کسی مضمون کے سبق کو کامیاب بنانے کے لئے مندرجۂ ذیل امور مدِ نظر رکھنا ضروری ہے :۔

(۱) خاص مقصد۔

(۲) پوری اُمنگ بچّوں میں پیدا کرنا۔

(۳) تعلیمی مشاغل جس قدر ممکن ہوں استعمال کرنا۔

(۴) تعلیمی کھیل کھلانا۔

(۵) اظہارِ ذات کا موقع دینا۔

(۶) چھ اور گیارہ سال کی درمیانی عمر کے بچوں کی نفسیاتی خصوصیات کا پورا خیال رکھنا۔

(۷) حاصل کردہ معلومات کی وقتی جانچ کرنا۔

ان سات باتوں کی تشریح ذیل میں مختصراً کی جاتی ہے:۔

(۱) **خاص مقصد**:۔ پرائمری مدارس کے ترمیم شدہ نصاب میں چھ مضامین ہیں۔ ان میں سے ہر مضمون کے پہلے اس کے مقاصد متعین کر دیئے گئے ہیں۔ مدرس کو چاہیئے کہ وہ کسی مضمون کا سبق پڑھانے سے پہلے یہ دیکھ لے کہ اس سبق کے ذریعہ ان مقررہ مقاصد میں سے کون کون سے ہو سکتے ہیں اور پھر اُن ممکنہ مقاصد میں سے خاص مقصد کون سا ہے۔ اس کے بعد مدرس اہمیت کے لحاظ سے مرتب مقاصد کو پیش نظر رکھ کر اپنے سبق کو شروع کرے اور انھیں کا خیال رکھتے ہوئے ختم بھی کرے۔ جو مدرس اپنے سبق کا کوئی مقصد پیش نظر رکھ کر شروع نہیں کرتے اُن کی مثال بالکل اُس شخص کی سی ہے جو اپنے مکان سے نکل گیا ہو۔ لیکن نکلنے کے بعد اپنی منزل مقصود فراموش کر چکا ہو۔ اور اسی وجہ سے پریشان گھوم رہا ہو۔ سبق کے اختتام پر خود مدرس کو احساس ہو جائے کہ اُس کے مقررہ مقاصد میں سے کتنے تکمیل کی حد تک پہنچے ہیں۔ جو مدرس اپنے سبق کے مقاصد قائم نہیں کرتے اور سبق کے ختم ہونے پر یہ نہیں دیکھتے کہ مقررہ مقاصد پورے ہوئے ہیں یا نہیں۔ ان کا درس تدریس ترمیم شدہ نصاب کے لحاظ سے قطعی فضول ہے۔

(۲) کسی درجہ میں سبق شروع ہونے سے پیشتر درجہ کے طلباء کی ذہنی وحسی قوتیں سرد ہوتی ہیں اور وہ مختلف کاموں میں بٹی رہتی ہیں بعض طلباء اس وقت دماغی لحاظ سے بازار کی سیر کر رہے ہوتے ہیں اور بعض اپنے درجہ میں دیگر جسمانی کام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ مدرس کو چاہیئے کہ وہ پہلے طلباء کی ذہنی وحسی قوتوں کو ہر ممکن طریقہ سے بیدار کرکے اور ان کو مختلف چیزوں سے ہٹا کر اپنے سبق خاص کی طرف مرکوز کرلے کہ طلباء مدرس کی نئی بات کو سننے یا حاصل کرنے کے لئے بے چین اور بے قرار ہو جائیں۔ مدرس اپنے اس کام میں اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب کہ وہ بچوں کی دلچسپی کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے۔ مدرس سبق کے شروع میں ایسی چیزوں، تصویروں، فقروں اور مجسموں کو پیش کرے۔ جن کی طرف بچوں کا طبعی رجحان

ہو۔ ان محرکات کا ہر لحاظ سے پڑھائے جانے والے سبق سے لگاؤ ہونا چاہیئے۔ جب بچوں میں پورا جوش یا دلولہ کسی چیز کے سیکھنے کا ہو جاتا ہے تو وہ فوراً اس چیز کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اگر مدرس خاطر خواہ اُمنگ بچوں میں پیدا کر دے تو اُس کے بعد سبق کی دیگر منزلیں اس کے لئے کسی حد تک آسان ہو جاتی ہیں۔ اگر مدرس اپنے بچوں میں نئے سبق کو سیکھنے کے لیئے اُمنگ پیدا نہ کرے تو بچوں میں دوران سبق میں بیزاری کے آثار نمودار ہو جائیں گے اور وہ سبق کو وبال جان سمجھنے لگیں گے۔ مشکل سے مشکل کام کو اُمنگ پیدا کرانے کے بعد ختم کرایا جا سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اس منزل پر مدرس اپنا زیادہ وقت صرف کرے بعض اوقات بچوں میں ایک یا دو فقروں ہی سے اُمنگ پیدا کی جا سکتی ہے۔ اور بعض حالتوں میں زیادہ وقت دینا پڑتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ گھنٹے کا $\frac{1}{5}$ حصہ اس منزل پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ جس قدر تعلیمی مشاغل ممکن ہوں استعمال کرنا ترمیم شدہ نصاب میں ہر مضمون کو پڑھاتے وقت تعلیمی مشاغل کے استعمال پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بچہ کسی چیز کو اکتساب کرتے وقت اگر مختلف مشاغل بھی استعمال میں لائے تو اس کا علم زیادہ پائیدار ہو جاتا ہے۔ پرائمری درجوں کے بچوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ بات چیت سننے سے زیادہ کسی کام کو اپنے ہاتھوں سے کرنا پسند کرتے ہیں۔ جب کسی تعلیمی مشغلہ کو لڑکوں سے کرایا جاتا ہے تو اس وقت بچوں کے قریب قریب تمام حواس کام کرتے ہیں۔ اس سے بچوں کے علم میں پختگی آجاتی ہے۔ مثلاً درجہ چہارم کو جغرافیہ میں ممالک متوسط و برار کے قدرتی حصے پڑھاتے وقت بچوں سے یہ مشغلے کرائے جائیں۔

۱۔ زمین پر ممالک متوسط و برار کے پہاڑ۔ دریا اور میدانوں کا نقشہ بنوانا۔

۲۔ زمین پر لکیروں سے اس کا نقشہ تیار کروانا۔

۳۔ کارڈ بورڈ سے قدرتی حصے کٹوانا۔

۴۔ کاپیوں میں تختۂ سیاہ پر بنائے ہوئے نقشہ کو اُتارنا وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام مشاغل کے کرانے کا مقصد یہ ہے کہ قانون مشق پر بھی عمل ہو۔

پُرانے نصاب کے مطابق مدرس بچوں کو صرف اپنی بات چیت سے یا کتاب سے کسی

چیز کی معلومات دے دیا کرتے تھے۔ اور بہ مشغلے کا کوئی نمایاں دخل پڑھائی میں نہ ہوتا تھا۔ اب تجربہ کی بنا پر معلوم ہوا ہے کہ دورانِ تعلیم میں اور خاص کر پرائمری مدارس میں مشغلوں کو زیادہ اہمیت ہے۔

(۴) تعلیمی کھیل

پرائمری مدارس میں زیادہ تر چھ سے گیارہ سال کی درمیانی عمر کے بچے ہوتے ہیں۔ یہ عمر کا وہ حصہ ہے جب کہ ہر بچہ کھیل کی طرف قدرتی میلان رکھتا ہے بچّے کو جب گھر سے اسکول لایا جاتا ہے تو اُس وقت اس کے گھر میں کھیلے جانے والے کھیل بھی اس سے چھوٹ جاتے ہیں۔ اگر یک لخت قدرتی میلان رکھنے والی چیز کو بچوں سے مدرسہ میں داخل ہونے کے بعد چھُڑالی جائے تو ضرور ہے کہ بچّے مدرسہ کو قید خانہ سمجھنے لگیں گے اور ممکن ہے کہ وہ وہاں سے بھاگ نکلیں۔ ہمارے سامنے ان مدرسوں کی مثال موجود ہے جہاں ان چھوٹی عمر والے بچوں کو ہرگز کھیل نہیں کھلائے جاتے اور صرف کتابی پڑھائی ہوتی ہے اس کے برخلاف جہاں ابتدائی تعلیم کے درجوں میں زیادہ سے زیادہ تعلیمی کھیل ہوتے ہیں بچے شوق سے روزانہ حاضر ہوتے ہیں۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ وہ گھر اور مدرسہ میں کوئی زیادہ فرق نہیں سمجھتے۔ بعض اوقات تو بچّے مدرسہ کو گھر پر ترجیح دینے لگتے ہیں اس کی وجہ صرف یہی کھیل ہیں۔ یہاں کھیل سے میرا مطلب صرف تعلیمی کھیل ہیں۔ پہلے درجہ کا کمرہ چھوٹے بچوں کے کھلونوں سے سجا ہوا ہونا چاہیئے۔ کھیل کا تعلق کچھ نہ کچھ سبق سے رہے۔ بچے کلاس میں کھیل کو کھیل ہی سمجھ کر کھیلیں۔ ان کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کھیل کے ذریعہ پڑھائی ہو رہی ہے۔ یہاں مدرس کا کام یہ ہے کہ وہ اس کھیل کے اندر کوئی سبق کی مطلوبہ چیز سکھا دے۔ اس طرح سے بچّوں کی تفریح کے ساتھ ساتھ ان کی جبلت کے مطابق کام بھی ہو جائے گا اور ساتھ ہی ساتھ مدرس اپنے سبق کو بھی پڑھا دے گا۔ یہ ہرگز ضروری نہیں کہ گھنٹہ بھر کھیل ہی کھیل کلاس کے اندر ہوتے رہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ درجہ اول میں زیادہ کھیل لئے جائیں اور درجہ چہارم میں مقابلتاً بہت کم۔ اس لئے کہ جیسے جیسے عمر بڑھتی جاتی ہے بچّوں میں کھیل کی جبلّت مدّھم ہو جاتی ہے۔ آج کل طریقۂ تعلیم پر جو کُتب شائع ہو رہی ہیں ان میں سے بہت سی ایسی ہیں جن میں پرائمری مدارس میں پڑھائے جانے والے اسباق پر دلچسپ

کھیل سیکڑوں کی تعداد میں دیئے گئے ہیں۔ مدرس اپنے تیار کردہ کھیلوں کو موقع ومحل کے لحاظ سے کھلائے تو اور بہتر ہے۔ غرض کہ چھوٹے بچوں کی تعلیم کھیل ہی کھیل میں ہو۔ ان کو یہ احساس نہ ہوسکے کہ وہ کھیل کھیلتے وقت کوئی خاص مقصد کے تحت کوئی کام کررہے ہیں۔ ورنہ بچوں میں کھیل کی اسپرٹ دب جائے گی اور جو ہم چاہتے ہیں وہ پورا نہ ہوسکیگا۔

(۵) اظہارِ ذات کا موقع دینا چاہیئے: دورانِ سبق میں جہاں تک ہوسکے مدرس کم سے کم بولے اور بچوں کو زیادہ سے زیادہ بولنے کا موقع دے۔ چھوٹی عمر میں بچّوں کو زیادہ بولنے کا موقع دیا جائے تاکہ بات کرنے کا طریقہ اور اپنے خیالات کے صحیح اظہار کے ڈھنگ کو سیکھ لیں۔ اگر کوئی مدرس چھوٹی جماعتوں میں خود ہی لیکچر کے طور پر بولتا چلا جائے تو ان جماعتوں کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کلاس کے بچے مدرس کے ایک دو جملوں کو سُن تو لیں گے لیکن بعد کو صرف بُت بنے مدرس کی طرف دیکھتے رہیں گے مدرس کی بات کو نہ وہ سُننے کی کوشش کریں گے اور نہ سمجھنے کی۔ جہاں تک ہوسکے ابتدائی درجوں میں مدرس چھوٹے چھوٹے اور مسلسل سوالات آہستہ آہستہ صاف اور نرم لہجہ میں کہے اور ان کے جوابات پورے جملوں میں لڑکوں سے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ہر بچہ کو اس کے اپنے خیالات ظاہر کرنے کا زیادہ سے زیادہ موقع دینا چاہیئے تاکہ اس کی ہر ایک غلطی تصحیح ہوسکے۔ اظہار ذات سے بچوں میں بولنے کی جھجک نکل جاتی ہے لفظوں کے تلفظ درست ہوجاتے ہیں اور ان کے غلط خیالات کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ جہاں یہ چیز نہیں کرائی جاتی وہاں کے اکثر بچے مردوں کے سامنے بات چیت کرنے سے ڈرتے ہیں اور اگر کر بھی لیں تو سیکڑوں غلطیاں کرتے ہیں۔ کسی چیز کو غلط یا صحیح سمجھکر کسی سوال کے جواب میں کسی جماعت کے سامنے اس کو پیش کردینا دراصل بچّے کی ہمّت پر دلالت کرتا ہے۔ مدرس اپنے بچّے میں یہی چیز پیدا کرنا چاہتا ہے۔

(۶) چھ اور گیارہ سال کی عمر کے بچّوں کی نفسیاتی خصوصیات کا پورا خیال رکھنا: بقول عالی جناب نواب مہدی یار جنگ بہادر ایم۔ اے حیدرآباد کے، مدرس کو نہ فقط اس مضمون کا پختہ عالم ہونا چاہیئے جس کا کہ

وہ درس دیتا ہے بلکہ اگر وہ اپنے فن میں کامل ہونا چاہتا ہے تو اس کو تعلیمی نفسیات سے بھی واقف ہونا ضرور ہے معلم کو بچوں کے ذہنی اور دماغی خصوصیات اور استعداد یا یوں کہئے کہ نفسیات جاننے کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ کسی کاریگر کو اس مادۂ خام کی مختلف اقسام اور خصوصیات کی شناخت ضرور ہے جس سے وہ کام لیتا ہے تاکہ اس سے مناسب کام لے۔ مدرس کا کام یہ معلوم کرنا ہے کہ بچے عمر کے مذکورہ زمانہ میں کن کن چیزوں کی طرف رغبت کرتے ہیں اور کن کن چیزوں سے وہ متنفر ہیں۔ عام طور پر بچے اس عمر میں کھیل کے زیادہ شائق ہوتے ہیں اپنی تعریف سننا پسند کرتے ہیں۔ رنگین۔ خوبصورت اور عجوبہ چیزوں کو چاہتے ہیں۔ اپنے ہم عمر کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھیلنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ کام کو خود کرنا چاہتے ہیں۔ کسی چیز کو دیر تک کرنا سننا یا دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ مارپیٹ اور جھڑکی سے خوف زدہ ہو جاتے ہیں چونکہ بچوں کے اعضائے جسمانی قوی نہیں ہوتے اور ان میں بگڑ جانے کی صلاحیت ہوتی ہے اس لئے ان کی نشست وغیرہ کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ جو مدرس بچوں کی نفسیاتی خصوصیات سے واقف نہیں ہوتا وہ ہرگز بچوں کو پڑھانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مدرس کو فوراً معلوم ہو جانا چاہیئے کہ اس کی کلاس کے بچے کس وقت کیا چاہتے ہیں اور مدرس اس طبعی رجحان کی مدد سے کون سی چیز لڑکوں کو پڑھا سکتا ہے تعلیمی نفسیات سے ناواقف مدرس اکثر اپنے چھوٹے بچوں کے کلاس کو گھنٹوں ایک کمرہ میں بند کر دیتے ہیں کھیل کود سے ان کو چھڑا دیتے ہیں۔ مارپیٹ کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ امنگ یا جوش پیدا کرنے والی چیزیں اور ان سبق میں ان کے سامنے پیش نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے مدرسہ کی ہر چیز سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔

۷۔ حاصل کردہ معلومات کی جانچ

مدرس یہ دیکھنے کے لئے کہ اس کا پڑھایا ہوا سبق کہاں تک کامیاب ہوا ہے یعنی لڑکوں نے دی ہوئی معلومات کو اپنے ذہن میں کہاں تک محفوظ رکھا ہے۔ جانچ لیتا ہے۔ اگر بچے اس جانچ میں پورے نہ اتریں تو وہ سبق کامیاب نہیں سمجھا جائے گا۔ بعد میں اپنے طریقہ میں یوں ترمیم کر کے پڑھانا چاہیئے کہ اس کا مقصد پورا ہو جائے۔ یہ جانچ دوران سبق میں چھوٹے چھوٹے سوالات زبانی

(بقیہ صفحہ ۴۴ پر ملاحظہ ہو)

تعلیمی معلومات

۱۔ مرکزی تعلیمی بورڈ

ایک سرکاری نوٹ مظہر ہے کہ گورنر جنرل با جلاس کونسل نے ۱۲ر نومبر ۱۹۴۴ء سے تین سال کے لئے حسب ذیل اشخاص کو مشاورتی تعلیمی بورڈ کا ممبر مقرر کیا ہے :-

(۱) رائٹ ریورینڈ جی۔ ڈی، بارنے، لاٹ پادری لاہور۔

(۲) رائے بہادر سر وی۔ ٹی۔ کرشنا چاری۔

(۳) سر مارس گوائر۔ وائس چانسلر، دہلی یونیورسٹی۔

(۴) سر مرزا محمد اسمٰعیل دیوان ریاست جے پور۔

(۵) مسٹر انبکا رائے۔ ممبر مرکزی اسمبلی۔

(۶) ڈاکٹر مسز نالنی بی سک ٹھکرجی بی۔ بمبئی۔

(صفحہ ۳۳ کا بقیہ)

کرنے اور بعد میں تختۂ سیاہ کی مدد سے تحریری نئے طریقوں سے لی جاتی ہے جس میں لکھنے کا کام بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ پرانے نصاب میں ہر سبق کے بعد جانچ لی جاتی تھی۔ لڑکا سال بھر پڑھتا تھا۔ سال کے اخیر میں ایک طویل جانچ لی جاتی تھی جس کا مقصد بچہ کو آگے کے درجہ میں ترقی دینا مقصود ہوتا تھا۔ اس طویل جانچ میں مدرس کو اپنے طریقوں میں ضرورت کے لحاظ سے ترمیم کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ بچے سال میں صرف ایک ہی جانچ کی تیاری کرتے تھے اور وہ بھی سال کے اخیر میں۔ جدید جانچ جو ہر سبق کے اخیر میں لی جاتی ہے اس سے بچوں میں سبق کو یاد کرنے کی ترغیب اور دوران سبق میں ہر پڑھائی ہوئی چیز پر توجہ دینے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے تاکہ وہ اس جانچ میں پورے اتریں۔ یہ جانچ صرف پڑھائے ہوئے سبق پر ہی ہونی چاہیئے۔

مسٹر محمد سلیمان بی۔ اے
مدرس اردو نارمل اسکول، امراوتی

۲- مذہبی تعلیمی کمیٹی

مرکزی مشاورتی تعلیمی بورڈ کا اجلاس جو کراچی میں جنوری میں ہوا۔ اس میں آخری نشست میں مذہبی تعلیمی کمیٹی کی پیش کردہ رپورٹ پر بھی غور کیا گیا۔ گزشتہ سال اس مجلس کا دسواں اجلاس بڑودہ میں منعقد ہوا تھا جس میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ درسگاہوں میں مذہبی تعلیم بھی ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اس مسئلہ کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ رائے قرار پائی کہ:-

"چند ایسے اصول وضع کئے جائیں جو ایسے بہتر طریقے بتائیں جن کے ذریعہ سے مذہبی تعلیم کے مکمل مسئلہ تک رسائی ہو۔ اس لئے اس مجلس نے ایک "مذہبی تعلیمی کمیٹی" کا تقرر کیا۔ اس کمیٹی کا اجلاس لاہور کے بشپ کی صدارت میں گزشتہ نومبر کو ہوا اور اس نے اپنی رپورٹ مجلس کے سامنے پیش کی۔"

یہ رپورٹ مجلس کے سامنے ۱۰ر جنوری ۱۹۴۵ء کو پیش ہوئی جس میں بطور تجربہ چند تجاویز کی سفارش کی گئی۔ اس پر کافی بحث ہوئی جس میں تقریباً تمام ارکان نے حصہ لیا۔ ایک طویل بحث کے بعد جس میں مختلف زاویۂ نظر پر غور کیا گیا مجلس نے یہ قرار دیا:-

"چونکہ مسئلہ بہت اہم ہے اور رائیں بھی مختلف ہیں اس لئے "مذہبی تعلیمی کمیٹی" اپنا پھر اجلاس کرکے اپنے کام کو آج کے مباحثہ کے مدنظر جاری رکھے۔ صدر کمیٹی کو اس کے ساتھ یہ بھی اختیار دیا گیا کہ اس میں نمائندگی کو بڑھا کر اس کو اور مضبوط بنایا جائے۔" (کانفرنس گزٹ)

۳- امتحان

ہمارا قدیم طریق تعلیم اس بلا سے واقف نہ تھا ...... اس کا اثر یہ ہے کہ طالب علم سال بھر سوتا ہے اور صرف امتحان کے دنوں میں جاگتا ہے اور جس کو سال بھر میں لقمہ بہ لقمہ چبا کر کھانا چاہیئے تھا، اس کو ایک دم ایک ساتھ اور ایک ہی مہینہ میں کچا پکا کھا کر ہمیشہ کے لئے سوء ہضم کی بیماری اپنے معدہ میں پیدا کر لیتا ہے ...... یہ بے شبہ صحیح ہے کہ امتحان

پالسی اور معیار کے کلیتہً نہ ہونے کے سبب سے پچھلے زمانہ میں بلاامتیاز ہر قسم کے طالب علم ایک ہی درجہ میں یکساں پڑھتے چلے جاتے تھے۔ مگر اس تدبیر سے اس بیماری کا علاج کسی طرح مفید نہیں۔ چنانچہ یہ اختلاط و عدم امتیاز اگر پہلے بے قاعدہ تھا تو اب باقاعدہ ہے۔ موجودہ امتحان ایک گر ہے، جو طالب علم اس کو جانتا ہے یا جان گیا ہے وہ بے پڑھے پڑھتا چلا جاتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جاننے پر بھی گر جاتا ہے۔ پھر اس امتیاز کے جاننے کے لئے جس قدر وقت روپیہ، اور محنت اور کاغذ صرف کیا جاتا ہے۔ اس کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ کچھ پاس ہوں اور کچھ فیل ہوں جضرات ممتحن کی سہل انکاریاں اور تشدّد آمیزیاں دونوں کے نتائج ہر سال سامنے آتے ہیں اور جن معیاروں سے غریب طالب علموں کو جانچا جاتا ہے اور ان کی قسمت کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور فضل و کمال اور استعداد و عدم استعداد کو ہندسی رقموں کے ذریعہ تولا اور ناپا جاتا ہے، وہ تمام تر اجنبی اشخاص کے ذاتی میلان کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اسی لئے ایک ہی کاپی کا نمبر دو ممتحن دو دے سکتے ہیں۔ اور دیتے ہیں۔

ہمارا پرانا طریقہ یہ تھا کہ خود استاد اپنی معرفت اور تجربہ سے ہر طالب علم کو خوب جانتا اور سمجھتا تھا اور اپنے ہر طالب علم کو ایک دن کے امتحان کے بعد نہیں، بلکہ تین سو ساٹھ دنوں کے امتحان سے اچھی طرح سمجھ لیتا تھا اور ہر ایک کا مخصوص علاج اپنے روزانہ کے اسباق میں کرتا رہتا تھا۔ ہم نے ندوہ میں خود مدرسین کی زیر نگرانی اسی لئے ماہوار امتحانوں کے سلسلہ کا آغاز کیا ہے اور ان ہی کو معیار بنایا جا رہا ہے۔ (علامہ سید سلیمان ندوی، معارف)

۴۔ افغانستان کا فوجی وفد ہندوستان میں

ابھی کچھ دن ہوئے افغانستان کا ایک فوجی اسٹاف ہندوستان کے فوجی انتظامات دیکھنے کی غرض سے آیا تھا، گورنمنٹ ہند کا یہ مہمان رہا۔ اس میں چند افراد جو خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ محمد عمر خاں۔ محمد عارف خاں۔ محمد علی خاں اور عبد الغفار خاں ہیں۔

محمد عمر خاں لفٹنٹ جنرل اور سپاہ افغانیہ کے اعلیٰ منصب پر فائز ہیں سنہ ۱۹۲۶ء میں وہ روس گئے تھے اس کے بعد سنہ ۱۹۳۲ء میں برلن گئے سنہ ۱۹۳۵ء میں جنیوا کانفرنس میں شرکت کی۔

اس میں ان کی حیثیت مجلس اقوام میں حکومت افغانستان کے نمائندہ کی تھی۔ وہاں سے واپسی کے بعد وہ ۱۹۳۶ء میں پھر افواج افغانیہ کے جنرل اسٹاف کے چیف مقرر ہو گئے۔

برگیڈیر محمد عارف خاں نے ۱۹۳۵ء میں ترکی میں فوجی تربیت کی تکمیل کا درجہ حاصل کیا جس کے بعد افغانستان کی وزارت دفاعیہ میں فوجی تعلیم و تربیت کے ڈائرکٹر ہو گئے۔ پھر ۱۹۴۰ء میں افواج کابل کے چیف آف اسٹاف کا عہدہ پایا۔ آج کل وہ اسی حصہ کے برگیڈیر ہیں۔ انکا تعلق افغانستان کے شاہی خاندان سے ہے۔

کرنل محمد علی خاں کابل کے فوجی اسکول میں اُستاد ہیں۔ میجر عبدالرزاق خاں افغانی ہوائی طاقت کے افسر ہیں۔ انھوں نے جنگ سے پہلے اٹلی میں ہوابازی کا فن سیکھا۔

میجر عبدالرزاق خاں نے فوجی تعلیم و تربیت انقرہ کے فوجی کالج میں پائی ہے۔ اور اب وہ فوجی کالج کابل میں استاد کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

وفد کے یہ اصحاب ہندوستان کا کئی ہفتوں تک دورہ کر کے جنگ اور افواج سے متعلق مختلف انتظامات کا معائنہ کریں گے۔ جنگی اسلحہ کی تیاری کے کارخانے۔ فوجی تربیت و تعلیم کے مراکز، ہندوستان کی شاہی بحری طاقت کے جہاز، ہندوستانی ہوائی طاقت کے مقامات اور ہوائی اسٹیشن دیکھیں گے۔ (انڈین انفرمیشن : ۱۵۲)

۵ - امریکہ کی صنعتی و اقتصادی طاقت

معلوم ہوا ہے کہ جولائی ۱۹۴۰ء سے ستمبر ۱۹۴۴ء تک ریاستہائے متحدہ امریکہ نے ۲۲۴۰۳ ہوائی جہاز تیار کئے ہیں جو ذیل کے اقسام پر مشتمل ہیں:-

(۱) بمبار ــــــــ ۷۴۹۵۳

(۲) ٹرانسپورٹ ــــــــ ۱۷۵۹۲

(۳) لڑاکا ہوائی جہاز ــــــــ ۷۰۶۲۷

(۴) بحری طلایہ (بحری جنگ سے قبل حالات کی جانچ پڑتال کے لئے جو ہوائی جہاز مخصوص ہوتے ہیں) ــــــــ ۲۲۳۴۵

(۵) باربرداری کے ہوائی جہاز ۵،۰۸۸ ۱۰۰۰
خاص اور غیر معمولی مقصد کے لئے ۱۴۵۹ (سی۔پی برار ریویو)

کیا آپ ان اعداد سے امریکہ کی صنعتی و اقتصادی طاقت کا کچھ اندازہ لگا سکیں گے۔

۶۔ پنجاب یونیورسٹی کا شاندار ریکارڈ

ناشر العلوم لاہور سے خبر ملی ہے کہ اس سال پنجاب یونیورسٹی میں مختلف امتحانات میں شریک ہونے والے اُمیدواروں کی تعداد اسّی ہزار تک پہنچ گئی ہے اور ابھی درخواستیں آتی جا رہی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دُنیا کی کسی یونیورسٹی سے اب تک اتنے اُمیدوار کسی ایک سال میں شریک امتحان نہیں ہوئے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو پنجاب یونیورسٹی نے اپنا ایک شاندار ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔

صوبجات متوسط و برار

میں صحت کی رفتار

"ڈائرکٹر پبلک ہیلتھ (ناظم صحت عامہ) نے سی۔پی اینڈ برار ریویو" کے سالنامہ میں ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ:۔

دُنیا کے تمام ملکوں سے زیادہ شرح اموات ہندوستان کی ہے اور برطانوی ہندوستان کے تمام صوبوں کے مقابلہ میں سی۔پی اور برار کی شرح اموات بڑھی ہوئی ہے۔ اعداد و شمار میں سب سے زیادہ حسرتناک اعداد بچّوں کی شرحِ اموات کے ہیں۔ ان اعداد سے ہم الدین کی ہوشیاری، صحت اور طرزِ معاشرت کا بھی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ گھر اور اس کے ماحول کی صفائی کا معیار بھی جانچ سکتے ہیں۔

مختلف عمروں میں شرحِ اموات ذیل کے نقشہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ اوسط دس سال

یعنی ۱۹۳۴ء سے ۱۹۴۳ء تک کا۔

(ا) ایک سال کے اندر کی عمر .... ۲۷،۸۷ فی صدی اموات

(ب) ایک سال سے ۵ سال کی درمیانی عمر .... ۲۰ فی صدی

(ج) ۱۰ ——— ۱۵ سال .... ۲،۶۵ "

(د) ۱۵ ——— ۲۰ سال .... ۳،۷۷ "

(ہ) ۲۰ ——— ۳۰ سال .... ۶،۹۱ "

(و) ۳۰ ——— ۴۰ سال .... ۶،۳۰ "

(ز) ۴۰ ——— ۵۰ سال .... ۶،۲ "

(ح) ۵۰ ——— ۶۰ سال .... ۶،۴۰ "

(ط) ۶۰ اور اس سے اوپر کی عمر .... ۱۴،۳۰ "

ان اعداد سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر تیسرا بچہ ایک سال کا ہونے سے پہلے موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور کئی بچے تو دنیا کی روشنی دیکھنے ہی نہیں پاتے۔ صوبہ کی کُل اموات میں سے قریب قریب نصف موتیں پانچ برس کی عمر تک کے بچوں ہی کی ہو جاتی ہیں۔ ایسے حالات کا مقابلہ ہم کو بہت توجہ اور استقلال سے کرنا چاہیئے۔ انسانی، تمدنی اور اقتصادی اسباب کی بنا پر صحت عامہ کا یہ بڑا اور اہم مسئلہ ہے۔ اس کے اسباب و علل پر غور کرنا ضروری ہے۔

بچوں کے اموات کے اسباب جو آج کل عام طور پر "فوتی پیدائش" کے رجسٹر میں درج کئے جاتے ہیں ناقص ہیں۔ ان پر ہمیں اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ غور و تحقیق کے بعد جتنے اسباب ان افسوسناک نتائج کے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ ذیل میں درج ہیں۔

یہ اسباب کم و بیش صوبہ کے ہر گوشہ میں موجود ہیں:-

(۱) غفلت اور بے پروائی۔

(۲) جہالت۔

(۳) ناکافی غذا۔

پھر ان تینوں کے تجزیہ سے مندرجۂ ذیل اسباب واضح ہوتے ہیں:-

(۱) جہالت سے رہنے سہنے کا طریقہ اچھا نہیں ہے۔ صفائی ستھرائی نہیں رکھی جاتی۔

(۲) حفظان صحت کی طرف توجہ نہیں ہے۔

(۳) دودھ کی قلت۔

(۴) زمانۂ حمل اور زچگی میں بے پروائی اور بے احتیاطی برتی جاتی ہے۔

(۵) زچگی کے موقع پر ہوشیاری اور احتیاط کو کام میں نہیں لایا جاتا۔ اور جاہل دایہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۶) افلاس۔

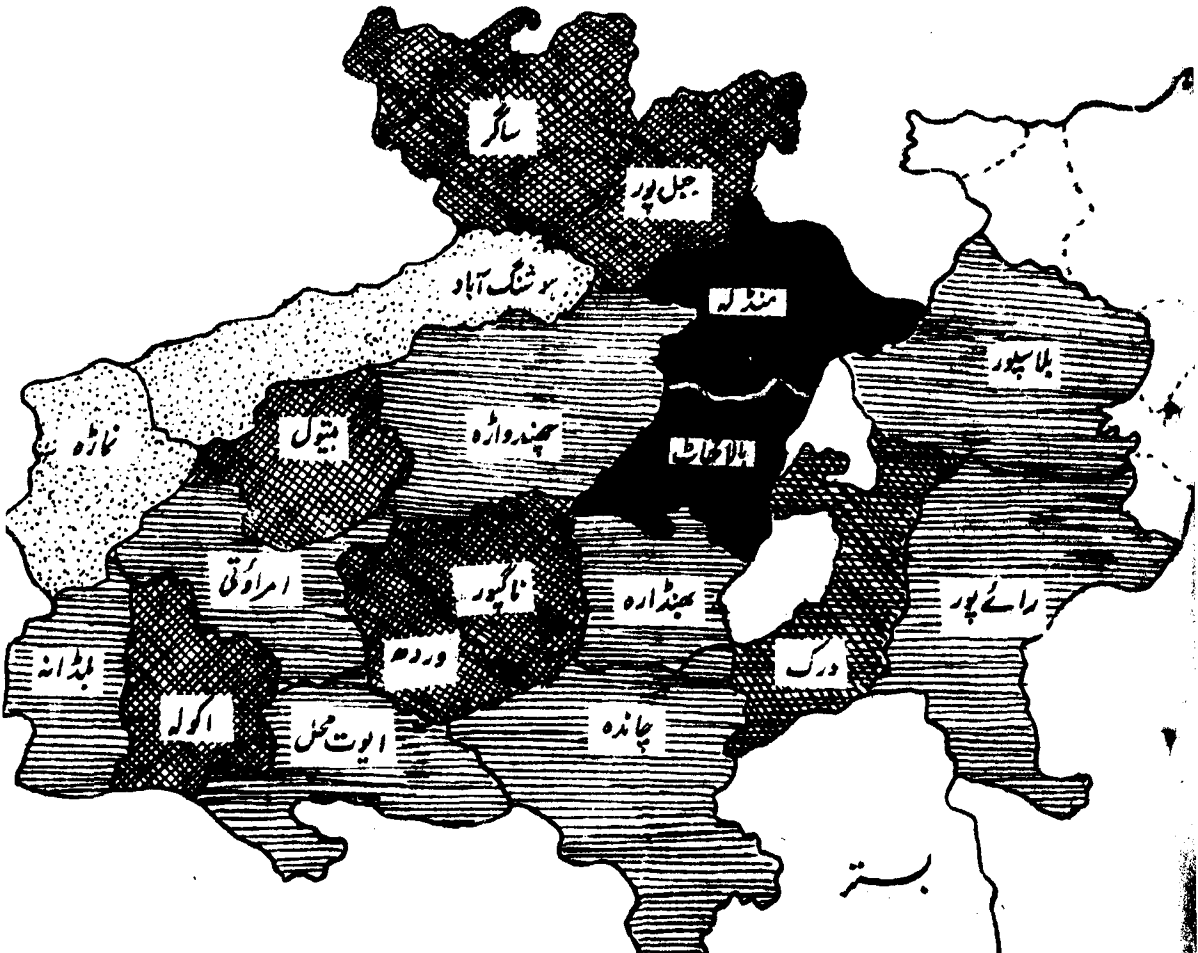
جہاں تک بنیادی اسباب کا تعلق ہے۔ جہالت اور افلاس۔ یہی دو چیزیں ہیں جن کے دفعیہ کے لئے "تمدنی انصاف" اور تعلیم دو چیزوں کی ضرورت ہے۔

اس صوبہ میں ملیریا تمام بیماریوں سے زیادہ قابل توجہ ہے۔ اس سے بھی اموات بکثرت ہوتی ہیں۔ شرح اموات کی اس ارزانی سے صرف جانوں کے نقصان اور اقتصادی بدحالی ہی کا پتہ نہیں چلتا بلکہ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ابنائے جنس ایسی بُری حالت میں ہیں کہ زندگی ان کے لئے قریب قریب ایک بارگراں ہے۔

صوبہ جات متوسط و برار میں صحت عامّہ پر ریونیو کے میزانیہ میں سے ۲ء۱ فی صدی خرچ کیا جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ایسی خراب حالت کی موجودگی میں اس میں اضافہ کیا جائے۔ اچھے نتائج برآمد ہونے کے لئے ضرورت ہے کہ محکمۂ صحت خاص طور زچّہ اور بچّہ کی دیکھ بھال میں اور ملیریا کے انسداد کی طرف مائل ہو۔

(ماخوذ: سی۔پی برار ریویو)

صوبجات متوسط و برار
کی
ضلع وار شرحِ اموات بچگان



(۱) یہ سالانہ اموات کی شرح ہے — ۲۰۰ فی ہزار سے کم
(۲) فی ہزار کے حساب سے — ۲۰۰ سے ۲۲۵
(۳) ۱۹۳۴ سے ۱۹۴۳ — ۲۲۵ سے ۲۵۰ تک
(یعنی دس سال تک) کی حالت کا آئینہ ہے — ۲۵۰ سے ۲۷۵ تک

اُردو کے امثال

(نمبر ۹)

نمبر	امثال	اشارات
۲۱۶	دُور کے ڈھول سُہانے	ہر چیز دُور ہی سے اچھی معلوم ہوتی ہے۔
۲۱۷	دونوں ہاتھوں تالی بجتی ہے	قصور دونوں طرف سے ہوتا ہے۔
۲۱۸	دونوں جہان سے گئے پانڈے۔ حلوا ملا نہ مانڈے۔	جو ڈانواڈول ہوتا ہے، اُسے کچھ نہیں ملتا نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے ہو
۲۱۹	ڈریں لومڑی سے اور نام دلیر خاں	
۲۲۰	ڈوبتے کو تنکے کا آسرا بہت ہے۔	مصیبت کے وقت یا نازک وقت میں تھوڑی سی مدد بہت فائدہ دیتی ہے۔
۲۲۱	ڈھاک کے تین پات	مفلس اور ضدی آدمی کی نسبت بولتے ہیں۔
۲۲۲	رسّی جل گئی بل نہیں گیا	برباد ہو گئے مگر اکڑ ابھی باقی ہے۔
۲۲۳	روتے کیوں ہو میاں، صورت ہی ایسی ہے۔	بچپن ہی سے پژمُردہ اور روکھے رہتے ہیں۔
۲۲۴	روزے کو گئے نماز گلے پڑی	ایک بوجھ تو تھا ہی دوسرا بوجھ بھی آ پڑا۔ (اسلامی نقطۂ نظر سے یہ مثل قابلِ ترک ہے)
۲۲۵	روزے خور، خدا کے چور۔	جو روزہ نہیں رکھتا وہ خدا کا مجرم ہے۔
۲۲۶	روز کنواں کھودنا، روز پانی پینا۔	حاجت سے زیادہ کام نہیں کرتے۔
۲۲۷	زبان ٹیڑھی، ملک بانکا۔	ہماری بول چال میں اگر نرمی نہ ہو تو سب لوگ مخالف ہو جائیں۔
۲۲۸	زبان ہی ہاتھی چڑھاوے، زبان ہی	زبان ہی کی بدولت آدمی کو عزت ملتی ہے

نمبر	امثال	اشارات
	سر کٹوا دے	اور اس کے خلاف اسی سے آدمی ذلیل و تباہ بھی ہوتا ہے۔
۲۲۹	بے زر کا خدا حافظ۔	مفلس آدمی کو کوئی نہیں پوچھتا۔
۲۳۰	زر، زن، زمین، زبان، چاروں قضیہ کا گھر۔	ان چاروں سے سب جھگڑے بکھیڑے ہوتے ہیں۔
۲۳۱	زر کو زر کھینچتا ہے	جس کے پاس روپیہ پیسہ ہو وہی نفع کماتا ہے۔
۲۳۲	زور تھوڑا غصہ بہت، مار کھانے کی نشانی۔	کمزور آدمی کو غصہ نہیں ہونا چاہیئے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔
۲۳۳	سات سو چوہے کھا کے بلی کو حج کو چلی	(طعنہ) بہت سے گناہ کئے، اب نیک بن کر خدا کی عبادت کرنے چلے ہیں۔
۲۳۴	ساجھے کی ہانڈی، چوراہے پر پھوٹی	دو یا زیادہ آدمیوں کا مل کر کوئی تجارت کرنا فائدہ نہیں دیتا۔ آخر میں رسوائی ہوتی ہے۔
۲۳۵	سارے بدن میں زبان ہی حلال ہے	قول و قرار ایک بڑی چیز ہے۔
۲۳۶	سانچ کو آنچ نہیں۔	سچائی میں کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔
۲۳۷	سانچے گرو کا چیلا، مرے نہ مارا جائے	بڑا دلیر ہے۔ کسی سے زیر نہیں ہوتا۔
۲۳۸	سانپ نکل گیا لکیر کو پیٹا کرو۔	موقع ہاتھ سے نکل گیا، تو پچھتانا بے سود ہے۔
۲۳۹	سانپ کے منہ میں چھچھوندر، نگلے تو اندھا اگلے تو کوڑھی۔	ایسا کام جس کو کرکے چھوڑنا دشوار ہو۔
۲۴۰	ساون کے اندھے کو ہرا ہی سوجھے۔	جو مصیبت زدہ ہوتا ہے، وہ مصیبت زدہ آدمی کی تکلیف کا اندازہ نہیں کرسکتا۔

نمبر	امثال	اشارات
۲۴۱	ساون ہرے نہ بھادوں سُوکھے۔	ہمیشہ ایک ہی حالت ہے۔
۲۴۲	سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹّے ہیں۔	سب ایک ہی سے ہیں (اکثر ہجو اور بُرائی کے موقع پہ کہتے ہیں)
۲۴۳	سدا نہ پھولے توری، سدا نہ ساون ہوئی سدا نہ جوبن تر رہے، سدا نہ جیوے کوئی	یہ کبیر کا شعر ہے۔ سرسبزی اور برسات کا موسم ہمیشہ نہیں رہتے۔ اسی طرح جوانی بھی ہمیشہ رہنے والی نہیں ہوتی۔ اور کوئی آدمی ہمیشہ کے لئے نہیں جیتا۔
۲۴۴	سر سجدے میں من بدیوں میں	مکّار ہے۔ ظاہر میں نیک ہے۔ مگر خیالات بُرے رکھتا ہے۔
۲۴۵	سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔	کام شروع کرتے ہی خرابی یا تکلیف آن پڑی
۲۴۶	سمجھنے والے کی موت ہے۔	عقلمند کو بڑی دِقّتوں کا سامنا ہوتا ہے۔

بہارستان

جلد ۱۰ ‖ جولائی ۱۹۴۵ء ‖ نمبر ۱۰۳

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آسمانی تعلیم

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو تعلیم ہدایت نازل کی ہے، اس کی پیروی کرو۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ چاہے ان کے باپ دادا کیسی ہی بے وقوفیاں کرتے رہے ہوں۔ اور وہ راہِ راست پر نہ رہے ہوں۔ سچائی سے انکار کرنے والوں کا حال ایسا ہے جیسے کوئی شخص ان جانوروں کو بلا رہا ہو جو سوائے ایک ہانک پکار کے کچھ نہ سنتے ہوں۔ بہرے۔ گونگے۔ اندھے کچھ نہیں سوچتے سمجھتے۔ قرآن: ۲: ۲۱

اِفتتاحیات

۱۔ لکھائی اور پڑھائی کا معیار

پرائمری اسکولوں کے جدید نصاب کے اصول کے اعتبار سے لکھائی اور پڑھائی کے معیار ہر جماعت کے لئے بنانے کی ضرورت ہے تاکہ استاد بچوں میں اس کے مطابق استعداد پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ بحالت موجودہ اساتذہ کا کوئی نصب العین نہیں ہوتا اور بچوں کی تدریجی ترقی کا اندازہ کرنا بھی دشوار ہوتا ہے۔

اس ضرورت کے پیش نظر اب سے قریب قریب ڈیڑھ سال پہلے محکمۂ تعلیم کے ایما سے پڑھائی اور لکھائی کے معیار بنانے کی مہم شروع کی گئی تھی۔ سی۔ پی اور برار کے تمام اضلاع کے

انسپکٹر صاحبان کے اشتراک وتعاون کی درخواست کی گئی تھی جس کے بعد کئی اضلاع سے بچوں کی لکھائی کے نمونے اور پڑھائی کی رفتار کے اعداد و شمار موصول ہوئے۔ جن کی تدوین۔ ترتیب نشان دہی میں اُردو نارمل اسکول کے اساتذہ نے کافی وقت صرف کیا۔ اس کے بعد جنوری ۱۹۴۵ء میں یہ معلوم ہوا کہ ڈیڑھ ہزار بچوں کے نمونے اور اعداد اب تک مدّون ہوسکے ہیں۔ چونکہ یہ تعداد استنباط نتائج کے لئے بہت ناکافی تھی اس لئے اُن ضلعوں کے حکام تعلیم کو جنکی طرف سے نتائج وصول نہیں ہوئے تھے فروری میں مکرر توجہ دلائی گئی مگر اس پر بھی بعض ناموافق حالات کی بناء پر کئی ضلعوں میں یہ کام نہ ہوسکا۔

ممکن ہے اسکول کی پہلی سہ ماہی میں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان جماعت سوم اور چہارم سے جانچ لے لیں۔ جن اسکولوں میں اب تک جانچ نہیں لی گئی ہے وہاں کے مدرسین صاحبان سے درخواست ہے کہ ان دونوں جماعتوں کے ہر طالب علم کے لئے کاغذ کا پاؤ ٹکڑا پہلے ہی سے مہیّا کرکے اس پر لڑکے کا نام، جماعت اور اسکول کا نام لکھ رکھیں تاکہ معائنہ کے دن صرف دس پندرہ منٹ میں بچوں سے لکھائی کے نمونے لئے جاسکیں۔

چونکہ چوتھی جماعت کے بچے پہلی سہ ماہی میں ہوں گے اس لئے ان کی لکھائی جماعت سوم کی متصور ہوگی۔ ہر کاغذ پر جماعت سوم ہی لکھا جائے۔ اسی طرح جماعت سوم کے لڑکے کے کاغذ پر جماعت دوم لکھا جائے۔ چوتھی جماعت کی جانچ سال کی آخری سہ ماہی میں یعنی سالانہ امتحان کے موقعہ پر لی جائے گی۔ ہاں جس اسکول میں پانچویں جماعت ہے اور بچے چوتھی جماعت پاس کرکے اسی سال پانچویں میں آئے ہیں وہ سہ ماہی کے ابتدائی دَور میں جماعت چہارم کے طالب علم سمجھے جاسکتے ہیں اور اُن کی جانچ کی جاسکتی ہے۔

۲۔ جرائم پیشہ خاندانوں کی تربیت

خبر ہے کہ یو۔ پی کی حکومت نے جرائم پیشہ قبیلوں کے بچوں کی تربیت کے لئے صوبہ میں چھ اسکول کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان بچوں کو ان کے والدین کے ماحول سے الگ رکھا جائیگا

تاکہ وہ ابتدا ہی سے بُرے اثر سے دُور رہیں۔ گورکھپور میں یہ طریق تربیت اس سے قبل کامیاب ثابت ہو چکا ہے۔

بہت مبارک تجویز ہے۔ ہر بچہ قدرت کی طرف سے فطرت صحیحہ لے کر دنیا میں آتا ہے گردوپیش کے بُرے نمونے اس پر اثر انداز ہوتے اور خراب کر دیتے ہیں۔ اگر ابتدائی منزل میں اخلاق وانسانیت کی صالح آب وہوا میں نشوونما ہو تو اصولاً اچھے ثمرات کی توقع ہو سکتی ہے ہمارے نزدیک تو اس طریق تعلیم وتربیت کو کسی محدود اور بظاہر پست طبقہ ہی پر منحصر نہ ہونا چاہیئے، بلکہ ہندوستان کے عام ابتدائی مدارس میں ایسا ہی کچھ انتظام ہونا چاہیئے کہ ہر بچہ کی جسمانی۔ ذہنی اور اخلاقی بالیدگی بے روک ٹوک ہوتی رہے اور وہ بڑا ہو کر اپنی جگہ عالمگیر تمدن کا ایک کارآمد رکن ثابت ہو۔

۳۔ مدرسین صاحبان سے

درخواست ہے کہ 'بہارستان' کو مدرسین کے حق میں مفید تر بنانے اور تعلیم میں اپنی اور دوسروں کی مدد کے لئے امور ذیل پر توجہ فرمائیں :۔

(۱) کسی مضمون کے پڑھانے سکھانے میں کوئی مشکل درپیش ہو تو واضح طور پر لکھ بھیجیں۔

(۲) ذاتی تجربہ کے بعد جو طریقہ تعلیم کسی مضمون کا کامیاب رہا ہو اس کا اظہار کریں تاکہ دوسرے اساتذہ کو فائدہ پہنچے۔

(۳) اپنے گاؤں کے تعلیمی، معاشرتی، اقتصادی، زراعتی وصنعتی حالات پر روشنی ڈالیں۔

(۴) اُن کے قرب وجوار میں صنعت ودستکاری کے لئے جو قدرتی ذرائع موجود ہوں اُن سے متعلق معلومات فراہم کریں۔

(ایڈیٹر)

تعلیمات

مُحصّلات کی پیمائش

(۸)

(جغرافیہ کی پیمائش کا بقیہ حصّہ)

پہلی جماعت ——— تیسری سہ ماہی

اصول :-

۱- جانچ کے لئے مضمون -(i) ستاروں اور بادلوں کا مشاہدہ -

(ii) روز روشن میں سایہ کی وسعت و حرکت کا مشاہدہ

۲- جانچ مندرجۂ ذیل امور میں ہوگی :-

ا- (۱) ستارے - (i) تاروں کے دکھائی دینے کا وقت -

(ii) چاندنی رات اور اندھیری رات میں ان کے ظہور کا مقابلہ -

(iii) تاروں کا جھلملانا -

(iv) دن میں ان کا نظر نہ آنا -

(ب) بادل - (i) اس کی دو بڑی قسمیں -

(ii) ہر ایک قسم کے بادل کا رنگ -

(iii) ان دونوں بادلوں کا مقابلہ زمین سے اونچا ہونے کے لحاظ سے -

(iv) ہر ایک کی جسامت -

(v) ہر ایک کے عام اثرات

ii- روز روشن میں سایہ کی وسعت و حرکت -

(i) حرکات - دن کے مختلف اوقات یعنی صبح دوپہر اور شام میں سایہ کا رُخ بدلنا رہنا -

(ii) وسعت - مختلف اوقات میں ان کا چھوٹا بڑا ہونا یعنی صبح دوپہر اور شام میں

(iii) سایہ کے ہونے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے۔

جانچ کا طریقہ ۔۔ دس فی صدی سوالات پہلی تماہی میں سکھائی ہوئی باتوں پر ہوں بیس فیصدی دوسری تماہی میں سکھائی ہوئی چیزوں پر اور باقی ستر فی صدی سوالات موجودہ سہ ماہی میں سکھائے ہوئے مضمون پر ہوں۔ ان میں عملی کام بھی شامل ہیں۔

پہلا سوال ستارے کے تحت دفعات (i) سے (iv) تک سے تعلق رکھتا ہو اور "ہاں یا نہیں" کی شکل میں خواہ "غلط یا صحیح" کی صورت میں ہو اس میں کم سے کم پانچ باتیں ہوں۔ ہر صحیح جواب پر ایک نمبر دیا جائے۔

مثال ۔ ہاں یا نہیں میں جواب دو۔

(i) کیا تم دن میں ستارے دیکھتے ہو؟

(ii) کیا ستارے بادل بھری رات میں دکھائی دیتے ہیں؟

(iii) کیا ستارے اندھیری رات میں زیادہ چمکتے ہیں؟

(iv) کیا سب ستارے جھلملاتے ہیں؟

دوسرا سوال بادل کے تحت دفعات (i) سے (v) پر ہو۔ اور "تکمیلی جانچ" کے طرز پر ہو۔ کم سے کم آٹھ باتیں ہوں۔ ہر صحیح تکمیل پر ایک نمبر دیا جائے۔

تکمیلی جانچ کا نمونہ :۔

(۱) بادل ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ میں جمع ہوتے ہیں

(۲) جب آسمان ...... سے ڈھک جاتا ہے تو وہ نیلا نہیں رہتا ہے۔

(۳) جب آسمان پر بادل ہوں تب تم .... اور .... نہیں دیکھ سکتے۔

(۴) بادل ..... اور .... رنگ کے ہوتے ہیں۔

تیسرا سوال سایہ کے متعلق دفعات (i) سے (iii) تک پر ہو اور "اخراجی جانچ" کی شکل میں ہو۔ کم سے کم سات باتیں ہوں۔ ہر ایک صحیح اخراج پر ایک نمبر دیا جائے۔

نمونہ ۔ جو لفظ صحیح نہ ہو اُسے کاٹ دو۔

(۱) اندھیرے ۔ اُجالے میں سایہ پڑتا ہے۔

(۲) سورج کی سمت۔ سورج کے سامنے سایہ پڑتا ہے۔
(۳) سایہ پڑنے کے لئے روشنی کی۔ کسی چیز کی۔ اندھیرے کی ضرورت ہے۔
چوتھا سوال پچھلی دو تماہیوں میں سکھائی ہوئی باتوں پر "تکمیلی جانچ" کے طرز کا ہو۔ ہر صحیح تکمیل پر ایک نمبر دیا جائے۔
نمونہ ــ ایک یا دو لفظ رکھ کر بات پوری کرو۔
(۱) گائے کے ...... سے کنگھی بناتے ہیں۔
(۲) گوبر ...... اور ...... کے کام آتا ہے۔
(۳) جب گیہوں کے دانے پچھوڑ کر نکال لئے جاتے ہیں تو اُس کا بھُس مویشیوں کیلئے ...... کا کام دیتی ہے۔
(۴) دھان کے پودے ...... کے موسم میں اُگتے ہیں۔
(۵) .. ..
(۶) .. ..
(۷) .. ..
(۸) .. ..
ملی ــ چربہ کاغذ کی مدد سے ہلال یا ستارے کی کٹائی۔
(i) ٹھیک چربہ اُتارنے پر ــــــ ۴ نمبر
(ii) ٹھیک لکیر پر کٹائی ــــــ ۴ نمبر
(iii) ہموار کٹائی ــــــ ۴ نمبر

چوتھی سہ ماہی

ــ جانچ کا مضمون ــ کم سے کم ان باتوں پر جانچ کی جائے :۔
تین دوسرے ملکوں کے بچوں کی کہانیاں جو تصویروں، تراشوں یا ریت والی کشتی میں نمونوں کے ذریعہ ظاہر کی گئی ہوں۔
ــ (۱) تین دوسرے ملکوں کے بچوں کی شناخت ان کی تصویریں دیکھ کر۔

(ii) وہ کہانیاں جو تصویروں، تراشوں یا ریت والی کشتی میں نمونوں کے ذریعہ ظاہر کی گئی ہوں، ان سے طلبہ کے پہناوے اور چلن کے بارے میں علم۔

جانچ کا طریقہ:- پہلی تین ماہیوں میں سکھائی ہوئی باتوں پر اور چوتھی سہ ماہی میں سکھائی ہوئی چیزوں پر سوالات میں تناسب ۴۰ اور ۶۰ کا ہونا چاہیئے۔

پہلا سوال اصول ۲ کے تحت (i) سے تعلق رکھتا ہو اور تصویر شناسی کی جانچ کے طور پر ہو۔ سوال کی شکل اور تعداد وہی ہوگی جو پہلی سہ ماہی میں مذکور ہے۔ ہر صحیح شناخت پر ایک نمبر دیا جائے۔

دوسرا سوال اصول ۲ کے تحت دفعہ (ii) پر ہوگا۔ اور آنکھوں کے سامنے تصویریں موجود رہیں گی۔ کم سے کم آٹھ باتیں ہوں گی اور ہر صحیح جواب پر ایک نمبر دیا جائیگا۔

تیسرا سوال سکھائے پڑھائے ہوئے جانوروں کی تصویروں میں سے کم از کم ایک جانور کی شناخت پر، اور اصلی پودوں میں سے کسی دو پودوں یا دو درختوں کی پہچان پر، اور نمونوں میں سے کوئی سے دو اناج یا تصویروں اور مٹی کے نمونوں میں سے دو پھل شناخت کرنے پر ہو۔ یہ سوال "پہچان کی جانچ" کے طرز پر ہو۔ ہر صحیح شناخت پر ایک نمبر دیا جائے۔

عملی — چربہ کاغذ کی مدد سے دوسرے ملکوں کے بچوں کی کہانیاں واضح کرنے کے لئے تصویریں تراشنا۔

(i) ٹھیک چربہ اتارنا ——— ۲ نمبر

(ii) ٹھیک لکیر پر کاٹنا ——— ۲ نمبر

(iii) ہموار کٹائی ——— ۲ نمبر

جماعت دوم

أ - اصول ——

۱- جانچ کے لئے مضمون - نصاب میں بتائی ہوئی چیزوں کو استاد موسموں کے لحاظ سے مناسب طور پر تقسیم کر لیں۔

(۱) اندھیر...

۲- ذیل کی باتیں جانچی جائیں گی:-

(ا)

(۱) سمتوں کا علم

(۲) حسب خواہش سمت کی طرف نقل و حرکت۔

(۳) ہوا کا رُخ جاننے کے بہت معمولی طریقے۔ نیز مرغ بادنما کے ذریعہ۔

(۴) مختلف موسموں میں ہوا کے رُخ کا ابتدائی علم جس کی بنیاد صحیح مشاہدوں پر ہو۔

(ب)

(۵) بارش کا نکاس، جیسا بھی بچوں نے مشاہدہ کیا ہو

(۶) آسمان کی حالت جب بارش ہو رہی ہو۔

(۷) اس موسم کا نام جس میں بارش ہوتی ہے۔

(۸) برسات کے موسم میں زمین اور ندی نالوں کی حالت

(۹) برسات میں قرب و جوار میں پائے جانے والے پودے اور سبزیاں۔

(۱۰) وہ موسم جس میں قوس و قزح عام طور پر دکھائی دیتا ہے۔

(۱۱) جس جگہ قوس و قزح ظاہر ہوتا ہے اس کا وقوع۔

(۱۲) دن کا وہ حصہ جس میں قوس و قزح ظاہر ہوتا ہے۔

(۱۳) قوس و قزح کا رُخ سورج کے مقابلہ میں۔

(۱۴) قوس و قزح کی شکل۔

(۱۵) قوس و قزح کے رنگ۔

(ج)

(۱۶) اونچی، نیچی اور ڈھالو زمین کا ابتدائی علم۔

(۱۷) مختلف طرح کی مٹی کی پہچان۔

(۱۸) طرح طرح کی مٹی میں پانی یا تری قائم رکھنے کی طاقت کتنی کتنی ہوتی ہے۔

(۱۹) فصلوں کا مٹی سے تعلق۔

(ذ)

(۲۰) وہ سطح جس کی طرف پانی بہتا ہے۔
(۲۱) پانی کی نکاس کی صورتیں :- نالہ۔ندی۔تالاب۔
(۲۲) سیلاب کیونکر آتے ہیں۔
(۲۳) تالاب اور گڑھی کا مقابلہ۔
(۲۴) گڑھی۔تالاب اور نالے کا نسبتی علم، پانی کے بہاؤ کے لحاظ سے۔
(۲۵) نالے کا مطالعہ، لہر اور ریت کے ذخیرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے۔

(ط)

(۲۶) حمل ونقل کے مختلف ذرائع کی شناخت۔
(۲۷) ذرائع حمل ونقل کا مقابلہ، اُن کی رفتار کے لحاظ سے۔
(۲۸) اس بات کی عام واقفیت کہ کس طرح یہ مختلف ذرائع حمل ونقل چلائے جاتے ہیں۔

۳۔ پچھلی تماہیوں میں جو کچھ سکھایا گیا ہو، اس پر سوالات صرف ایک مضمون پر ہوں جس قدر زیادہ باتیں ممکن ہوں پوچھی جائیں۔ مگر پچھلی تماہیوں میں سکھائی ہوئی باتوں پر سوالات کا تناسب موجودہ تماہی کے ساتھ ذیل کے مطابق ہونا چاہیئے۔

پہلی تماہی۔	۲۰	فی صدی سے	۸۰	فی صدی تک
دوسری تماہی۔	۳۰	" "	۷۰	" "
تیسری تماہی	۴۰	" "	۶۰	" "
چوتھی تماہی	۵۰	" "	۵۰	" "

۴۔ سوالات میں امور کی ترتیب وتقسیم کچھ اس طرح ہو کہ عملی کام کے نمبر شامل کرنے پر کل ۵۰ نمبر ہو جائیں۔ اس اصول کا اطلاق سب جماعتوں کی تماہیوں کی جانچ پر ہوگا۔

۵۔ جانچ کی شکلوں کے نمونوں کے لئے پہلی جماعت کی جانچ کے نمونے ملاحظہ کیجئے۔

جانچ کا طریقہ :- دفعہ (۱) پر سوال "تکمیلی جانچ" کے طرز پر ہو جس میں کم سے کم پانچ باتیں ہوں اور ہر ایک میں دو خلاء سے زیادہ نہوں ہر ایک صحیح تکمیل پر ایک نمبر دیا جائے

دفعہ (۲) پرسوال "عملی جانچ" کی صورت میں ہوگا۔ کم سے کم پانچ عمل دیکھے جائیں گے۔ ہر صحیح عمل پر ایک نمبر دیا جائے گا۔ انفرادی طور پر ہر بچہ جانچا جائے گا۔

دفعات (۳) و (۴) پرسوال "تکمیلی جانچ" کے طرز پر ہوگا۔ جس میں کم سے کم پانچ باتیں ہوں گی اور ہر ایک میں دو خلا سے زیادہ نہ ہوں گی۔ ہر صحیح تکمیل پر ایک نمبر دیا جائیگا۔

دفعات (۵) سے (۹) تک پرسوال یا تو "تکمیلی جانچ" یا "ترجیحی انتخابی جانچ" کے نمونہ پر ہوگی۔ کم سے کم پانچ باتیں ہونگی۔ ہر تکمیل یا انتخاب پر ایک نمبر دیا جائے گا۔

دفعات (۱۰) تا (۱۵) پرسوال "ترجیحی انتخابی جانچ" یا "غلط یا صحیح" کے طرز کا ہوگا۔ کم سے کم پانچ باتیں ہوں گی یا پانچ دعوے ہوں گے (اگر غلط یا صحیح کی جانچ ہو) ہر صحیح جواب پر ایک نمبر دیا جائے گا۔

دفعہ (۱۶) پرسوال "عملی جانچ" کا ہوگا جس میں تین عمل ہوں گے۔ ہر صحیح عمل پر ایک نمبر دیا جائے گا۔

دفعہ (۱۷) پرسوال "شناخت کی جانچ" کے لئے ہے۔ بچے جس جس قسم کی مٹی کا مشاہدہ کر چکے ہوں ان میں سے تین مختلف طرح کی مٹی کی شناخت کرائی جائے گی۔ ہر صحیح شناخت پر ایک نمبر دیا جائے گا۔

دفعات (۱۸) اور (۱۹) پرسوال یا تو "ہاں یا نہیں" کی شکل میں یا "غلط یا صحیح" کے طرز پر ہو۔ پانچ سے کم جملے نہ ہوں۔ ہر صحیح جواب پر ایک نمبر دیا جائے۔

دفعات (۲۰) سے (۲۴) تک پرسوال کے آ، ب اور ج تین حصے کردیئے جائیں۔ حصہ ا "ترجیحی انتخابی جانچ" کی شکل کا ہو، جس میں کم سے کم تین باتیں ہوں۔ ہر صحیح انتخاب پر ایک نمبر دیا جائے۔ حصہ ب "غلط یا صحیح" طرز کا ہو جس میں پانچ باتیں دی جائیں اور ہر صحیح جواب پر ایک نمبر دیا جائے۔ حصہ ج "تکمیلی جانچ" ہو جس میں کم سے کم پانچ باتیں ہوں اور ہر بات میں صرف ایک خلا ہو۔ ہر خلا کے صحیح بھرنے پر ایک نمبر دیا جائے۔

دفعہ (۲۵) پرسوال "شناخت کی جانچ" کے لئے ہو۔ اس میں بچے خاکہ کی مدد سے وہ نمبر لکھ دیں جو "موج کی روانی" اور "ریت کے ذخیرہ" کے لئے مقرر کر دیئے گئے ہوں۔ ہر صحیح

اظہار کے لئے ایک نمبر۔

دفعہ (۲۶) پر سوال تصویروں یا نمونوں کے ذریعہ شناخت کی جانچ کے لئے ہوگا۔ تصویروں اور نمونوں پر نمبر ہوں اور بچوں سے کہا جائے کہ جواب میں جس کا جو نمبر ہو اس کے مطابق لکھ دیں۔ ہر صحیح شناخت پر ایک نمبر دیا جائے۔

دفعہ (۲۷) و (۲۸) پر سوال یا تو ترجیحی انتخابی جانچ کے ذریعہ یا تکمیلی جانچ کے طور پر ہو۔ ہر صحیح انتخاب یا صحیح تکمیل پر ایک نمبر دیا جائے۔

عملی ـــ ۱۔ سادہ مرغ بادنما بنانا۔

نمونہ ـ (i) گیلی مٹی کا گیند بنانا۔ ایک نمبر

(ii) اس گیند میں ایک چھوٹی سی تیلی جمانا۔ ایک نمبر

(iii) تیلی کے سرے پر پن کے ذریعہ ایک پر لگانا۔ اس طرح کہ ہوا کی ادنی جنبش سے اس میں حرکت پیدا ہو سکے۔ ۴ نمبر

۲۔ جماعت کے لڑکے سادہ موسمی چارٹ اور بارش پیما بنائیں اور محفوظ رکھیں۔ یہ کام سال بھر جاری رہے گا اور ہر سہ ماہی میں اس کی جانچ ہوگی۔ اُستاد چارٹ بنا دے گا اور لڑکے روزانہ (سکول کے دنوں میں) خانہ پُری کیا کریں گے۔ ہر مہینہ کے خاتمہ پر خلاصہ تیار کریں گے کہ ہوا کتنے دن فلاں سمت چلتی رہی۔ کتنے دن آسمان پر ابر رہا۔ علیٰ ہذا القیاس خلاصہ ہر مہینے مرتب کیا جائے۔ پھر ہر سہ ماہی ششماہی اور سال کے آخر کے بھی اپنے اپنے وقت پر ہوں۔

سادہ موسمی چارٹ میں مطلوبہ امور کی خانہ پُری کرنے میں اور اُستاد یا ممتحن کے تیار کئے ہوئے اور خانہ پُری کئے ہوئے چارٹ سے خلاصہ تیار کرنے میں جانچ لی جائے گی۔ ایک دن سے زیادہ کی خانہ پُری نہیں کرائی جائے گی اور وہ چارٹ جس کا خلاصہ تیار کرایا جائیگا ایک مہینہ کے حالات پر مشتمل ہوگا۔

نمونہ (الف) سادہ چارٹ میں حالات کی خانہ پُری :۔

۸ / اکتوبر کو ـ (۱) ہوا جنوب مغرب سے شمال مشرق کی طرف چل رہی تھی۔

(۲) دن بھر ابر تھا
(۳) زور کی بارش ہو رہی تھی۔
(۴) بجلی چمک رہی تھی۔

۱۰ ر اکتوبر کو ـــ (۱) ہوا جنوب مشرق سے شمال مغرب کی طرف چل رہی تھی۔
(۲) آسمان صاف تھا۔
(۳) سورج اچھی طرح چمک رہا تھا۔
(۴) موسم گرم تھا۔

ہر صحیح خانہ پُری پر ایک نمبر دیا جائے۔

(ب) خانہ پُری کئے ہوئے چارٹ کا خلاصہ کرنا:۔

اُستاد تختۂ سیاہ پر ایک بڑا سا چارٹ بنا دیں اور خانہ پُری کر دیں۔ پھر بچے سلیٹ پر یا کاغذ پر اس کا خلاصہ لکھیں۔ ہر صحیح بات پر دو نمبر دیئے جائیں۔

تکمیلی جانچ کے طرز پر بھی ایک سوال دیا جائے جس میں پانچ باتوں سے کم نہ ہوں ہر صحیح تکمیل پر ایک نمبر دیا جائے۔

نمونہ:۔

(۱) اکتوبر سے دسمبر تک ہوا ..... سمت سے ..... کو چلتی ہے۔
(۲) بارش ..... مہینہ سے ..... تک ہوتی ہے۔
(۳) اس سال ..... مہینہ میں موسلا دھار بارش ہوئی تھی۔
(۴) ..... کے مہینہ میں سردی تھی۔
(۵) ..... کے مہینہ سے ..... کے مہینہ تک گرمی کا موسم رہا۔

۳۔ گمبیرے کے کھیل ـــ یہ اصول نمبر ۲ کے دفعہ (اا) کے تحت آ سکتا ہے۔ اس میں جوابات بتائی گئی ہے۔ وہ سوال کے ذریعہ لی جا سکتی ہے۔

۴۔ ریت اور پانی میں، پانی اور زمین کی عام شکلوں کے نمونے بنانا۔ مٹی کے نمونوں کو ترجیح رہیگی۔

امور ذیل کی جانچ ہوگی:۔

(i) پہاڑ — ۲ نمبر

(ii) ایک میدان — ۲ نمبر

(iii) ایک گڑھی — ۱ نمبر

(iv) ایک تالاب — ۱ نمبر

(v) ایک نالہ یا ندی — ۲ نمبر

۵۔ ذرائع باربرداری دکھانے کے لئے مٹی کے یا دفتی کے نمونے یا تراشے۔

نشان دہی:۔

(i) نمونے کے تفصیلات کی عام پسندیدگی — ۴ نمبر

(ii) ٹھیک کٹائی (اگر مٹی کا نمونہ ہو تو چکنا اور کھُردرا پن حسب ضرورت دیکھا جائے) — ۴ نمبر

(iii) ٹھیک تناسب — ۴ نمبر

۶۔ تختی پر جماعت کے کمرے کا سطح خاکہ بہت ہی سادہ طور پر مٹی یا ریت سے (پیمائش کی ضرورت نہیں)

(ا) تیسری سہ ماہی میں کمرۂ جماعت کا زمینی نقشہ مٹی یا ریت میں۔

(ب) چوتھی سہ ماہی میں کمرۂ جماعت کا زمینی نقشہ تختی پر۔

(نوٹ) بچّوں کو تناسب کا خیال ہونا چاہیئے۔ ان کو اس قابل ہونا چاہیئے کہ وہ گیلی مٹی پر یا ریت میں لکیریں بنا سکیں۔ تختی پر لکیریں کھینچ سکیں اور ساتھ ہی ساتھ کمرے کی لمبائی اور چوڑائی کے تناسب کا لحاظ بھی رکھیں۔ ان کو اس لائق بھی ہونا چاہیئے کہ مدرسہ کے کسی کمرے کا زمینی نقشہ بنا لیں۔

نشان دہی:۔

(i) لمبائی دکھانے والی لکیریں جو قریب قریب صحیح طور پر متناسب ہوں۔ ۲ نمبر

(ii) چوڑائی دکھانے والی لکیریں متناسب ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۲ نمبر

(iii) ہرایک دروازے کا صحیح مقام ۔۔۔۔۔۔۔ ۱ نمبر
(iv) ہرایک کھڑکی کا صحیح مقام ۔۔۔۔۔۔۔ ۱ نمبر
(v) صحیح رُخ اور سمتوں پر ۔۔۔۔۔۔۔ ۲ نمبر

شہریت کی تعلیم

اسکول بچوں کی دنیا ہے جس طرح دنیا میں ہم کو مختلف قوموں سے اور مختلف طور طریقے رکھنے والے لوگوں سے دن رات سابقہ پڑتا ہے اسی طرح اسکول میں ہر بچے کو مختلف گھرانوں کے مختلف قسم کے مذاق والے بچوں میں اٹھنے بیٹھنے اور اُن کے ساتھ کام کرنے، کھیلنے کودنے کا موقع ملتا ہے۔ یہی صورتِ حال بنیاد ہونی چاہیئے مدنیت کے تعلیم کی۔ جسے آج کل تعلیمی اصطلاح میں شہریت کی تعلیم کہتے ہیں۔

شہریت کی تعلیم فی الحقیقت انسانیت کی تعلیم ہے۔ اللہ نے دوسرے جانداروں کے مقابلہ میں انسان کے تمام حرکات وسکنات پر پابندیاں عائد کی ہیں۔ اور اُسے ضوابط و قواعد کا مکلّف بنایا ہے۔ ان ضوابط کو آپ اگر چاہیں تو انسانیت کے اصول کہہ لیجئے۔ اصول کی تحت کئی کئی فروع ہیں اور یہ فروع مختلف ملکوں اور قوموں کے طبعی حالات، مذہبی معتقدات وقومی روایات پر مبنی ہیں۔ مثال کے لئے یہی دیکھ لیجئے کہ سلام کرنے کا طریقہ مختلف قوموں میں مختلف ہے۔ کوئی جھک کر فرشی سلام کرتا ہے، کوئی دونوں ہاتھ جوڑکر، کوئی پیشانی پر ہاتھ رکھتا ہے تو کوئی کنپٹی کے قریب انگلی کے سرے رکھ کر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ کوئی صرف ٹوپ اتار لیتا ہے، تو کوئی ایک ہاتھ مقابل میں سیدھا کر دیتا ہے۔ اور اسلامی طریقہ ان سب سے مختلف ہے۔ اس میں صرف زبان سے سلام کہنے کا قاعدہ ہے جھکنا یا ہاتھ اٹھانا اس کے قاعدے سے باہر ہے۔ چنانچہ اسلامی اخلاق کے اصول وقواعد کی پابندی کرنے والوں کا یہی طریقہ رہا ہے سلطان شہید ٹیپو کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی کو ہاتھ اٹھا کر سلام نہیں کیا۔

اس قسم کے اختلافات، قومی یا ملکی یا جماعتی روایات و معتقدات کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی کے مُرجّح اور بہتر ہونے پر بحث کرنا ہمارا موضوع نہیں ہے صرف یہ کہنا مقصود ہے کہ استاد جس قوم کے بچوں کو سکھا رہا ہو ان کی قومی خصوصیت اور طریقے کا لحاظ رکھے ورنہ تعمیر کی بجائے تخریب ہوگی۔ بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ قوم اپنی ایک خاص تہذیب کی مدعی ہو۔

اخلاق و مدنیت کی تعلیم کے ضمن میں کئی موٹی موٹی باتیں بطور مبادیات قریب قریب تمام قوموں میں مشترک ہیں۔ مثلاً بدن کی صفائی۔ کپڑے کی صفائی، گھر کی صفائی، چیزوں کو سلیقہ سے برتنا۔ آپس میں مل جل کر رہنا وغیرہ ایسی باتیں ہیں جن سے کسی قوم کو اختلاف نہیں ہے۔ مگر ان میں بھی بعض ایسی باتیں ہیں جن میں اشتراک نہیں۔ مثلاً ہندو گھروں میں گھر میں جھاڑو دینے کے بعد گوبر سے لپائی ہوتی ہے یا گوبر پانی میں گھول کر چھڑکا جاتا ہے مگر مسلمانوں میں گوبر ناپاک ہے۔ اگر کپڑے پر لگ جائے یا اس کے پانی کی چھینٹیں پڑ جائیں تو دھونا ضروری ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ ہاتھ منہ دھونے میں پہلے پاؤں دھوتے ہیں پھر ہاتھ منہ دھو کر کلی کرتے ہیں، مگر مسلمانوں میں ترتیب اس سے مختلف ہوتی ہے۔

اسی لئے ہم نے کہا ہے کہ مدنیت و اخلاق کی تعلیم و تربیت میں بچوں کی قومی خصوصیات کو اُستاد ہرگز نظر انداز نہ کرے۔ اس کے لئے اس پر لازم آتا ہے کہ جس قوم کے بچوں کو وہ تعلیم دینے پر مامور ہو اس قوم کے معمولات کے قواعد و ضوابط کا خود عادی ہو اور نمونہ ہو ورنہ کم سے کم ان کا علم تو ضرور رکھتا ہو۔

عام طور پر ۵-۶ برس کی عمر کے بچے پہلی جماعت میں لئے جاتے ہیں۔ یہ بچے کئی اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ کوئی کسان کا لڑکا ہوتا ہے۔ کوئی تاجر کا۔ کوئی خوش حال طبقہ کا ہوتا ہے۔ کوئی بہت غریب گھر کا۔ کسی کا باپ تعلیم یافتہ ہوتا ہے، کسی کا ان پڑھ۔

کسی طبقہ کا اور کسی پیشہ کا آدمی ہو۔ اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اس کا بچہ "اچھا آدمی" بنے۔ ممکن ہے "اچھا آدمی" کی تعریف اس کے قومی آئین و اصول کے اعتبار سے اس کے ذہن میں بعض اسباب و وجوہ کی بنا پر نہ ہو، مگر اس کے دل کی گہرائی میں آپ تلاش

کریں تو آپ کو یہ پتہ ضرور چل جائے گا کہ "سچا اور صحیح" مسلمان بننا اس کی تمنا ہو گی۔ یقین نہ ہو تو دیہات کے ایک گنوار مسلمان سے پوچھ لیجئے جس کا بچہ آپ کے اسکول میں پڑھ رہا ہو کہ ہم آپ کے بچے کو سچا اور صحیح مسلمان بنا دینا چاہتے ہیں۔ آپ بتائیے۔ آپ بھی یہی چاہتے ہیں یا کچھ اور؟

یہاں یہ حقیقت بھی بے نقاب کر دینا چاہیئے کہ بعض وسائل و اثرات کے باعث عام طور پر لوگوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ "اسلامی تعلیم" ایک الگ چیز ہے۔ اسکول کی تعلیم کو اس سے تعلق نہیں جس طرح کل کے خاصے پڑھے لکھے لوگ بعض مباحث کے دوران میں کہہ اُٹھتے ہیں۔ بھئی یہ تو ایک الگ چیز ہے اس کو مذہب اسلام سے کیا علاقہ بیچ میں آپ خواہ مخواہ مذہب کو کھینچ لاتے ہیں۔ ایسے کہنے والے اس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ اور مذاہب کے بارے میں یہ نظریہ ممکن ہے صحیح ہو، مگر مسلمان کے حق میں تو یہ صحیح نہیں مسلمانوں کا مذہب، ان کا اوڑھنا بچھونا اور ان کا سانس لینا ہے۔ اسلام ایک ذہنی، زبانی، کتابی، آسمانی، رُوحانی قانون ہی نہیں بلکہ عملی، اخلاقی، معاشی اور مادی امور میں بھی تہذیب و ترقی کے ضابطے اور قاعدے رکھتا ہے۔ ایک آدمی مسلمان ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، لین دین، بات چیت سونا جاگنا، نوکری، تجارت، پیشاب، پاخانہ، دوستی، عداوت غرض تمام معمولات اور کاروبار اسلامی ضابطے اور قاعدے کے مطابق ہیں۔ اس کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی اور بات کا طریقہ اور قاعدہ بدل کر اس کی جگہ کچھ اور لے آئے اور کہے کہ یہ اس سے بہتر ہے، اس لئے میں اپنا طریقہ چھوڑ کر اسے اختیار کرتا ہوں۔ یہ حرکت غیر منطقی، اور بے اصول ہونے کے علاوہ مضحکہ خیز بھی ہے۔ اس سے تو بہتر یہ ہے کہ وہ اس دائرہ سے نکل کر اپنی پسند کا طریقہ اختیار کر لے اور اسی پر چلے۔ ورنہ کہیں کی اینٹ، کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا، کے مطابق اِدھر اُدھر سے کچھ کچھ لے کر شکل دینے میں جو چیز بنیگی کچھ بھی ہو اُسے اسلام نہیں کہا جا سکتا۔

پُرانے زمانے میں مسلمان گھرانوں میں اخلاق و مذہب کی تعلیم بہت کچھ کیا ملک

قریب قریب تمام گھر ہی میں شروع ہوتی اور اسی ماحول میں ختم ہو جاتی تھی۔ باپ، ماں، بھائی بہن کے کام اور طور طریقے، گھر میں اور گھر سے باہر بچّہ دیکھا کرتا اور وہی اختیار کرنے کی کوشش کرتا۔ مثل مشہور ہے خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ بڑا ہو کر وہ بھی اپنے بڑوں کے سانچے میں ڈھل جاتا۔ جن چیزوں اور کاموں سے گھر اور ماحول کو نفرت ہوتی ان سے وہ بھی نفرت کرتا، جن سے رغبت ہوتی اُسے بھی وہ مرغوب ہوتی۔ پھر رہی سہی باتیں مدرسہ اور مکتب سے لیتا۔ مگر آج کل گھر اور مدرسہ دونوں مقامات کا مفہوم بدل گیا ہے۔ گھر صرف "سکون" کا مقام ہے اور مدرسہ صرف وقت گزاری اور شکم پروری ــــــ بلکہ شکم پرستی کا ذریعہ ہے اور بعض تو یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ اسکول میں تعلیم سے مقصد ایک یہ ہے کہ تقلید کے بندھنوں سے آزادی مل جائے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ بچّہ بڑا ہو کر "بے لگام" ہو جائے۔ جو سوسائٹی اور انسانیت کے لئے بے حد خطرناک ہے۔

خیر، اب تک جو کچھ ہوا اس پر افسوس کرنا تضیع وقت ہے۔ اب ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ کیا کرنا ہے اور کس طریقے سے کرنا ہے میرے اُوپر کے بیان سے یہ نتیجہ نکال لیا ہو گا کہ شہریت کی تعلیم و تربیت کے باب میں میرا رُخ کس طرف ہے، صاف، صریح اور مختصر سی بات یہ ہے کہ میں عملی اعتبار سے تقلید کو پسند کرتا ہوں۔ ان اعمال و اخلاق کی تقلید وبجا آوری جو ہماری قومیت (اسلامیت) نے ہم پر عائد کی اور حد بندی کی ہے اور جنکے قواعد و ضوابط جیسے بھی کچھ بنا دیئے ہیں۔

تعلیم تمام تر عملی ہونی چاہیئے۔ موقع و محل پر جو بات سکھائی جا سکے، اس کو نہ چھوڑا جائے کئی صورتوں میں اُستاد کو موقع پیدا کرنا چاہیئے اور ہمیشہ یہ امر ملحوظ رہے کہ شہریت کی تعلیم و تربیت سے مقصد یہ ہے کہ بچّہ خود برائیوں اور خرابیوں سے بچے اور تمام انسانوں کی بھلائی میں مددگار ہو۔ بچپن کا ابتدائی زمانہ بہت ہی قریب کی معمولی اور روزمرّہ کاموں اور چیزوں کو بتانے سکھانے کے لئے نہایت موزوں ہے۔ ظاہر میں یہ باتیں بہت چھوٹی بلکہ بعض صورتوں میں بادی النظر میں قابل نظر انداز معلوم ہوتی ہیں، مگر ان ہی پر تمدن کے عالمگیر اصول کا انحصار ہے۔ ذیل میں ایسے ہی مبادیات کی تعلیم پر مختصر اشارے درج کئے گئے ہیں۔

ل ۔ بدن کی صفائی ۔ اس میں ہاتھ، منہ، آنکھ، ناک، کان، دانت، ناخن اور بالوں کی صفائی ہے ۔ اس کے لئے اسکول کی ہر جماعت میں مندرجۂ ذیل سامان ضرور مہیا ہوں :۔

پانی، ٹونٹی دار لوٹا، کوئلہ کا منجن ۔ برش (خاص طور پر لڑکیوں کے لئے) ناخن تراش۔ کنگھا (خاص طور پر لڑکیوں کے لئے) آئینہ، ناریل کا تیل (لڑکیوں کے لئے)۔

(۱) بالوں کی صفائی ۔ مہینہ میں کم سے کم دوبار سر کے بال کٹائے یا منڈائے جائیں۔ بال رکھنے میں چند قباحتیں ہیں :۔

(i) ہمارا ملک گرم ہے۔ اس لئے سر اور دماغ کو بالوں سے گرم رکھنا ضروری نہیں ہے۔

(ii) بال دماغ کی خوراک کا ایک حصہ جذب کر لیتے ہیں۔ حالانکہ غریب بچوں کو خوراک افلاس کے باعث خود ہی ناکافی ملتی ہے۔

(iii) بالوں کی صفائی، ستھرائی کے لئے کچھ نہ کچھ وقت اور خرچ کی ضرورت ہے۔

(iv) بالوں کے بناؤ سنگار کا شوق بچوں کی ابتدائی عمر میں ہونا اخلاقی خطرات کا موجب ہو سکتا ہے۔

اس لئے بہتر یہی ہے کہ سادہ طور پر صفائی ہی کا خیال رکھا جائے۔ البتہ لڑکیوں کی صورت اس سے مختلف ہوگی مگر ان کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ ابتدائی عمر میں چوٹی تک پہنچنے، پہنچانے سے احتراز کیا جائے۔ کان اور گردن تک بال بڑھیں، ہر بندرہویں دن اُستانی حد سے بڑھے ہوئے بال قینچی سے تراش دیں، روزانہ تھوڑا سا تیل اور پانی ملا کر بالوں میں لگا دیں اور کنگھے سے بال سلجھا کر ٹھیک ٹھیک جما دیں۔ اُوپر کی جماعتوں کی بڑی لڑکیوں سے بھی یہ کام لیا جائے تاکہ وہ سیکھ سکیں اور ان میں دوسرے کی خدمت کا میلان پیدا ہو۔

(۲) ناخن ۔ ہفتہ میں کم سے کم ایک بار ناخن تراشے جائیں ۔ اس کام کے لئے ناخن تراش کلپ کی شکل کا بہت مناسب اور محفوظ ہے۔ اُوپر کی جماعتوں کے بچے نیچے کی جماعتوں کے بچوں کے ناخن استاد کی موجودگی اور نگرانی

میں تراشیں۔

(۴) ہاتھ منہ دھونا:۔ بچے عام طور پر اپنے گھروں میں ہاتھ مُنہ باقاعدہ نہیں دھوتے ہیں اور نہ ان کے سرپرستوں کو اس کا صحیح طریقہ سکھانے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ اس لئے استادوں اور استانیوں ہی کو یہ کام سکھانا ہوگا۔ ابتدا میں کچھ دن تو تکلیف ہوگی مگر جوں جوں دن گزرتے جائیں گے بچے آپس میں ایک دوسرے کی مدد اور رہنمائی خود کرنے لگیں گے، صرف نگرانی کافی ہوگی۔ اس کے سکھانے کا طریقہ یہ ہو:۔

(۱) جماعت کے بچوں کے کئی فریق بنائے جائیں (ایک فریق میں چار لڑکے مناسب ہوں گے)

(۲) جتنے فریق ہوں اتنے ہی ٹونٹی دار لوٹے ہوں (ٹونٹی دار کی قید اس لئے رکھی گئی ہے کہ ٹونٹی سے پانی لینے میں کم خرچ ہوتا ہے)۔

(۳) ہر فریق کا ایک لڑکا اپنے فریق کا منتظم ہو۔

(۴) جماعت کا ایک ہوشیار لڑکا منتظم بنا دیا جائے، جس کے ذمہ لوٹے، منجن اور دوسری چیزیں ہوں۔ وہی تقسیم کرے۔ وہی چیزوں کو سلیقہ سے محفوظ رکھے۔

(۵) فریق کا منتظم اپنے فریق کے لئے لوٹے میں پانی بھر کرے آئے اور کسی ایک بچے کو دے۔

(۶) منتظم جماعت ہر ایک لڑکے کو حسب ضرورت منجن دے۔

(۷) ہر فریق کا ایک لڑکا پانی کا لوٹا اور منجن لے کر منہ دھونے کی مقررہ جگہ پر بیٹھ جائے۔ بیٹھنے کی جگہ اونچی ہو تاکہ استعمال کئے ہوئے پانی کی چھینٹیں کپڑوں پر نہ پڑیں۔

(۸) استاد یا استانی بچوں کے مقابل لوٹا اور منجن لے کر بیٹھیں۔ آستینیں چڑھی ہوئی ہوں ایسی کہ ہاتھ ہلانے سے بآسانی نیچے نہ آسکیں (استاد یا استانی کا روبرو بیٹھنا اور نمونہ دکھانا، ابتدا میں ضروری ہے۔ بعد میں جب بچے سیکھ لیں تو جماعت کے کسی ہوشیار لڑکے کو یا اوپر کی جماعت کے کسی بڑے لڑکے کو بٹھایا جاسکتا ہے)

(ii) لوٹا بائیں طرف رہے اور اس کی ٹونٹی سامنے ہو۔

(ی) اُستاد ایک عمل کا نمونہ دکھائیں اور بچے نقل کریں۔ اگر پوری اور صحیح نقل کرنے میں کوئی بچہ غلطی کرے تو اُسی وقت درست کردیں۔ اس کام میں باترتیب اتنی باتیں شامل ہیں:۔

(ا) منجن کر لینے کے بعد دونوں ہاتھ تین بار دھونا۔

(ب) منہ میں پانی لے کر کلّی کرنا اور منہ صاف کرنا۔

(ج) تین بار ناک میں پانی سُڑکنا اور ناک دھونا صاف کرنا۔

(د) کم سے کم تین بار منہ دھونا اور دھوتے دھوتے پلکیں انگلیوں سے آہستہ آہستہ ملنا اور آنکھ میں بھی پانی پہنچانے کی کوشش کرنا۔

(ہ) دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا۔

(و) دونوں ہاتھ تر کرکے سر کو پونچھنا تاکہ گرد و غبار نہ رہے پھر کان کے اندرونی و بیرونی گڑھوں اور کونوں کو پونچھ لینا اور گردن پہ ہاتھ پھیرنا (نمونہ اچھی طرح دکھایا جائے)

(ز) دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھونا۔ پہلے دایاں پھر بایاں، پاؤں کی انگلیوں میں ہاتھ کی انگلیوں سے خلال کرنا کہ اندر میل نہ رہے۔ داہنے ہاتھ میں لوٹا ہو اور بائیں ہاتھ سے دھویا جائے۔

(۳) ہاتھ منہ دھونے کے بعد تولیہ کا استعمال سکھایا جائے۔ لینا۔ اعضا خشک کرنا۔ اس کی ٹھیک جگہ پہ پھیلا کر رکھنا۔

اُوپر کی جماعتوں کا کوئی لڑکا تولیہ کا ذمہ دار ہو۔ اُسے روزانہ دھوئے اور محفوظ رکھے۔

(۴) پاخانے اور پیشاب خانہ کا سلیقہ سے استعمال:۔ ان سے متعلق بچوں میں نیچے لکھی ہوئی عادتیں پیدا کی جائیں:۔

(i) پاخانے میں صحیح انداز میں بیٹھنا۔

(ii) بیٹھتے ہوئے بدن کے کپڑوں کو سنبھالنا کہ وہ گندگی سے محفوظ رہیں۔

(iii) آبدست کے لئے پانی ٹھیک جگہ پہ رکھنا (بائیں طرف یا سامنے جیسا بھی انتظام رکھا گیا ہو)

(ہ ا) دو تین ڈھیلے لے جانا اور آبدست سے پہلے اپنے پاخانے کی جگہ کو ان سے پونچھ لینا۔
(ہ) پونچھ کر ڈھیلے پاخانے کے ڈبے میں ڈالنا۔
(اا ہ) پاخانے سے فراغت کے بعد اسی جگہ آبدست نہ لینا بلکہ اس کے لئے جو جگہ بنائی گئی
ہو وہاں بیٹھ کر آبدست لینا تاکہ پاخانہ گندہ نہ ہو۔
(اا ہ) آبدست کے بعد اُٹھ کر اپنے کپڑے سنبھالنا (ااا ہ) پاخانہ کا لوٹا اسکی مقررہ جگہ پر رکھ دینا۔
(ی ا) صاف پانی سے دونوں ہاتھ دھولینا (ی) پیشاب کیلئے صرف پیشاب خانہ میں جانا۔
(ای) پیشاب کیلئے جانے سے پہلے پیشاب کے عضو کی تری کسی ڈھیلے سے جذب کر لینا (اگر
پانی سے دھونا ممکن نہ ہو)۔
(اای) پیشاب کے لئے بیٹھنے کا صحیح طریقہ (ااای) پیشاب خانے اور پاخانے میں نہ تھوکنا۔

ابتدا میں اُستاد کو یہ سب باتیں موقع موقع پر سکھانی پڑیں گی۔ پھر چند روز کے بعد عادت کی پختگی کے لئے جماعت کے بچوں میں سے ایک بچے کو "صفائی افسر" بنا دیا جائے جو وقتاً فوقتاً اُستاد ہی کے حکم سے لڑکوں کے پیچھے جا کر ان کی نگرانی کرے گا جب ضرورت مدد کرے گا۔ ہدایت دے گا اور اُستاد کے پاس آکر رپورٹ کریگا۔

یہ صفائی افسر صرف ایک ہفتہ کے لئے مقرر ہو۔ پھر دوسرے بچے کو موقع دیا جائے اور اس طرح سے ہر ہفتہ تبدیل ہوتا رہے۔ ہر روز اسکول ختم ہونے سے پہلے اُستاد اس کے کام پر چارٹ میں نمبر درج کر دے تاکہ حوصلہ افزائی ہو اور دوسرے بچوں میں بہتر کام کرنے کا شوق پیدا ہو۔ ہر بچے کو سال میں کم سے کم دو بار صفائی افسر بننے کا موقع ملنا چاہیئے۔ چارٹ اس نمونہ کا بنایا جائے:۔

صفائی افسر کا چارٹ ——— جماعت اول ——— کل نمبر ۱۰

نمبر	طالب علم کا نام	ہفتہ اور مہینہ	ہفتے کے دن						۶۰ ←
			پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	سنیچر	میزان
۱	عبدالرشید	۲ر جولائی	۳	۵	۴	۷	۴	۵	۳۰
۲	موہن لال	۹ر "							
۳	شیخ بابو	۱۶ر "							
۴	عمر خاں	۲۳ر "							

دستکاری

دفتی کی کارآمد کشتی بنانا

(از محمد ابراہیم صاحب اُستاد ڈرائنگ اور دستکاری)

ذیل میں ایک سادہ اور خوبصورت کشتی بنانے کی ترکیب لکھی جاتی ہے۔ مدرس اسکے مطابق پہلے خود تیار کرکے دیکھ لیں۔ تب اچھی طرح سمجھ میں آجائے گا۔ اس کشتی (TRAY) میں پنسل۔ قلم۔ ربڑ وغیرہ قسم کی چیزیں رکھی جاسکتی ہیں۔

استادوں کے لئے دستکاری سیکھنے کے کئی طریقے ہیں۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ سکھانے والا موجود ہو اور اس کی نگرانی میں ہم کوئی چیز اس کی ہدایت کے مطابق بنائیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مدرس نمونہ سامنے رکھ لیں اور مشاہدہ کرلیں اس کے مطابق بنانے کی کوشش کریں۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ کوئی مضمون پڑھ کر اس کی تشریح، خاکے اور ترکیب پہ غور کرکے عملاً تجربہ کیا جائے اور اس کے بعد اسکول میں بچّوں کو سکھایا جائے۔

ضروری چیزیں :۔ اس دستکاری کے لئے نیچے لکھی ہوئی چیزیں پہلے مہیّا کرلی جائیں۔

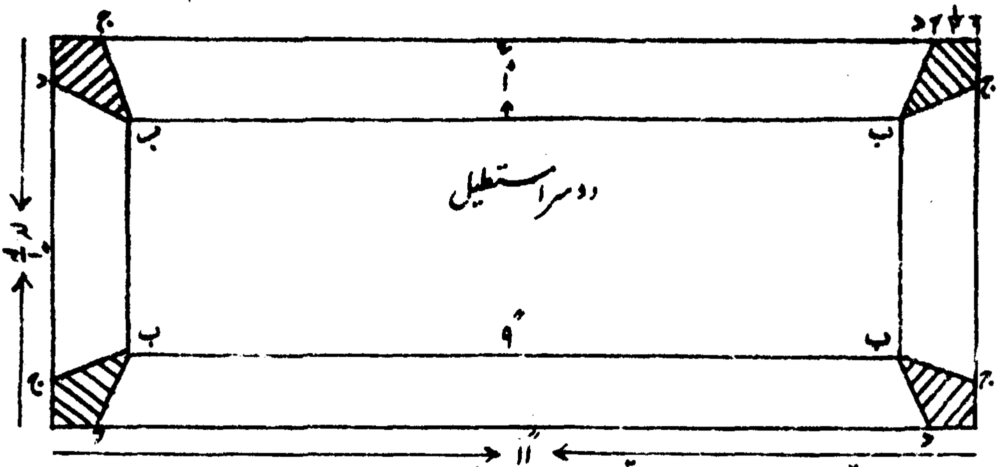
(۱) قینچی (۲) چاقو (۳) لکڑی کا صاف اور سطح تختہ (۴) دفتی (۵) کاغذ (سفید یا رنگین) (۶) جُزبندی کا کپڑا (اگر نہ مل سکے تو موٹے کاغذ پر لیئی لگا کر ایک پتلا کپڑا اس پر چڑھا لو اور سکھالو (۷) اسکیل کی پٹّی (۸) سواۃ (SMOOTHER) جسے ہندی میں چکن کا رہتے ہیں قریب قریب ایک انچ چوڑی اور چھ انچ لمبی قمچی لے کر اس کے کنارے چاقو سے خوب چکنے کرلو۔ ایک سرا چپٹا رہے اور دوسرا سرا گاؤدُم ہوتا پنسل کی نوک ایسا ہوجائے (۹) لیئی (۱۰) سیٹ اسکوائر جسے دفتی پہ رکھ کر صحیح طور پہ نوے درجہ کا زاویہ بنایا اور عمودی خط کھینچا جاسکتا ہے۔

بنانے کا طریقہ یہ ہے :۔

(۱) دفتی کا ٹکڑا ایک ٹکڑا لو، جو ایک فٹ لمبا اور ½ فٹ چوڑا ہو۔

(۲) اس پر پنسل اور اسکیل پٹی کی مدد سے ایک مستطیل ½۴ × ۱۱ کا بناؤ۔

(۳) اس کے اندر ایک دوسرا مستطیل ½۲ × ۹ پیمائش کا بناؤ۔



(۴) پہلے مستطیل کے خطوط پر سے قینچی لے کر کاٹو۔

(۵) اس کے کنارے صاف اور چکنے کرنے کے لئے مسواة کا استعمال کرو۔

(۶) ہر کونے کے دونوں جانب دو نقطے ½ کے فاصلہ سے لگاؤ (جیساکہ خاکہ میں ج اور د نقطے دکھائے گئے ہیں)

(۷) دوسرے مستطیل کے کونے سے (یعنی نقطہ ب سے) ج اور د نقطوں کو خطوط کے ذریعہ ملادو۔

(۸) باقی تینوں کونوں پر یہی عمل کرو۔

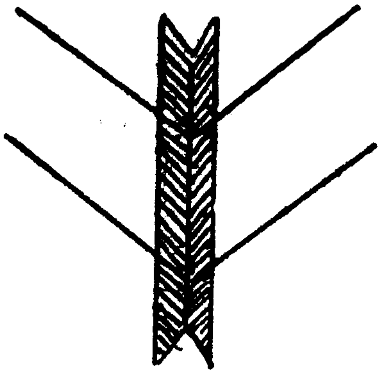
(۹) ب ج د حصے کو قینچی سے کاٹ دو (خاکے میں کونے کے خط کشیدہ حصے گویا کٹے ہوئے ہیں)

(۱۰) دوسرے مستطیل کے ہر خط پر اسکیل پٹی رکھ کر چاقو کی نوک لکیر پر اس طرح چلاؤ کہ دفتی کی موٹائی آدھی کٹ جائے۔

(۱۱) تم نے چاقو سے جس طرف دفتی کے خطوط پر شگاف دیا ہے اس کے مخالف سمت دفتی کو موڑ دو، اس قدر کہ چاروں کٹے ہوئے کونوں میں سے ہر ایک کونے کے دونوں پہلو (د۔ ج) ایک دوسرے سے مل جائیں۔

(۱۲) دونوں حصوں کو جزبندی کے کپڑے سے لیئی کے ذریعہ جوڑ دو۔

(۱۳) کونے جزبندی کے کپڑے سے جوڑنے کے لئے نیچے کی شکل نمبر ۲ پر غور کرو۔



(۱۴) قریب ایک انچ چوڑا کپڑا کاٹ لو اور اس کو بیچ میں موڑ دو۔ شکل نمبر ۲ کی طرح اوپر اور نیچے کے کونے کاٹ لو۔

(۱۵) اس پہ کاغذ کی جانب لیئی لگاؤ۔

(۱۶) کپڑے کو اس طرح چپاں کرو کہ موڑ کناروں کے جوڑ پہ رہے۔

(۱۷) اوپر کے تکونی کونے اندر کی طرف موڑ کر چپکا دو۔

(۱۸) نیچے کے تکونی حصے کو کشتی کے نیچے کی جانب موڑ کر چپکاؤ۔

(۱۹) چاروں کونوں پہ یہی عمل کرو اور جوڑو۔

(۲۰) کشتی کے اندرونی حصہ میں سفید یا رنگین کاغذ کی مناسب پٹیاں لگا دو۔

(۲۱) باہر رنگین کاغذ چڑھا دو۔

آج کل رنگین کاغذ مشکل سے ملتا ہے مختلف وضع اور رنگ کا کاغذ خود ہی ہم بنا سکتے ہیں۔ اس میں کفایت بھی ہوگی۔ اس کی ترکیب آئندہ پرچہ میں دی جائے گی۔

ادبیات

اقبال اور نظریۂ تعلیمِ نسواں

ابیات	ترجمہ
آں زنِ دہستاق زادے جاہلے پست بالائے، سطبرے، بدگلے	دیہاتی گنوار کی وہ لڑکی جو جاہل ہو پست قد ہو، موٹی بھدّی ہو اور بدشکل ہو
نا تراشے، پرورش نادادۂ کم نگاہے، کم زبانے، سادۂ	بے ڈول ہو، اور اُس کی تعلیم و تربیت نہ ہوئی ہو، کم عقل ہو، کم سخن ہو اور سیدھی سادی ہو۔
دل ز آلامِ امومت کردہ خوں گردِ چشمش حلقہ ہائے نیلگوں	ماں بننے کے دُکھ درد سے اس کا دل خون ہو رہا ہو (فکروں میں رہتی ہو) اور اسکی آنکھوں کے گرد لاغری اور کمزوری کے باعث نیلے حلقے ہوں۔
ملّت ار گیرد ز آغوشش بدست یک مسلمانِ غیور و حق پرست	ایسی عورت کی گود سے اگر ملّت کو ایک غیرت مند اور حق پرست مسلمان ملے (تو یہ خوب سمجھ لو کہ)
ہستیِ ما محکم از آلامِ اوست صبحِ ما عالم فروز از شامِ اوست	اُسی کے دُکھ درد کی بدولت ہماری زندگی طاقتور ہے، اور اُسی کی مصیبتوں کے نتیجہ میں ہماری خوش حالیاں ہیں۔
واں تہی آغوش نازک پیکرے خانہ پروردِ نگاہش محشرے	اس کے مقابلہ میں وہ نازک بدن عورت جس کی گود خالی ہو (یا بچّوں کے بکھیڑے

فکر او از تاب مغرب روشن است
ظاہرش زن، باطن او نازن است

بندہائے ملت بیضا گسیخت
تا ز چشمش عشوہ ہا حل کردہ ریخت

شوخ چشم و فتنہ زا آزاد ویش
از حیا نا آشنا آزا دیش

علم او بارِ امومت برنتافت
بر سر شامش یکے اختر نتافت

ایں گل از بستانِ ما نارستہ بہ
داغش از دامانِ ملت شستہ بہ

(رموز بے خودی)

سے نفرت کرتی ہو) اور قیامت کا طوفان اس کی نگاہ میں پرورش پاتا ہو،

جس کا دماغ یورپ کی چمک دمک سے روشن ہو مگر حقیقت میں (اطوار و خصائل کے اعتبار سے عورت نہ ہو۔

جس نے اپنی آنکھوں سے ناز و غمزے کھول کھول کر باہر چھوڑ دیئے ہوں اور روشن ملت کے بندھن توڑ ڈالے ہوں۔

اس کی آزادی گستاخ ہے، فتنہ پیدا کرنے والی ہے اور حیا سے بیگانہ ہے۔

اُسے تعلیم ایسی ملی ہے کہ وہ ماں بننا ہی نہیں چاہتی۔ اُس کی شام ایسی ہے جس میں ایک ستارہ بھی نہیں چمکتا۔

ایسے پھول کا ہمارے باغ سے نہ اُگنا ہی بہتر ہے، ایسی عورت ملت کے دامن پر ایک داغ ہے، اس داغ کا دُھل جانا ہی بہتر ہے۔

اردو کے امثال

(نمبر ۱۰)

نمبر	امثال	اشارات
۲۴۷	سُولی پہ کی روٹی کھاتے ہیں	بہت محنت کی کمائی ہے۔
۲۴۸	سو نکٹوں میں ایک ناک والا نکّو	کمینوں اور نالائقوں میں اگر ایک شریف آدمی چلا جائے تو ذلیل ہوتا ہے۔
۲۴۹	سونے کی چڑیا ہاتھ آئی ہے۔	بہت نفع یا فائدہ کا ذریعہ حاصل ہوگیا ہے۔
۲۵۰	سیّاں بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا	اپنا چاہنے والا طاقتور ہے تو اس کے بل پہ اب آزادی سے جو جی میں آئیگا کریں گے۔
۲۵۱	شاکر کو شکّر موذی کو ٹکّر	نیک آدمی خوشحال رہتا ہے اور بُرے پر مصیبت آتی ہے۔
۲۵۲	شام کے مردے کو کب تک روئیے۔	آخر صبر آ ہی جاتا ہے۔
۲۵۳	شیخی خورے سے کہا تیرا گھر جلتا ہے، کہا، بلا سے میری شیخی تو میرے پاس ہے۔	شیخی خور شیخی سے کبھی باز نہیں آتا۔
۲۵۴	شیر کے بُرقع میں چھیچھڑے کھاتے ہیں۔	بُزدل ہیں مگر اپنے آپ کو بہادر ظاہر کرتے ہیں۔
۲۵۵	صبح کا بھولا شام گھر آئے اُسے بھُولا نہیں کہتے ہیں۔	آدمی اگر اپنی غلطی کا اقرار کرلے تو قابل ملامت نہیں ہوتا۔
۲۵۶	صحبت اچھی بیٹھئے، کھائیے ناگر پان	اچھی صحبت میں عزت ہے اور بُری

نمبر	امثال	اشارات
	بری صحبت میں بیٹھ کے کٹائیے ناک اور کان	صحبت میں بے عزتی ۔
۲۵۷	صورت نہ شکل، چولھے سے نکل	بد صورت
۲۵۸	صورت چڑیل کی نام گلبدن	بد صورت ہے اور اپنے آپ کو حسین ظاہر کرتی ہے ۔
۲۵۹	طویلے کی بلا بندر کے سر	قصور کسی کا اور مارا جائے کوئی ۔
۲۶۰	طوطے کی سی آنکھیں پھیر لیتا ہے	بے وفائی کرتا ہے ۔
۲۶۱	کسی زمانہ میں ان کا طوطی بولتا تھا ۔	کسی زمانے میں ان کی شان وشوکت اور شہرت خوب تھی ۔
۲۶۲	ظالم کی رسّی دراز	ظالم کو خدا ڈھیل دیتا ہے ۔ اس کی عمر بڑی ہوتی ہے ۔
۲۶۳	عاشقی اور خالہ جی کا ڈر	کسی بڑی مہم میں، کسی کا ڈر ہونا، بزدلی ہے ۔
۲۶۴	عاشقی خالہ جی کا گھر نہیں	محبت پر قائم رہنا معمولی بات نہیں
۲۶۵	عقل کے طوطے اُڑ گئے	بد حواس ہو گیا ۔
۲۶۶	عقل بڑی کہ بھینس	بے وقوف آدمی کے نزدیک عقل ایک حقیر چیز ہے ۔

تلفظ کی غلطیاں

نمبر (۲)

نمبر	غلط	صحیح	تشریح
۲۱	تِعداد	تَعداد	ت پر زبر چاہیئے۔ (گنتی)
۲۲	تَنازَع	تنازُع	ز پر پیش چاہیئے (آپس میں جھگڑا)
۲۳	تَوانا	تُوانا	ت پر پیش چاہیئے (طاقت ور) اسی طرح توانائی اور تاب وتواں میں بھی ت پر پیش چاہیئے۔
۲۴	توبہ	تَوبہ	پہلا ٹکڑا واو مجہول سے غلط ہے۔ ت پر زبر دے کر تلفظ کرنا چاہیئے۔
۲۵	تَہلَکہ	تہلُکہ	ل پر پیش ہونا چاہیئے۔ (مصیبت۔ بلا۔ آفت۔ ہلاکت کے معنی میں)
۲۶	ثِبات۔ ثُبات	ثَبات	زیر اور پیش کے ساتھ غلط۔ زبر چاہیئے۔ (پائیداری)
۲۷	ثِبت	ثبَت	ثَ پر زبر چاہیئے (لکھا ہوا)
۲۸	جاجَم	جاجِم	دوسری جیم کے نیچے زیر چاہیئے۔ یہ تُرکی لفظ ہے۔
۲۹	جُدّوجِہد	جِدّ و جَہد	پہلی جیم کے نیچے زیر اور دوسری جیم پر زبر چاہیئے یا پیش (دونوں صحیح ہیں) کوشش۔
۳۰	جُذْب	جَذْب	ج پر زبر چاہیئے۔ کشش

نمبر	غلط	صحیح	تشریح
۳۱	جُراحت	جِراحت	جؔ کے نیچے زیر چاہیئے۔ زخم
۳۲	جِرَح	جَرْح	جؔ پر زبر چاہیئے۔ عیب بتانا۔ نکتہ چینی کرنا۔
۳۳	جِریان	جَرَیان	جؔ پر زبر چاہیئے۔ اُردو میں رؔ ساکن کے ساتھ تلفظ کرتے ہیں (جَرْیان) کسی چیز کا بہنا۔
۳۴	جَمہُور	جُمہُور	جؔ پر پیش چاہیئے۔ آدمیوں کا بھاری گروہ
۳۵	جَوّاد	جَوَاد	واؤ پر تشدید نہیں چاہیئے (سخی)
۳۶	جَوار	جِوار	جؔ کے نیچے زیر۔ ہمسائگی۔ اس لئے "قرب وجوار" بولنے میں جؔ کے نیچے زیر دے کر تلفظ کرو۔
۳۷	جِہالت	جَہالت	ج پر زبر۔ نادانی
۳۸	جِہل	جَہل	ج پر زبر۔ نادانی
۳۹	جہنُّم	جہنَم	ن پر پیش دے کر تلفظ کرنا غلط ہے زبر چاہیئے۔
۴۰	تقاضہ	تقاضا	آخر میں الف چاہیئے۔ اصل میں یہ "تقاضی" ہے۔ اردو والوں نے اس سے "تقاضا" بنا لیا۔ اس میں مزید تصرّف کرکے الف کی جگہ ہ لکھنا غلط ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہارستان

جلد ۱۸ | اکتوبر ۱۹۴۵ء | نمبر ۱۰۴

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آسمانی تعلیم

اُس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بُلاتا۔ خود نیک اور صحیح عمل کرتا ہے، اور اللہ کا فرماں بردار رہتا ہے۔

القرآن: ۴۱: ۳۸

افتتاحیات

ا۔ تعلیم کا جدید نظام

خبر ہے کہ جدید نظامِ تعلیم، جسے سارجنٹ اسکیم کہا جاتا ہے، بہت جلد عملی صورت اختیار کریگا۔ مرکزی مجلس مشاورت کی سفارش و تجویز ہے کہ جہاں تک ممکن ہو جلد سے جلد اس کی ابتدا کردی جائے۔ پانچ سال کی عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے تعلیم لازمی ہوگی۔ اور آٹھ سال تک لازمی طور پر ان کو تعلیم حاصل کرنا ہوگی۔ یہ ہشت سالہ تعلیم دو منزلوں پر مشتمل ہوگی۔ ابتدائی منزل، جسے پرائمری کہا جاسکتا ہے، پانچ سال کی ہوگی، اور تین سال مڈل کی تعلیم میں صرف ہوں گے۔ اس میعاد میں طلبہ اور طالبات کو فنون و دستکاری کے مشاغل کے ذریعہ تحصیل تعلم کا موقع دیا جائے گا۔ قابل معلمین و اساتذہ کا تقرر ہوگا۔ اور تعلیم کا معیار بلند کیا جائیگا۔

میٹرکولیشن سے متعلق یہ تجویز ہے کہ پانچ بنیادی مضامین میں اس کا امتحان لیا جائیگا انگریزی، ریاضی، ابتدائی سائینس، تاریخ، اور جغرافیہ۔

کسی اختیاری مضمون کا ماہرِ خصوصی بنانے کے لئے اسکول کی آخری تین جماعتوں میں اس

کا کورس منقسم کرکے پھیلا دیا جائے گا۔

لڑکیوں کے لئے ایک اختیاری مضمون علمِ خانہ داری کا ہوگا، مادری زبان کے ذریعہ

ہوگی، اور اسی کے ذریعہ امتحانات ہوں گے۔

مختلف علاقوں میں مجلسِ ضابطۂ متحدہ (BOARD OF CONTROL)

قائم ہوگی۔ جو امتحانات سے متعلقہ امور سر انجام دیگی۔ اس میں یونیورسیٹیوں کے نمائندے

تعلیم کے حکام، اور مدارسِ متعلقہ شامل ہونگے۔

مسٹر سارجنٹ کے تعلیمی نظام پر اس سے قبل بہارستان کے صفحات میں کئی مضامین چھپ

اشاعتِ ہذا میں بھی ایک تازہ مضمون کسی جگہ درج کیا گیا ہے۔ یہ مضمون مسٹر سارجنٹ ہی کا

" سی۔ پی برار ریویو" میں انگریزی میں چھپا تھا۔ مسٹر محمد سلیمان معلم التعلیمات مدرسۂ ہذا کے

ہیں کہ انھوں نے اس مضمون کا اردو ترجمہ کرکے اردو مدارس کے مدرسین کے لئے

معلومات کا ذخیرہ بہم پہنچایا۔

۲۔ تبریک و خیر مقدم

اگست ۱۹۴۵ء میں راؤ صاحب دی۔ آر۔ راجواڑے، ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ آف ا

ریٹائرڈ ہونے کی میعاد تک کی رخصت پر تشریف لے گئے۔ اُن کے تعلیمی خدمات کی اس کامیا

ہم مبارکباد کہتے ہیں۔

یہ امر موجبِ مسرت ہے کہ راؤ صاحب کی جگہ جناب ای۔ ڈبلو فرنیکلن صاحب تش

ہیں۔ صاحبِ موصوف فنِ تعلیم میں وسعتِ نظر کے ساتھ مختلف تعلیمی اداروں کا

رکھتے ہیں۔ اسپنس ٹریننگ کالج، جبلپور کے پروفیسر، چھتیس گڑھ اور ناگپور علاقو

سپرنٹنڈنٹ آف ایجوکیشن، بنیادی قومی تعلیم کے مرکزی و تجربی ادارہ کے پرنسپل

اسکولوں کے نگراں، آپ کی گذشتہ تعلیمی خدمات کے طویل زمانہ کی یہ قابلِ ذکر

چونکہ آپ "پراونشیل میگزین کمیٹی" کے صدر بھی ہیں، جس سے بہارستان کو قریبی تعلق ہے۔ اس لئے بھی آپکی اس صوبہ میں تشریف آوری پر ہم آپ کا پرجوش خیر مقدم کرتے ہیں۔

۳۔ انعامی مضمون

مدارس اور دوسرے تعلیمی اداروں میں عام طور پر یہ شکایت سننے میں آتی ہے کہ آج کل اسکولوں کے طلبہ کی لکھائی بہت غلط اور خراب ہوتی ہے۔ املا غلط، حروف و الفاظ کی بناوٹ غلط، شوشے، دندانے، دائرے، تناسب، کرسی، اعراب، وقفہ غرض تحریر اور خط کے لوازم سے وہ یکسر نا واقف ہوتے ہیں۔ یہ خرابی پرائمری اسکولوں ہی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کی درس گاہوں تک منتہی ہوتی ہے۔ اگر اس کے اسباب کا تجزیہ کیا جائے، تو کئی چیزیں منظر پر آ جائیں۔

یہ شکایت، اور ناگوار نقص ہماری تعلیم گاہوں پر ایک بدنما داغ ہے جس کے دھونے کے لئے ہم کو موثر اسباب و عمل کی ضرورت ہے، اسی کے پیش نظر ادارہ بہارستان نے اس سلسلہ میں انعامی مضمون کا اعلان کیا ہے۔ جو آیندہ کسی صفحہ پر درج ہے۔ مدرسین صاحبان سے اُمید ہے کہ اس مقابلہ میں شرکت فرما کر ایک تعلیمی مہم کے انجام دینے میں معاون ہونگے۔ اس تعاون کی قدر و قیمت انعام کی مادی منفعت سے اعلیٰ اور مزید ہوگی۔

۴۔ تعلیم کی دوڑ

ایک "ہمدردِ تعلیم"، نے اخبار "ڈان" دہلی میں مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کا جائزہ لیتے ہوئے چند رنگ آمیز کیفیات کا سطحی خاکہ کھینچا ہے۔ تعلیم نسواں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ۔

"مسلمان ترقی کی دوڑ میں اپنی ہمسایہ قوموں کے برابر ہونے کے لئے خوب جدوجہد کر رہے ہیں، یونیورسٹی کے امتحانات کے نتائج اس پر شاہد ہیں، نورونہ جی واڈیا کالج، پونہ کے لئے اس سال پانچ فیلو منتخب ہوئے ہیں، جن میں چار

مسلمان ہیں، اور ان چاروں میں ایک مسلمان خاتون ہیں، جنہوں نے بی۔ اے

کی ڈگری درجۂ اول (آنرز) میں حاصل کی ہے .... علاوہ ازیں

تین اور گریجویٹ ہوئی ہیں، جن میں ایک نے اس سال انگریزی اور فرانسیسی

زبان لیکر ایم۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے "

قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا۔

ابتدائی جماعتوں میں اُردو لکھائی کی تعلیم کا بہترین تدریجی طریقہ

ادارہ منتظمہ "بہارستان" کی تجویز کے مطابق امسال اِس عنوان پر انعامی مضمون رکھا گیا ہے بہترین مضمون پر بیس روپیہ کا انعام اور دوسرے درجہ کے مضمون پر دس روپیہ کا انعام دو مضمون نگاروں کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

(۱) مضمون کم سے کم کاپی سائز کے دس صفحوں کا ہو۔

(۲) کاغذ کے صرف ایک طرف لکھا جائے۔

(۳) صاف اور واضح لکھا ہوا ہو۔

(۴) ۱۵ دسمبر ۱۹۴۵ء تک منیجنگ ایڈیٹر "بہارستان" اُردو نارمل اسکول امراوتی (برار) کے پتے پر بھیج دیا جائے۔

(۵) انعامات کا فیصلہ چار ماہرینِ تعلیم کے ذریعہ کیا جائے گا۔ جنہیں ادارہ منتظمہ مقرر کرے گا۔

(۶) انعامی مضامین "بہارستان" میں شائع کردئے جائیں گے۔

منیجنگ ایڈیٹر "بہارستان"

گورنمنٹ اُردو نارمل اسکول، امراوتی

(برار)

تعلیمیات

محصلات کی پیمائش

(۹)

(جغرافیہ کی پیمائش کا بقیہ حصّہ)

تیسری جماعت ———— پہلی سہ ماہی

اصول :-

(۱) جانچ کے لئے مضمون :- درجہ سوم کے نصاب کے مطابق دفعہ ا میں زبانی اور عینی مندرجۂ ذیل معلومات۔

(۲) ذیل کی تفصیلات میں جانچ ہوگی۔

(۱) بازار کی ضرورت

(۲) بازار عام طور پر ہفتہ بھر روزانہ کیوں نہیں لگتا؟

(۳) بازار خاص خاص دیہات میں کیوں لگتا ہے۔ سب دیہاتوں میں کیوں نہیں لگتا۔

(۴) دیہاتیوں کے ملنے کی جگہ۔

(۵) بازار کی مشاہدہ کی ہوئی چیزیں، مقامی اور باہر کی۔ اُن کے نام۔

(۶) بازار کی مشاہدہ کی ہوئی چیزیں، مقامی اور باہر کی۔ جو کھیتوں سے حاصل ہوئی ہوں۔

(۷) درجہ دوم میں تیار کئے ہوئے موسمی حالات کے تختوں سے اُس جگہ یا علاقہ کی آب وہوا معلوم کرنا۔

(۸) درجہ دوم میں مشاہدہ کی ہوئی مدرسہ کے قرب جوار میں پائی جانے والی مختلف قسم کی زراعتی مٹی۔ ان کی قسمیں۔

(۹) مقامی پیداوار کا آب وہوا اور زمین سے تعلق۔

(۱۰) مقامی پیداوار کے علاوہ بازار میں مشاہدہ کی ہوئی پیداوار کا مقامی جگہ میں نہ پیدا ہونے کا سبب۔

(۱۱) فصلوں کی کاشت کے لئے عام ضروریات۔

(۱۲) بازار میں مشاہدہ کی ہوئی وہ چیزیں جو بطور غذا استعمال ہوتی ہیں۔

(۱۳) چیزوں کی ضروریات جو بچوں نے مشاہدہ کی ہیں۔

(۱۴) ان ضروریات کو حاصل کرنے کا ذریعہ۔

(۱۵) ایندھن میں شامل ہونے والی وہ تمام چیزیں جن کا بچوں نے مشاہدہ کیا ہے۔

(۱۶) ہر ایک قسم کے ایندھن کو حاصل کرنے کا ذریعہ۔

(۳) پانچ سوالات دریافت کئے جائیں گے ان میں سے ایک عملی کام کے متعلق ہوگا۔

جانچ کا طریقہ۔

(۴) پہلا سوال اصول ۲ کی دفعات ۱تا۴ پر قوت فیصلہ کی جانچ کی صورت کا ہونا چاہیئے۔ جس میں دو سے زیادہ خالی مقامات نہ ہوں۔ ہر خالی جگہ کو ایک جملہ سے پُر کیا جائے۔ ہر صحیح جواب کے لئے دو نمبر دے جائیں۔ کم از کم چار باتیں دریافت کی جائیں۔

مثلاً۔ مندرجہ ذیل کو پورا کرو۔

(۱) بازار کا لگنا ضروری ہے۔ کیونکہ ....

(۲) بازار عام طور پر روزانہ نہیں لگتا۔ کیونکہ ....

(۳) .... (۴) .... (۵) ....

دوسرا سوال اصول ۲ کی دفعات ۵ سے ۹ پر دو حصوں آ اور بَ میں منقسم ہونا چاہیئے۔ حصہ اَ "ہاں یا نہیں" کی طرز کا ہو، اور اس میں کم از کم آٹھ باتیں دریافت کی جائیں گی۔ ہر صحیح جواب پر ایک نمبر دیا جائے۔ حصہ بَ کی جانچ

"ٹیکمین" کی طرز پر ہو، اور اس میں کم از کم پانچ باتیں دریافت کی جائیں۔ ہر صحیح خانہ پری پر ایک نمبر دیا جائے۔

حصہ (ا) کا نمونہ :-

(۱) کیا وہ تمام چیزیں جو تم نے بازار میں دیکھی ہیں مقامی طور پر حاصل ہوتی ہیں؟
(۲) کیا کھیتوں سے حاصل ہونے والی وہ تمام چیزیں جو تم نے بازار میں دیکھی ہیں۔ تمھارے قرب وجوار میں پیدا ہوتی ہیں؟

(۳) .... (۴) .... (۵) .... (۶) .... (۷) .... (۸) ...

حصہ ب کا نمونہ :-

جملوں کے اوپر جو الفاظ لکھے ہیں اُن سے خالی مقامات پُر کرو۔

(پانچ چیزوں کے نام۔ دو مقامی اور تین غیر مقامی، اور پانچ پیداوار دو مقامی اور تین غیر مقامی۔ جملوں کے سروں پر لکھنا چاہیئے۔ یہ سب نام بغیر کسی خاص ترتیب سے ملے جلے ہوں اور بچے ان کی مدد سے خالی جگہوں کو بھر ینگے۔ اسی طرح آب و ہوا مٹی کی قسموں وغیرہ پر سوال وجواب کئے جا سکتے ہیں۔ چاول۔ کھلونے۔ گیہوں مٹھائیاں۔ جوڑا۔ پتنگ۔ مٹی کے برتن۔ پیتل کے برتن۔ جوار اور گنا۔

(۱) بازار کی مشاہدہ کی ہوئی چیزوں میں سے .... مقامی اور .... غیر مقامی ہیں۔

(۲) بازار کی مشاہدہ کی ہوئی پیداواروں میں سے .... مقامی اور .... غیر مقامی ہیں۔

گرم مرطوب۔ سرد۔ گرم۔ سرد خشک۔ مقامی۔ کنہار۔ مُرم۔

(۳) گیہوں کو .... آب وہوا اور .... زمین اور چاول کو .... آب وہوا .... کی ضرورت ہے۔

(۴) .... (۵) ....

(۲) وہ گاؤں تمھارے گاؤں سے .... کے ذریعہ ملا ہوا ہے۔

(۳) گاڑی کا راستہ عام طور پر .... سے زیادہ لمبا ہوتا ہے۔

(۴) تمھارے گاؤں کے قریب .... ایک دلچسپ مقام ہے۔

(۵) .... (۶) .... (۷) .... (۸) ....

تیسرا سوال گذشتہ سہ ماہی میں پڑھے ہوئے نصاب پر ہونا چاہیئے اور یہ "ہاں یا نہیں" کی طرز کا ہو اور اس میں دس باتیں دریافت کی جائیں۔ ہر صحیح سوال پر ایک نمبر دیا جائے۔ اس سوال کے دریافت کرنے کا طریقہ پہلے بتایا جاچکا ہے۔ چوتھا اور پانچواں سوال عملی کام کے متعلق ہونا چاہیئے ــ مثلاً

(۱) مٹی یا دفتی سے اپنے مدرسہ اور اس کے قرب و جوار کا خاکہ تیار کرنا۔

(۲) گاؤں کا نقشہ پڑھنا۔

چوتھے سوال کا نمونہ :ــ مدرسہ اور اس کے قرب و جوار کا مٹی کا خاکہ تیار کرنا اور اس میں ذیل کی باتیں ظاہر کرنا۔ ۴ نمبر

(ا) وہ جگہ جہاں تم قواعد کرتے ہو۔	۲	"
(ب) وہ جگہ جہاں تم کھیلتے ہو۔	۲	"
(ج) وہ جگہ جہاں تم کوڑا کرکٹ پھینکتے ہو۔	۲	"
(د) باغ یا تمھارے اُستاد کے بیٹھنے کی جگہ۔	۲	"

کل نمبر ۱۲

پانچویں سوال کا نمونہ :ــ

زمین پر ایک بہت بڑا نقشہ تیار کرو۔ اور اس میں خاص خاص سڑکیں اور دوسری اہم باتیں درج کرو اور بچوں سے کہو کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چل کر جائیں ــ مثلاً

(ا) اس جگہ کھڑے ہو جہاں تمھارا مدرسہ ہے۔

(ب) اپنے مدرسہ سے پٹیل یا مالگذار یا کسی اور بڑے آدمی کے باڑے تک جاؤ

(ج) وہاں سے پھر اپنے صدر مدرس کے گھر تک جاؤ۔

(د) وہاں سے فلاں گاؤں کی طرف جاؤ (گاؤں کا نام مدرس کو بتانا چاہیئے)

دیواری نقشہ پر۔ (ہ) ڈاک بنگلہ۔ سرائے۔ یا تالاب بتاؤ۔

(س) بازار کی جگہ یا مویشیوں کے جمع ہونے کی جگہ دکھاؤ۔

نمبر: ہر چیز کے دو نمبر۔

تیسری سہ ماہی

اصول :—

(۱) جانچ کے لئے مضمون۔ (ا) تحصیل کی واقفیت بلحاظ طبعی حالات۔ آب ہوا پیداوار۔ پیشے۔ تجارتی مرکز اور حمل و نقل (ب) ضلع کی واقفیت طبعی حالات اور آب و ہوا کے متعلق۔

(۲) ذیل کی تفصیلات میں جانچ ہوگی۔

(ا) (۱) گاؤں یا شہر کے وہ ضروری حصے جو بچوں نے خود مشاہدہ

(ب) (۱۴) ضلع کے

(۱۵) ضلع کے طبعی حالات۔

(۱۶) ضلع کی بارش۔

(۱۷) ضلع کی آب و ہوا۔

(۳) پانچ سوال دریافت کئے جائیں، جن میں سے دو عملی ہوں۔

جانچ کا طریقہ :—

پہلا سوال اصول ۲ کی دفعات یکم تا ۱۶ پر "تکمیلی جانچ" کا ہو جس میں کم از کم سات باتیں ہوں، اور ہر ایک میں کم از کم دو خالی مقامات ہوں، ہر صحیح سوال پر ایک نمبر دیا جائے

مثلاً :—

(۱) گاؤں یا شہر کے خاص خاص حصے .... ہیں۔

درجہ کی سڑکیں، اوّل درجہ کی سڑکیں اور ریل کی سڑکیں۔

(۳) پانچ سوال کئے جائیں، جن میں عمل کے سوال بھی شامل ہوں۔

(۴) چالیس فیصدی سوالات گذشتہ ماہیوں کے پڑھے ہوئے نصاب پر ہونگے ان میں ایک سوال مدرسہ کے خاکہ پر عملی قسم کا بھی ہوگا۔

جانچ کے لئے مضمون: —

پہلا سوال اصول ۲ کی دفعات (۱) اور (۲) پر "ہاں یا نہیں" کی صورت کا ہو، اس میں کم از کم آٹھ باتیں دریافت کی جائیں۔

ہر صحیح جواب کے لئے ایک نمبر دیا جائے۔ مثلاً: —

ہاں یا نہیں میں جواب دو: —

(۱) کیا تمھارے ضلع میں کپاس پیدا ہوتی ہے؟

(۲) کیا عمارتی لکڑی تمہارے ضلع کی پیداوار ہے؟

(۳) کیا تمھارے ضلع میں کوئلہ پایا جاتا ہے؟

(۴) کیا دھان موسم بارش میں پیدا ہوتا ہے؟

(۵) .... (۶) .... (۷) .... (۸) ....

نوٹ: — اوپر کی باتیں ضلع کی پیداوار کے لحاظ سے دریافت کی جائیں۔

دوسرا سوال اصول ۲ کی دفعات (۳) اور (۴) پر "تکمیلی جانچ" کی صورت کا ہونا چاہیئے۔ کم از کم پانچ باتیں دریافت کی جائیں اور ہر ایک میں دو سے کم جگہیں خالی نہ ہوں۔ ہر صحیح جواب پر ایک نمبر دیا جائے۔ مثلاً

ذیل کے جملوں کو پورا کرو: —

(۱) ضلع میں تین اہم تجارتی مرکزوں کے نام .... ہیں۔

(۲) مندرجہ بالا مرکزوں میں سے ہر مرکز کی خاص تجارت .... ہے

(۳) .... (۴) .... (۵) ....

- تیسرا سوال اصول ۲ کی دفعات (۵) پر "تکمیلی جانچ" کا ہونا چاہیے کم سے کم پانچ باتیں دریافت کی جائیں جن میں سے ہر ایک میں دو جگہوں سے کم خالی جگہ نہ ہوں۔

مثلاً:۔

(۱) ضلع کے صدر مقام سے پکی سڑکیں .... کو جاتی ہیں۔

(۲) اوّل درجہ کی سڑک وہ ہے جو ....

(۳) .... (۴) .... (۵) ....

چوتھا سوال گذشتہ سہ ماہیوں کے نصاب پر "ہاں یا نہیں" کی صورت کا ہونا چاہیے۔ اس میں کم از کم دس باتیں دریافت کی جائیں۔ ہر صحیح جواب پر ایک نمبر دیا جائے مثلاً

ہاں یا نہیں میں جواب دو:۔

(۱) کیا وہ تمام چیزیں جو تم بازار میں دیکھتے ہو تمھارے ضلع میں پیدا ہوتی یا بنتی ہیں؟

(۲) کیا تمھارے ضلع کا شمالی حصّہ پہاڑی ہے؟

(۳) کیا تمھارے ضلع کی آبادی .... ہے؟ (اس جگہ ہندسہ درج کرو)

(۴) کیا تمھاری تحصیل میں عمارتی لکڑی باہر سے آتی ہے؟

(۵) کیا تمھارے ضلع میں کوئی معدنی چیز نکلتی ہے؟

(۶) .... (۷) .... (۸) .... (۹) .... (۱۰) ...

پانچواں اور چھٹا سوال عملی ہونا چاہیے مثلاً مدرسہ اور اس کے احاطہ کا خاکہ کھینچنا، ضلع کے نقشہ کا پڑھنا۔

پانچویں سوال کا نمونہ:۔

(۱) ایک مدرسہ کی عمارت کا خاکہ کھینچو جس میں تین کمرے ہوں۔ دو کمرے مساوی لمبائی چوڑائی کے ہوں یعنی ۲۰×۱۵ اور چھوٹا کمرہ ۱۵×۱۰ کی لمبائی چوڑائی کا ہو۔ درمیان میں ایک پانچ فٹ چوڑا برآمدہ ہے

عمارت کا رُخ شمال کی جانب واقع ہے۔ ۴ نمبر

(۲) مشرقی کمرے کے کنارے سے ۳۰ فٹ کے فاصلہ پر ایک خندق ہے ۲ نمبر

چھٹے سوال کا نمونہ :-

(ضلع کا نقشہ کاغذ پر کھینچو اور اس میں مندرجہ ذیل باتیں دکھاؤ (خاکہ کے لئے ۳ نمبر)

(۱) ایک پہاڑ اور (۲) ایک دریا - ایک نمبر

(۳) ایک تالاب
(۴) ایک مشہور مقام } ایک نمبر

(۵) دو تجارتی مرکز ایک نمبر

(۶) دو مختلف تحصیلوں میں دو پولیس تھانے

(۷) تمہارے گاؤں سے کسی بڑے تجارتی مرکز تک جانے کا ایک ذریعہ اور اس پر کے دو مشہور مقام - ۲ نمبر

(۸) نقشہ کی تشریح ۳ نمبر

نوٹ :- تشریح بھی خود بچے ہی لکھیں گے - باقی

جنگ کے بعد تعلیم کا تعمیری نظام

حکومتِ ہند کے تعلیمی کمشنر مسٹر سارجنٹ نے کچھ دن ہوئے کل ہند ریڈیو، دہلی سے ایک تقریر نشر کی جس میں مرکزی تعلیمی مشاورتی مجلس کی تعلیمی اسکیم کا مختصر خاکہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ سال گذشتہ مرکزی تعلیمی مشاورتی بورڈ نے اپنی تعلیمی رپورٹ شائع کی ہے۔ چونکہ وہ اسکیم کے مرتب کنندگان میں سے ہیں۔ اس لئے ان کو اسکیم کی کامیابی پر کامل یقین ہے بورڈ نے تعلیمی لحاظ سے ہندوستان کو دوسرے مہذب ممالک کے ہمدوش لانے کے لئے یہ اسکیم بنائی ہے۔ اس رپورٹ

کی کاپیاں چھپواکر فروخت کی گئیں۔ تاہم کاغذ کی قلت کی بنا پر مانگ کے مقابلہ میں بہت کم کاپیاں فراہم کی جاسکیں، نتیجہ یہ ہوا کہ ہند میں تعلیم سے حقیقی دلچسپی رکھنے والے کئی صاحبان اِس رپورٹ کا مطالعہ نہ کر سکے۔ مسٹر سارجنٹ فرماتے ہیں کہ قبل اسکے کہ وہ مختصر طور پر آپ کو اور بورڈ کے ممبران کو یہ بتائیں کہ اسکیم کیا ہے؟ یہ بتانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ اسکیم کیا نہیں ہے۔

پہلے تو یہ کہ بورڈ نے کسی نرالی قسم کے تعلیمی نظام کو پیش کرنے یا مفصل اور ہمہ گیر اسکیم کو جو اتنے بڑے ملک کے طول و عرض میں بغیر کسی ترمیم کے چلائی جائے بنانے کی ہرگز کوشش نہیں کی ہے۔ بورڈ کا مقصد یہ ہے کہ اسکیم کی ابتداء سے لیکر آخر تک ہر جگہ "عمل" کارفرما ہے۔ یہ موٹے موٹے اشارات میں ملک کی کم سے کم تعلیمی ضروریات کو پیش کرتی ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بتاتی ہے کہ ان کو کس طرح پورا کیا جائے اور اس کے لئے کتنا وقت درکار ہوگا۔ اور مصارف کیا ہونگے۔ اسکے بعد مختلف صوبوں کے با اختیار اور ذمہ دار تعلیمی حکام کا کام ہوگا کہ وہ اپنے علاقہ کے لئے موزوں تعلیم بورڈ کے متعینہ مقاصد و اصول کے پیشِ نظر تجویز کریں اور یہ دیکھیں کہ تعلیم کے سلسلہ میں کہاں تک مفید تجربے کئے جارہے ہیں۔

دوسرے یہ کہ بورڈ کا مقصد ہندوستان کو مغربیت کے سانچے میں ڈھالنا نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بورڈ نے اُن غیر ممالک کے تجربات اور محصلات کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔ جن کے ساتھ ہندوستان کو لازمی طور پر مخلوط رہنا پڑے گا اور جن کا اختتام جنگ پر ممکن ہے مقابلہ بھی کرنا پڑے۔ ہاں بے شک ان ممالک ان خیالات و اطوار کو اختیار کرنے کی سعی کی گئی ہے جو ہندوستان کے لئے موزوں ہیں، بورڈ کے ممبروں میں ہندوستانی مرد اور خواتین کی تعداد دو تہائی ہے۔ جن کو تعلیم کا وسیع تجربہ ہے اور جن کو ہندوستان کی مختلف الخیال افراد کی نمائندگی بھی حاصل ہے۔

تیسرے یہ کہ یہ رپورٹ عجلت میں بے سوچے سمجھے نہیں بنائی گئی ہے۔ اب

دس سال قبل جبکہ بورڈ کی تشکیل عمل میں آئی تھی ہر سال بورڈ کی ایماء سے ایک یا اس سے زائد مخصوص کمیٹیاں اِس غرض سے بنائی گئیں کہ وہ مختلف تعلیمی شعبوں کی جانچ پڑتال کر کے ایسا مواد جمع کریں جو جنگ کے بعد ہر قسم کی ہونے والی تعمیرات کے لئے مکتفی ہوسکیں۔

چوتھے یہ کہ اِس اسکیم کو حکومت ہند کی عام رضامندی اب تک حاصل نہیں ہوئی ہے اُمید ہے کہ گورنمنٹ کی اس قسم کی رضامندی میں اب زیادہ دیر نہ ہو گی۔ کئی صوبجاتی حکومتوں نے جو بورڈ کی ہدایات کی موافقت میں ہیں اسکیم کے مطابق کام شروع بھی کر دیا ہے۔

اب میں یہ بتاتا ہوں کہ یہ اسکیم کیا ہے مسٹر سارجنٹ نے اس پوری اسکیم کو ایک ایسی بڑی عمارت سے تشبیہ دی ہے جس میں چھ کمرے ہوں اور جس کے گرداگرد چھوٹی چھوٹی چھ عمارتیں ہوں۔ اِن چھ کمروں کو ایک دوسرے کے ساتھ خاص تعلق ہو کسی کمرہ کی ترقی حد تک نہیں رہ جاتی بلکہ اس کی ترقی میں دوسرے کمروں کا تعلق ضرور ہوتا ہے۔ ہم کسی کمرہ کو زیادہ اور کسی کمرہ کو کم اہمیت نہیں دے سکتے۔ اسی طرح اردگرد کی چھ چھوٹی عمارتوں کا بھی حال ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض صورتوں میں چھوٹی عمارتوں میں سے کوئی عمارت بڑی عمارت کے کسی کمرہ سے زیادہ اہمیت رکھتی ہو۔ اِس قسم کی تشبیہ بہرحال اسکیم کے مفہوم کو سمجھانے کا ایک اچھا ذریعہ ہے بڑی عمارت کے خاص کمرہ کی خصوصیت یہ ہے کہ چھ اور چودہ سال کی عمر کے تمام بچے اور بچیوں کو عام جبری اور مفت تعلیم دیجائے۔ تاکہ خواندگی عام ہو جائے۔ اور ضروری شہریت کا مادہ لڑکوں اور لڑکیوں میں پیدا ہو جائے۔ اس کمرہ کا نام ہم "بنیادی تعلیم" رکھ سکتے ہیں۔ اس کو ۲ دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک کو جونیر کی منزل کہیں گے جو چھ سے لیکر گیارہ سال کے بچہ کے لئے اور دوسری سنیر کی منزل ۱۱ سے لیکر ۱۴ سال تک کے بچہ کے لئے ہے۔ انہی دو منزلوں کا نام پرائمری اور مڈل کی منزلیں ہیں۔ اس کمرہ نمبر ا سے ملحق دوسرا چھوٹا اور جاذب نظر کمرہ ہے جو ابتدائی تعلیم سے قبل یا پرائمری تعلیم سے پہلے کی تعلیم کے نام سے موسوم ہے۔ جس میں چھ ۶ سال

سے کم عمر کے ایسے بچوں کی گنجائش ہے جن کے مکانوں کی حالت خراب ہے۔ اور جن کی مائیں دن میں روزی کمانے کے لئے گھر میں بچوں کو چھوڑ کر باہر جاتی ہیں۔ کمرہ نمبر ۳ اور نمبر ۴ ہائی اسکول اور کالج کی تعلیم ہے۔ ہر قوم کو سردار اور ماہر فن کی ہر شعبۂ زندگی میں ضرورت پڑتی ہے اس میں قوم کا عین مفاد ہوگا اگر خاص لیاقت کے لڑکے ہائی اسکول اور کالج کی تعلیم پانے کے بعد چُن لئے جائیں اور اس کے ان کو اس قسم کی تربیت دیجائے کہ وہ قوم کی خدمت کرنے کے لائق بھی بنیں، اور اپنے کفیل بھی ہوسکیں، پانچواں کمرہ صنعت و حرفت یا تجارت اور فنون کی تعلیم کا ہے مستقبل قریب میں ہندوستان میں صنعت کو زیادہ فروغ ہوگا۔ اور اگر صنعت و حرفت کو زیادہ پھیلانے۔ اس میں ترقی کرنے اور اپنی زندگی کے معیار کو مستقل طور پر بلند کرنے کے لئے ہنرمندوں کی، نگراں کی، حکام اور محققین کی سخت ضرورت ہوگی، چھٹا اور آخری کمرہ تعلیم بالغان کے لئے وقف ہے۔ چونکہ ہندوستان کی ۸۵ فیصدی آبادی اَن پڑھ ہے۔ اسلئے صرف عام بنیادی تعلیم کی طرف توجہ دینے سے کام نہیں چلے گا۔

اب ہم اردگرد کی چھوٹی چھوٹی چھ عمارتوں کی طرف آتے ہیں۔ ان میں سے پہلی عمارت مدرسین کی تربیت ہے۔ پوری اسکیم کو چلانے کے لئے ۲۲ لاکھ روپیہ زائد مدرسین کے لئے خرچ کرنا ہوگا۔ اس اسکیم کی کامیابی یا ناکامیابی کا پورا دارومدار اچھے اور بُرے مدرسین پر ہے۔ دوسرے نمبر کی عمارت اوسط درجہ کے بچوں کی صحت جسمانی کو ظاہر کرتی ہے۔ تیسری ان بچوں کی تربیت کی طرف اشارہ کرتی ہے جو نابینا ہیں یا گونگے ہیں یا جو کسی جسمانی نقص کی وجہ سے معذور ہیں۔ یا جن کو دماغی فتور ہے۔ چوتھی عمارت ہر عمر کے لوگوں کے لئے سیر و تفریح اور معاشرتی سامان مہیا کرتی ہے۔ پانچویں عمارت کا کام ہائی اسکول اور کالج سے نکلے ہوئے لڑکوں کو قابل اطمینان ذریعۂ معاش کی طرف رہنمائی کرنا ہے چھٹی عمارت ان تدابیر کی تلاش کرتی ہے جو تعلیمی اسکیم کو کامیاب بنا سکتی ہیں۔ اس کا کام اردگرد کی تمام چھوٹی عمارتوں کو اور بڑی عمارت کے ہر کمرہ کے نظام کو دیکھنا ہوتا ہے۔

تمام بچوں اور بچیوں کو اعلیٰ تعلیم نہیں دے سکتے۔ صرف قابل لڑکے ہی اس قسم

سی تعلیم سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ ہائی اسکول اور کالج میں داخل ہونے والے بچوں کی صلاحیت کا صحیح پتہ لگانا ایک مقررہ بورڈ کے سپرد ہوگا۔ کسی غریب بچہ کی تعلیم اس کی افلاس کے باعث رک نہیں سکتی۔ اگر وہ ہونہار ہو۔ گورنمنٹ خود ایسے بچوں کی تعلیم میں مدد کریگی۔ اس طرح چھوت۔ اچھوت کی تفریق تعلیم گاہوں سے قطعی طور پر اٹھ جائیگی۔

اس اسکیم کی کامیابی صرف مدرسین کے سر ہے اگر ہمیں مدرسین پر یہ اعتماد ہو جائے کہ وہ ہمارے بچوں کی معقول تربیت کر سکیں گے۔ تو ہم کو مذکورہ تعلیمی اسکیم کے کامیاب ہونے میں کوئی شک نہ رہے۔ آج مدرسین کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ سب سے پہلے مدرسی کے پیشہ کے لئے مناسب اور موزوں آدمیوں کا انتخاب ہونا چاہیئے۔ یا پھر ان منتخب مدرسین کو تعلیم دینے کا ہنر سکھایا جائے۔ پھر جب وہ کام کرنے لگیں تو معقول تنخواہیں دیجائیں، موزوں اور مناسب مدرسین کے جمع کرنے میں روپیہ اور وقت کی بہت ضرورت ہوگی۔ خاطرخواہ مدرسین مطلوبہ تعداد میں ۲۰ سال کے عرصہ میں مل سکیں گے۔ اچھا مدرس وہ ہوگا جس کا اثر قوی طور پر طلباء پر پڑے۔ اور مدرسہ چھوڑنے کے بعد ایک عرصہ تک قائم رہے۔ جب تعلیمی اسکیم اپنے پورے آب و تاب میں آئیگی۔ اسوقت گورنمنٹ کا خرچ کل ہندوستان کی تعلیم پر تقریباً تین سو کروڑ روپیہ سالانہ ہوگا۔ یہ ظاہر ہے کہ صرف ہندوستان کے انگریزی صوبوں میں ۷۰ لاکھ بچے ہر سال تعلیم حاصل کرنے کی منزل کو پہنچتے ہیں، ان میں سے بہت تھوڑے پرائمری مدارس میں داخل ہوتے ہیں، اور باقی ناخواندہ رہ جاتے ہیں۔ ملک کے گوشہ گوشہ سے قابل قدر آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ کہ اگر تعلیمی سلسلہ میں عجلت یا کفایت یا دونوں کا خیال کیا گیا تو بورڈ کا بنایا ہوا معیار تعلیم پست ہو جائیگا۔ اسکیم کو کم خرچ بنانے اور تیزی سے آخری منزل تک پہنچانے کے لئے وہ یہ تجویز کرتے ہیں کہ کالج کے طلباء نصاب کی تکمیل کے بعد کم از کم پیشۂ مدرسی کی تربیت ایک سال تک حاصل کریں۔ تب ان کو سند دیجائے۔ یہی شرط ہائی اسکول کے طلباء کے لئے سرٹیفکیٹ دینے سے پہلے کیجاوے۔ لیکن اس میں خرابی یہ ہے کہ خاطرخواہ مدرسین نہیں مل سکیں گے کیوں کہ ان میں بہت سے ایسے ہوں گے جن کو پیشۂ مدرسی سے کوئی رغبت نہ ہوگی۔۔

مرکزی تعلیمی مشاورتی بورڈ، جبری بھرتی کا حربہ اخیر میں استعمال کرنے کو تیار ہے - کالج، اور ہائی اسکول کے پاس شدہ ایسے لڑکے بھرتی کئے جائیں گے - جو فنِ مدرستی حاصل کرنے کی قابلیت رکھتے ہونگے - ان کو تربیت گاہوں میں فنِ تعلیم سکھایا جائے گا - ایسے طلبہ تندہی اور جوش کے ساتھ مدرستی کا پیشہ اختیار کرکے اسی وقت کام کرسکیں گے جبکہ ان کی حالت بہتر و ارفع بنائی جائے - اور ان کی قدر کی جائے۔ مترجمہ مسٹر محمد سلیمان

معلم تعلیمیات

حساب کی تعلیم

(اشاراتِ سبق)

(از حوض دار خاں متعلم سال دوم)

جماعت : —چہارم : نفع و نقصان اور اس کا حسابی طریقہ :-

سرخیاں	مضمون	طریقہ تعلیم
منزل پہلی	یہ کرانے کی دوکان ہے - بنیا بیٹھا ہے - یہ دوکان دار ہے - اسکے سامنے گاہک کھڑا ہے - سودا خرید رہا ہے بنیا سودا دیگا - قیمت لیگا -	بہتر یہ ہے کہ بچوں کو ایک ایسی تصویر دکھائی جائے - جس میں ایک دوکان ہو، دوکاندار بیٹھا ہو، سامنے گاہک کھڑا ہو، اور سامان خرید رہا ہو پھر اس تصویر پر سوالات کئے جائیں، ۱- اِس تصویر میں دیکھو، کون بیٹھا ہے - ۲- کہاں بیٹھا ہے - ۳- یہ کس چیز کی دوکان ہے ؟ ۴- اس کے سامنے کون کھڑا ہے - ۵- کیوں کھڑا ہوگا ؟

سرخیاں	مضمون	طریقۂ تعلیم
		۶- سودا خریدنے والے کو کیا کہتے ہیں؟ ۷- دوکان کے مالک کو کیا کہتے ہیں؟ اگر تصویر نہ ہو تو بات چیت کے ذریعہ اور بچّوں کے سابقہ مشاہدہ سے مدد لے کر یہ باتیں اخذ کرائی جائیں:- دوکاندار - خریدار - سودا - لین - دین - نفع - نقصان - عملی طور پر ایک لڑکے کا جماعت کی کتابیں لینا بیچنا اور لڑکوں کا خریدنا -
دوسری منزل	دوکاندار اپنا مال بیچتا ہے - جو چیز چار پیسے میں لاتا ہے - اس کو پانچ پیسے میں دیتا ہے - ایک پیسہ اس کو زیادہ ملتا ہے - یہ نفع ہے - اور اگر چار پیسے سے کم میں بیچے گا تو نقصان ہوگا - تھوڑے تھوڑے نفع سے دوکاندار کچھ دنوں میں امیر بن جاتا ہے	استاد:- ۱- کتابیں کتنے کی لائے تھے؟ (دس روپیہ کی) ۲- سب کتابیں بک گئیں؟ (جی ہاں) ۳- کتنے میں؟ (بارہ روپیہ میں) ۴- کتنے روپیہ زیادہ آئے؟ (دو روپیہ) ۵- کتنا نفع ملا؟ (دو روپیہ)
منزل تیسری (عملی کام سبق کا)	ایک لڑکا دوکاندار بنے گا کتابیں کسی بڑی دوکان سے لائے گا - دوکان لگائے گا - خریدار آئے گا - خریدے گا وہ مال بیچے گا - اور نفع کا حساب بتائے گا خرید سے زیادہ دام آئیں تو نفع ہو	۶- اگر نو روپیہ میں بیچتے تو نفع ہوتا؟ (جی نہیں) ۷- کم دام میں بیچتے تو کیا ہوتا؟ (نقصان ہوتا) ۸- اچھا پڑھ لکھ کر کون کون دوکاندار بنے گا؟ ۹- تم کون سی تجارت کروگے؟ ۱۰- تم کس چیز کی تجارت کروگے؟ وغیرہ

سرخیاں	مضمون	طریقہ تعلیم
	خرید سے کم دام آئیں تو نقصان ہوتا ہے۔ جماعت کے لڑکوں سے۔ بات چیت کے ذریعہ یہ سمجھانا کہ تجارت اچھی چیز ہے۔ اور تھوڑا تھوڑا نفع لیکر آدمی امیر بن جاتا ہے۔	(نفع اور نقصان کا املا تختہ سیاہ پر لکھو بچے اور تلفظ کی صحت پر توجہ دلاؤ)
		زبانی سوالات کھیل کھیل میں پہلے حل کرائے جائیں۔
منزل چوتھی	کھیل نمبر ۱	۱۔ عبدالستار نے استاد سے کتنے میں سلیٹ خریدی تھی؟ (۸ ر میں)
	۱۔ استاد ایک لڑکے کو ایک سلیٹ ۸ ر میں دیتا ہے اور کہتا ہے جاؤ اسے بازار میں بیچو	۲۔ کتنے میں فروخت کی؟ (۱۰ ر میں)
	۲۔ لڑکا بازار جاتا ہے۔	۳۔ کتنا زیادہ ملا؟ (۲ ر زیادہ)
	۳۔ ایک لڑکا ۱۰ ر میں خریدتا ہے۔	۴۔ نفع ہوا یا نقصان۔ (نفع ہوا)
	۴۔ استاد کے پاس آکر حساب دیتا ہے	۵۔ کتنا نفع ہوا؟ (۲ ر نفع ہوا)
	کھیل نمبر ۲	سوال :-
	۱۔ استاد ایک لڑکے کو ایک درجن نارنگی ۱۰ ر میں دیتا ہے۔	ایک لڑکا ایک درجن نارنگی ۱۰ ر میں خریدتا ہے اور ۱۲ ر میں فروخت کرتا ہے۔ بتاؤ اس کو کتنا نفع ہوا؟
	۲۔ کہتا ہے۔ جاؤ اسے بازار میں بیچو۔	۱۔ کتنے میں ایک درجن موسمی خریدی تھی؟ (۱۰ ر میں)
	۳۔ لڑکا بازار جاتا ہے۔	۲۔ کتنے میں فروخت کی؟ (۱۲ ر میں)

سرخیاں	مضمون	طریقہ تعلیم
	۴- دوسرا لڑکا ۱۲ر میں خریدتا ہے ۵- اُستاد کے پاس آکر حساب دیتا ہے	۳- کتنا زیادہ ملا؟ (۲ر زیادہ) ۴- نفع ہوا یا نقصان؟ (نفع ہوا) ۵- کتنا نفع ہوا-؟ (۲ر نفع ہوا)
	کھیل نمبر ۳ ۱- اُستاد ایک کتاب ہاتھ میں لیکر ۶ر قیمت بتاتا ہے ۲- ۸ کتابیں لڑکے کو بیچتا ہے - ۳- ۸ کتابوں کی قیمت ۳ روپیہ لیتا ہے ۴- دوسرے لڑکوں کو سب کتابیں بیچتا ہے ۵- اُستاد کو ڈھائی روپیہ لاکر دیتا ہے	سوال :- ایک دوکاندار ۶ر کے حساب سے ۸ کتابیں خریدتا ہے اور سب کتابیں ڈھائی روپیہ میں بیچتا ہے تو اُس کو کتنا نقصان ہوا؟ ۱- لڑکے نے کتنی کتابیں خریدی تھیں؟ (۸ کتابیں) ۲- فی کتاب کس حساب سے خریدی تھی (۶ر) ۳- کتنے روپیہ مجھے ملے؟ (۳ روپیہ ملے) (۴) لڑکے نے دوسرے کو کتنی کتابیں فروخت کیں؟ (۸ کتابیں فروخت کیں) ۵- کتنے میں فروخت کیں؟ (ڈھائی روپیہ) ۶- کتنا کم ملا؟ (۸ر کم ملا) ۷- نفع ہوا یا نقصان؟ (نقصان) ۸- کتنا نقصان ہوا؟ (۸ر نقصان)
منزل پانچویں	زبانی حساب :- ۱- ایک آدمی نے ۸ روپیہ میں ایک بکری خریدی اور ۱۲ روپیہ میں	یہ زبانی حساب دیکر صرف ½ منٹ کا وقت دیا جائے گا -

سرخیاں	مضمون	طریقۂ تعلیم
	دوسرے کو بیچ دی بتاؤ اسکو کتنا نفع ہوا؟	
	(۲) ایک آدمی نے ۴ چھتریاں ۱۲ روپیہ میں خریدیں۔ اور ان کو ۱۵ روپیہ میں بیچا تو کتنا نفع ہوا؟	۷۔ دوسرا زبانی حساب دیکر ۱/۲ منٹ کا وقت دیا جائے گا۔ ۸۔ بتدریج وقت گھٹانے سے بچوں میں تیزی سے حل کرنے کی طاقت ہوگی۔
منزل چھٹی	تحریری سوالات:- ۱۔ ایک آدمی نے بیل کی جوڑی ۱۲۳ روپیہ میں خریدی۔ اور ۱۳۹ روپیہ میں بیچ دی، تو بتاؤ اُسے کتنا نفع ہوا؟ قیمت فروخت = روپیہ ۱۳۹ ۔ آنہ ۰ ۔ پائی ۰ قیمت خرید = ۱۲۳ ۔ ۰ ۔ ۰ نفع = ۱۶ ۔ ۰ ۔ ۰	۱۔ پہلا سوال تختہ سیاہ پر لکھ دیا جائے۔ ۲۔ لڑکوں سے کہا جائے کہ وہ خاموشی سے پڑھیں۔ ۳۔ اپنی تختیوں پر سوال کی نقل نہ کریں ۴۔ صرف حل کریں۔ ۵۔ ۱/۲ منٹ کا وقت حل کے لئے دیا جائے ۶۔ اس مرتبہ مدرس خود تختہ سیاہ پر باقاعدہ حل کرے۔
	۲۔ ایک دوکاندار نے چاول کے سات بورے ۱۴۷ روپیہ ۱۳ آنہ میں خریدے اور ان کو ۱۵۱ روپیہ ۴ آنہ میں بیچ دیا تو بتاؤ اس کو اس بیوپار میں کتنا نفع ملا؟ قیمت فروخت = روپیہ ۱۵۱ ۔ آنہ ۴ ۔ پائی ۰ قیمت خرید = ۱۴۷ ۔ ۱۳ ۔ ۰ نفع = ۳ ۔ ۷ ۔ ۰	۷۔ سوالات کے ذریعہ جوابات نکالے۔ ۸۔ لڑکوں سے جوابات کا مقابلہ کرائے ۹۔ اسی طرح دوسرا سوال بھی حل کرے۔ اور بچوں سے کہے کہ اپنے حل سے مقابلہ کریں۔ خود سب تختیوں پر نظر ڈال لے۔

دستکاری

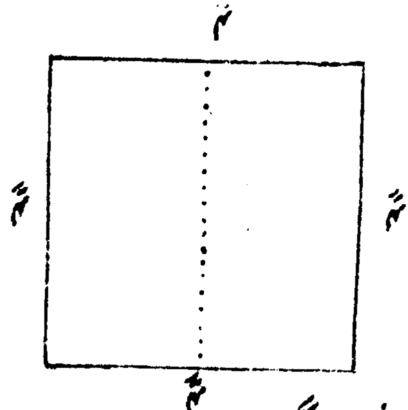
کاغذ کے پھول بنانا

بچے قدرتاً رنگین اور خوبصورت چیزیں پسند کرتے ہیں، بارہا آپ نے دیکھا ہوگا کہ بچے کانچ کے رنگین ٹکڑوں، خوبصورت تصویروں، رنگین پھولوں اور شوخ رنگ کپڑوں کے چیتھڑے جمع کرتے، اور انہیں اپنا بہترین سرمایہ سمجھتے ہیں، اور اُن سے ایک والہانہ دلچسپی کے ساتھ کھیلتے رہتے ہیں۔ بچوں کی اس فطری خوشی اور والہانہ دلچسپی کا خیال رکھتے ہوئے انہیں کارآمد اور مفید مشغلے میں لگانا" تعلیم میں اعلیٰ درجہ کا کام ہے" اور دستکاری جیسے اہم مضمون کے لئے اس اصول کی سخت ضرورت ہے۔ بچوں کے لئے وہی چیزیں دلچسپی رکھتی ہیں، جو آسانی سے اور کم خرچ میں تیار ہوتی ہیں۔ اور جسے وہ پسند کرتے ہیں۔

آج ہم ایک خوبصورت پھول کے بنانے کا طریقہ بتاتے ہیں، جو بچوں کے پسندیدہ ہونے کے علاوہ آسانی سے کم خرچ میں تیار ہوجاتا ہے۔ جو نہ صرف ایک بہترین مشغلہ ہے۔ بلکہ مفید اور کارآمد بھی ہے۔

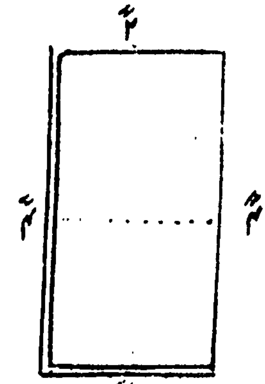
(۱) پتلے رنگین کاغذ جن سے پتنگ بناتے ہیں۔ کسی کاغذ بیچنے والے کی دوکان سے خرید لیجئے۔ اور اُس کے قینچی سے برابر۔ برابر ٹکڑے کاٹ لیجیے لیکن اسبات کا خیال رکھیے کہ ہر ایک ٹکڑے کی لمبائی اور چوڑائی برابر ہو۔ ٹکڑا کم از کم ۴ × ۴ (۱۶ مربع انچ) کا ہونا چاہیے۔

(۱)

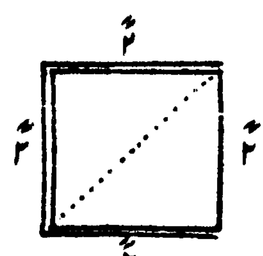


کاغذ کے اس ٹکڑے کو جہاں نقطے لگے ہیں۔ نہایت صفائی سے موڑیئے۔ موڑنے کے بعد
اِس کی شکل اِس طرح ہو گی۔

(۲)



شکل نمبر ۲ کو دیکھئے، اور درمیان میں جہاں نقطے لگے ہیں پھر موڑیئے۔ موڑنے
کے بعد اس کی شکل ایک چھوٹے مربع میں تبدیل ہو جائیگی۔ جیسا کہ شکل نمبر ۳ میں
دکھایا گیا ہے۔



اب اِس چھوٹے مربع کو جو ۲" × ۲" کا بن گیا ہے۔ کونے پر سے موڑیے۔ جہاں
نقطے لگے ہیں۔ جیسے ہی آپ موڑیں گے۔ یہ مربع ایک مستطیل کی شکل میں تبدیل
ہو جائے گا۔



(۴)

اس مستطیل شکل میں جہاں نقطے ہیں، وہاں پھر موڑیے۔ اسکی یہ موڑ نیچے والی نوک سے تعلق رکھتی ہے۔ موڑنے کے بعد اب یہ مستطیل اِس طرح بن جائیگا۔



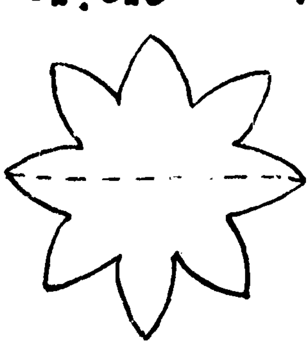
(۵)

اب اِس موڑے ہوئے کاغذ کو جو چار مرتبہ موڑا گیا ہے قینچی کے ذریعہ (جہاں نقطے لگے ہیں) ملی ہوئی تہوں کی طرف سے کاٹ لیجئے۔ اب یہ پھول کی آدھی پنکھڑوں کی طرح بن جائے گا



(۶)

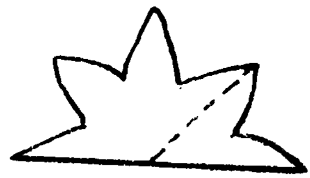
جب آپ اِسے کھولیں گے۔ ایک کھلے ہوئے پھول کی شکل میں پائیں گے۔

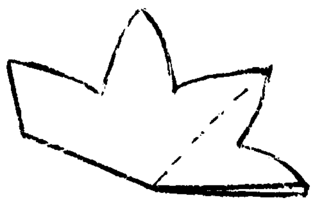


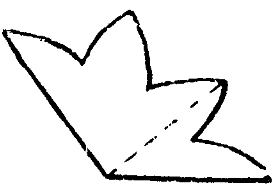
(۷)

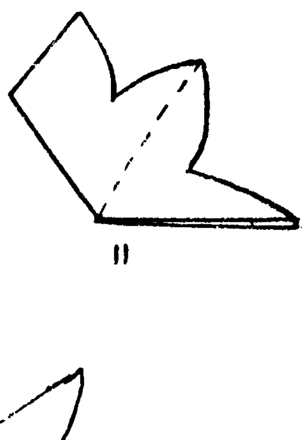
اِس پھول کو درمیان سے جہاں نقطے لگے ہیں۔ نہایت صفائی سے موڑیے

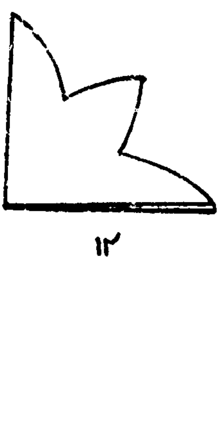
موڑنے کے بعد وہ نصف پھول ہوگا۔ اِس طرح پھول کی ہر پنکھڑی کو اندر کی طرف موڑتے ہوئے باہر کی طرف ایک ہی سمت میں لگاتے جائیے۔ حتیٰ کہ آٹھوں پنکھڑیاں ایک ہی طرف مِل جائیں۔ موڑتے وقت پنکھڑیوں کو ایک طرف لگانے کا خاص خیال رکھیئے موڑتے وقت اُن کی شکلیں اِس طرح بنتی جائیں گی۔

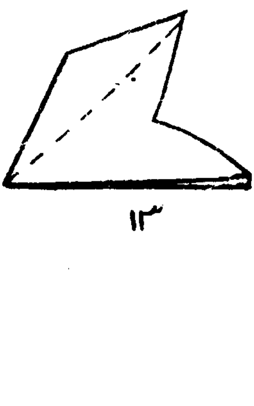

۸

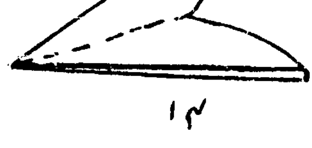

۹

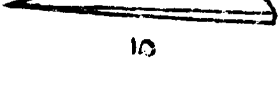

۱۰


۱۱

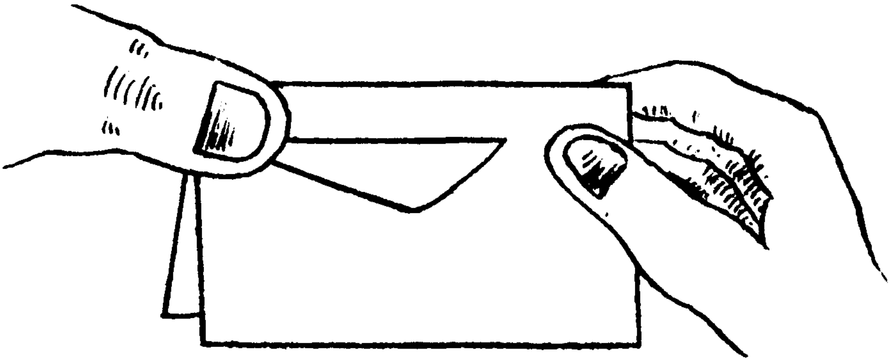

۱۲


۱۳


۱۴


۱۵

اِن تمام پنکھڑیوں کو اِس طرح ایک ہی سمت ترتیب دینے کے بعد دستی رومال یا کسی کپڑے سے نیچے جس طرح کہ شکل نمبر ۱۶ میں دکھایا گیا ہے۔ رکھیے اس کی ایک نوک پر انگوٹھا رکھ کر زور سے دبائیے۔ اور دوسرے کونے کو نیچے کی طرف پر سے نشان کی طرف کھینچیے۔



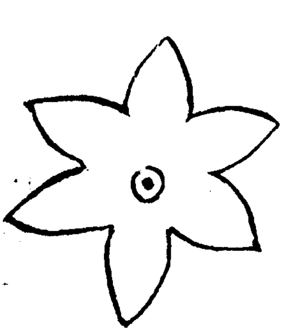
(۱۶)

موڑنے کے بعد جب آپ اسے دستی سے علیحدہ کریں گے۔ وہ پھول کی ایک مرجھائی ہوئی پتی کی طرح دکھائی دے گی۔



(۱۷)

اب اسے کھول دیجئے۔ جب اس کی تمام پنکھڑیاں علیحدہ ہو جائیں ایک دم اٹھا لیجئے۔ وہ نہایت خوشنما پھول بن جائے گا۔ جس کی ہر پنکھڑی پر باریک باریک دھاریاں نہایت صفائی سے بنی ہوئی دکھائی دیں گی۔ اس خوبصورت دھاری دار پھول کو مکمل کرنے کے لئے تھوڑا کام اور کر لیجئے۔



(۱۸)

کاغذ کی ایک رنگین پٹی قریب ۶" لمبی اور ۲" چوڑی لیجئے، اور قینچی سے جھالر بنا لیجئے۔ اس طرح :۔



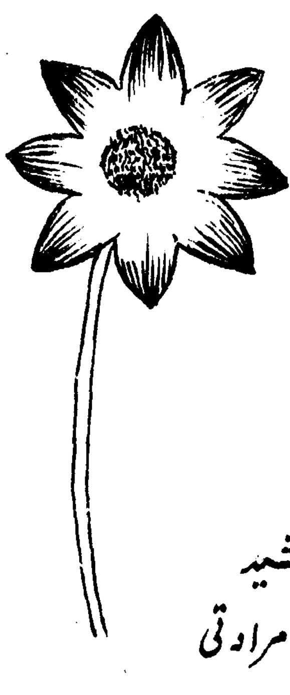
(۱۹)



اس جھالر کو بانس کی گول تیلی کے سرے پر لپیٹ دیجئے۔ اور تھوڑا سا گوند لگا دیجئے۔ پھر کھلے ہوئے پھول کے درمیانی حصہ میں سوراخ کر کے پھنسا دیجئے

لیجئے خوبصورت رنگین پھول جس پر قدرتی پھول کا دھوکا ہوتا ہے، تیار ہو گیا۔

ہم چاہیں تو بہت سے پھول بنا کر گلدستے کی شکل دے سکتے ہیں۔ یا تار کے ٹکڑوں پر لگا کر ایک خوبصورت بیل بنا سکتے ہیں۔ پتّے سبز رنگ کے کاٹ کر لگا دیجئے۔ بیل نہایت خوش نما دکھائی دے گی۔



(۲۰)

عبدالرشید
مُدرس، امدادی

ادبیات

اقبال کا خطاب

(خواتینِ اسلام سے)

(۱) اے ردایت پردۂ ناموسِ ما
تابِ تو سرمایۂ فانوسِ ما

اے خاتون! تیری چادر ہماری عزت و ناموس کی محافظ ہے، اور تیری روشنی ہماری قندیل کا سرمایہ ہے۔

(۲) طینتِ پاکِ تو ما را رحمت است
قوتِ دین و اساسِ ملت است

تیری پاک فطرت ہمارے لئے رحمت ہے۔ دین کی قوت اور ملت کی بنیاد ہے۔

(۳) کودکِ ما چوں لب از شیرِ تو شست
لا الٰہ آموختی او را نخست

ہمارا بچہ جب تیرا دودھ پیتا ہے تو تو ہی سب سے پہلے اُسے لا الٰہ (کلمۂ توحید) سکھاتی ہے۔

(۴) می تراشد مہرِ تو اطوارِ ما
فکرِ ما، گفتارِ ما، کردارِ ما

تیری محبت ہمارے طور طریقے ڈھالتی ہے ہمارا خیال، ہماری بات چیت اور ہمارے اعمال سب تیری محبت کے سانچے میں ڈھلتے ہیں۔

(۵) برقِ ما کو در سحابت آرمید
بر جبل رخشید و در صحرا تپید

ہماری وہ بجلی کہاں ہے، جو تیرے ابر میں سوتی تھی پہاڑوں پر چمکتی اور صحراؤں میں تڑپتی تھی۔

(۶) اے امینِ نعمتِ آئینِ حق
در نفسہائے تو سوزِ دینِ حق

اے خاتون! تو اللہ کے قانون کی نعمت کی امانتدار ہے۔ تیری باتوں میں سچے دین کی محبت ہے۔

(۷) دورِ حاضر تر فروش و پُر فن است
کارِ دانش نقدِ دیں را رہزن است

موجودہ زمانہ مکار اور فریبی ہے۔ اس کا قافلہ دین کی دولت کے لئے ڈاکو ہے۔

(۸) کور و یزداں ناشناس ادراکِ او

اسکی عقل اندھی ہے۔ اور خدا کو نہیں پہچانتی ہے۔

ناکساں زنجیریِ پیچاکِ او

(۹) چشمِ او بے باک و ناپرواستے
پنجۂ مژگانِ او گیراستے

(۱۰) صیدِ او آزاد خواند خویش را
کشتۂ او زندہ داند خویش را

(۱۱) آب بندِ نخلِ جمعیت توئی
حافظِ سرمایۂ ملت توئی

(۱۲) از سرِ سود و زیاں سودا مزن
گام جز بر جادۂ آبا مزن

(۱۳) ہوشیار از دستبردِ روزگار
گیر فرزندانِ خود را در کنار

(۱۴) ایں چمن زاداں کہ پر نکشادہ اند
ز آشیانِ خویش دور افتادہ اند

(۱۵) فطرتِ تو جذبہ ہا دارد بلند
چشمِ ہوش از اسوۂ زہراؓ مبند

(۱۶) تا حسینےؓ شاخِ تو بار آورد
موسمِ پیشیں بگلزار آورد

عوام اس کی پیچیدہ باتوں میں پھنس گئے ہیں

اسکی نگاہ بے باک اور بے لحاظ ہے۔ اور اسکی پلکوں کا پنجہ بے تامل ہر چیز پر مائل ہو جاتا ہے

ایسے بے اصول و مخالفِ حق زمانہ کا جو شکار ہے وہ اپنے آپ کو آزاد کہتا ہے۔ اس کا مارا ہوا اپنے کو زندہ کہتا ہے۔

اتحاد کے درخت کی تر و تازگی اور رونق تیری بدولت ہے۔ اور تو ملت کے خزانے کی حفاظت کرنیوالی ہے

نفع و نقصان کا خیال کر کے ہر کام نہ کر۔ بلکہ یہ دیکھ کہ آیا وہ تیرے بزرگوں کا طریقہ ہے۔ اگر ہو تو کر

زمانہ کے لوٹ کھسوٹ سے ہوشیار اور خبردار رہ اور اپنے بچوں کو اپنی ہی گود میں لے لے

تیرے بچے باغِ اسلام کے وہ پرند بچے ہیں جن کے پر ابھی نہ نکلے ہوں، یہ اپنے گھونسلے سے دور ہیں

تیری فطرت میں بلند جذبات موجود ہیں۔ تو اپنی عقل کی آنکھ سے فطرت فاطمہ زہراؓ کا نمونہ دیکھ

تاکہ تیری شاخ میں حضرت امام حسینؓ ایسا پھل لگے اور باغ میں وہی پہلا موسم بہار آجائے۔

(رموزِ بے خودی)

زبان کی غلطیاں

(نمبر ۴)

(۱) غلط: بکری کے چار پاؤں رہتے ہیں۔
صحیح: بکری کے چار پاؤں ہوتے ہیں۔
وجہ: "رہنا ہے" فعل کا استعمال ایسے موقعوں پر غلط ہے۔ ناک ہوتی ہے۔ آنکھیں ہوتی ہیں۔ دانت ہوتے ہیں۔ بال ہوتے ہیں۔ وغیرہ صحیح ہیں۔

(۲) غلط: سبزہ پر قطرہ گویا ایسا معلوم ہوتا ہے موتی ہے۔
صحیح: سبزہ پر قطرہ گویا موتی ہے۔ یا
سبزہ پر قطرہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موتی ہے۔
وجہ: گویا کے ساتھ 'ایسا معلوم ہوتا ہے' جمع کرنا بے ضرورت ہے۔ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

(۳) غلط: اس نے بہت ٹھوکریں کھائیں تاہم بھی نہ سنبھلا۔
صحیح: اس نے بہت ٹھوکریں کھائیں تب بھی نہ سنبھلا
وجہ: تاہم میں ہم "بھی" کے معنی میں ہے۔ اس لئے اس کے بعد بھی کہنا فضول ہے۔ ہاں تاہم کی جگہ تب بھی کہہ سکتے ہیں۔

(۴) غلط: ہاتھی کو ایک سونڈ ہوتی ہے۔
صحیح: ہاتھی کے ایک سونڈ ہوتی ہے۔
وجہ: ہاتھی اس جملے میں نہ مفعول ہے کہ "کو" علامت مفعول لائی جا سکے۔ اور نہ مجرور۔ ایسے موقعہ پر کے ہی کا استعمال ہوتا ہے۔ ذیل کے نمونے دیکھو:-
اُن کے ایک لڑکا ہے۔
میرے دو بھائی ہیں۔

(۵) غلط: سوائے فائدہ کے نقصان نہ ہوگا۔

صحیح: فائدہ کے سوا یا سوا فائدے کے کیا چاہیئے۔

وجہ: "ئے" اضافت کے لئے آتی ہے۔ یہاں "کے" اضافت تو موجود ہے۔ اسلئے اگر "کے" کہنا ہو تو سوا پر ے کا اضافہ بیکار ہے۔

(۶) غلط: فلاں آدمی قریب المرگ ہے۔

صحیح: فلاں آدمی قریب مرگ ہے۔

وجہ: ال کی اضافت عربی کے دو اسم کے درمیان آتی ہے۔ یہاں مرگ فارسی لفظ ہے۔ اسلئے عربی کی اضافت لانا دُرست نہیں۔

(۷) غلط: آپ کی غفلت وتساہلی پر تعجب ہے۔

صحیح: آپ کی غفلت وتساہل پر تعجب ہے۔

وجہ: تساہل خود مصدر ہے (سستی کرنا کے معنی ہیں) اسلئے اس پر ی کا اضافہ ہے۔ فضول ہے۔ (باقی آئندہ)

تلفظ کی غلطیاں

نمبر (۲)

نمبر	غلط	صحیح	شرح
۴۱	چَنگل	چُنگُل	چ پر زبر اور گ پر پیش (پنجہ)
۴۲	مَحتاج	مُحتاج	حاج (حاجی) کی جمع ہے۔ ح پر پیش
۴۳	حُباب	حَباب	(بلبلہ) ح پر زبر چاہیئے۔
۴۴	حَجَم	حَجْم	(حجامت) نرم کے وزن پر
۴۵	ہَرَج	حَرَج	(تنگی۔ نقصان) ح سے صحیح ہے۔ اور ر پر بھی زبر چاہیئے۔

نمبر	غلط	صحیح	تشریح
۴۶	حُزم	حَزم	(ہوشیاری ۔احتیاط) حَ پر زبر
۴۷	حَشمت	حُشمت یا حِشمت	(شان وشوکت)
۴۸	حِقارت	حَقارت	(ذلت) حَ پر زبر چاہئے۔
۴۹	حِماقت	حَماقت	(بے وقوفی) حَ پر زبر چاہیئے۔
۵۰	حِمائل	حَمائل	(وہ چیز جو بغل میں لٹکائیں (چھوٹا قرآن) حَ پر زبر چاہئے
۵۱	خِجالت	خَجالت	(شرم) خَ پر زبر۔
۵۲	خُجستہ	خَجستہ	(مبارک) خَ پر زبر۔
۵۳	خِراج	خَراج	(محصول ۔ٹیکس) خَ پر زبر۔
۵۴	خُورد	خُرد	(چھوٹا) واو کے ساتھ غلط ہے۔
۵۵	خِزاں	خَزاں	(پت جھڑ) خَ پر زبر چاہئے
۵۶	خِسارہ	خَسارہ	(نقصان) خَ پر زبر۔
۵۷	خُسَر	خُسُر	(سسر) س پر پیش چاہیئے۔
۵۸	خَفاش	خُفاش	(چمگادڑ) خَ پر پیش۔
۵۹	خِلجان	خَلَجان	(اندیشہ) خَ اور لَ دونوں پر زبر چاہیئے۔
۶۰	خَلعت	خِلعت	(پوشاک) خَ کے نیچے زیر۔
۶۱	خَلقت	خِلقت	(پیدائش ۔مخلوق) خَ کے نیچے زیر چاہیئے۔
۶۲	خِلوت	خَلوت	(تنہائی) خَ پر زبر چاہیئے۔
۶۳	خِیال	خَیال	(وہم ۔تصوّر) خَ پر زبر چاہیئے۔
۶۴	خَیام	خِیام	(خیمہ کی جمع ، ڈیرے) خَ کے نیچے زیر چاہیئے

(باقی آئندہ)

اُردو کے امثال

نمبر (۱۱)

نمبر	امثال	اشارات
۲۶۷	عقل مند کی بلا دُور	سمجھ دار آدمی آفت سے بچا رہتا ہے۔
۲۶۸	عیب بھی کرنے کو ہُنر چاہیئے۔	بُرے کام کے لیے بھی عقل درکار ہے۔
۲۶۹	سُوکھے ٹکڑوں پر کوؤں کی مہمانی	مفلسی میں شیخی
۲۷۰	غریب نے روزے رکھے تو دن بڑھ گئے	بے مقدوروں کی ہر طرح شامت آتی ہے۔
۲۷۱	غریب کو کوڑی اشرفی ہے۔	غریب آدمی اپنی حقیر پونجی ہی کو بڑی چیز سمجھتا ہے۔
۲۷۲	غصہ بہت زور تھوڑا، مار کھانے کی نشانی	کمزور آدمی کا غصہ اُس کے لئے مصیبت ہے
۲۷۳	مر گئے مردود، فاتحہ نہ درود	دین سے پھرا ہوا آدمی مر جائے تو دنیا میں بھلائی سے اس کی یاد نہیں کی جاتی۔
۲۷۴	فقیر کی صورت ہی سوال ہے۔	محتاج کی صورت سے محتاجی ظاہر ہوتی ہے۔
۲۷۵	قاضی جی دُبلے کیوں؟ شہر کے اندیشے سے	ناحق غیروں کی فکر میں رہنے والوں کی نسبت یہ مثل بولی جاتی ہے۔
۲۷۶	قاضی جی کے گھر کے چوہے بھی سیانے	حاکم، یا امیر آدمی کے گھر کا بچہ بچہ یا ادنیٰ آدمی بھی ہوشیار ہوتا ہے۔
۲۷۷	قند لُٹیں اور کوئلوں پہ مُہر	کارآمد اور قیمتی چیزیں تو ضائع ہو رہی ہیں، اور حقیر چیزوں کی حفاظت کی جا رہی ہے۔

نمبر	امثال	اشارات
۲۷۸	قہرِ درویش بجانِ درویش	غریب کا غصہ اسی کو نقصان پہنچاتا ہے۔
۲۷۹	قینچی کی طرح زبان چلتی ہے۔	تڑاق پڑاق بولتے ہیں۔
۲۸۰	باندھ کیسہ، کھا ہریسہ۔	پیسہ پاس ہو تو سب مزے ہیں۔
۲۸۱	توڑنے آئے چارہ، کھیت پرا چارہ	بد دیانتی کرتے ہیں۔
۲۸۲	ٹوٹی ہو گری، کمہار کے برتنوں کو کافی ہے	گئی گذری حالت میں بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔
۲۸۳	رات دن پیسا اور چپنی بھر اٹھایا۔	محنت بہت، اور کام تھوڑا۔
۲۸۴	روٹھے کو منائیے اور بیٹھے کو سلائیے۔	دانائی کی بات ہے۔
۲۸۵	ریاست بے سیاست نہیں۔	انصاف اور سزا ہی سے حکومت قائم ہے
۲۸۶	زر ہے تو نر ہے، نہیں کمہار کا خر ہے۔	روپیہ پیسہ سے عزت ہے۔
۲۸۷	سب گئے کاشی گئے تو ہنڈیا کس نے چاٹی۔	جب سب دیانتدار ہیں، تو یہ نقصان کیسے ہو گیا۔
۲۸۸	عید ہی کو دھوبی کا گھر سوجھتا ہے۔	بہت بخیل ہیں۔
۲۸۹	غرض نکلی آنکھ بدلی	خود غرض ہے۔
۲۹۰	فالودہ کھاتے، دانت ٹوٹے تو کیا کیجیے	آسان سے آسان کام بھی نہیں ہو سکتا۔
۲۹۱	فقیری شیر کا برقع ہے۔	اس دفع میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

بہارستان

| جلد ۱۸ | مارچ سنہ ۱۹۴۶ عیسوی | نمبر ۱۰۶ |

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

آسمانی تعلیم

بُرائی کو برائی سے نہیں، بلکہ ایسے طرزِ عمل کے ذریعہ دُور کرو جو بہتر طرزِ عمل ہو۔

قرآن: ۲۳ : ۹۶

اِفتتاحیات

۱۔ لکھائی کی تعلیم ——— انعامی مقالات

بہارستان اکتوبر ۱۹۴۵ء میں ایک انعامی مقالہ کا اعلان کیا گیا تھا جس کا عنوان تھا: "ابتدائی جماعتوں میں اردو لکھائی کی تعلیم کا تدریجی طریقہ"۔ چنانچہ اس موضوع پر چند تجربہ کار مدرسین حضرات نے اپنے علم و تجربہ کی روشنی میں مضامین لکھ کر دفتر میں بھیجے۔ یہ اساتذہ ادارۂ بہارستان اور عام مدرسین کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

موصولہ مضامین کی افادی حیثیت و قدر و قیمت کے فیصلہ کے لئے بہارستان کی مجلس منتظمہ نے اپنے قریبی علاقہ میں ذیل کے تین فاضل اصحاب کا انتخاب کیا:-

۱۔ مولوی سجاد مرزا صاحب، نائب ناظم تعلیمات، حیدر آباد دکن۔

۲۔ مولوی غلام مصطفیٰ خاں صاحب، پروفیسر کنگ ایڈورڈ کالج امراؤتی۔

۳۔ جناب محمد ارشاد اللہ خاں صاحب، ہیڈ ماسٹر، گورنمنٹ ہائی اسکول کھنڈوہ۔

ان فاضل عادلین نے ادارۂ بہارستان کی درخواست پر مضامین کو بنظر امعان ملاحظہ فرما کر

ہر مقالہ پر نمبر دیئے۔ نمبروں کے میزان سے نتیجہ نکالا گیا کہ درجۂ اوّل و دوم کے مقالے علی الترتیب جناب عبد الغفور صاحب صدر مدرس، اردو اسکول، برہان پور اور جناب حافظ محمد یوسف خان صاحب (منشی فاضل) مدرس برہان پور کے ہیں۔ چنانچہ ان مقالہ نگار اساتذہ کی خدمت میں مجلس منتظمہ بہارستان نے بیس اور دس روپیہ کے انعامات پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پہلا مضمون اسی پرچہ میں شائع کیا جا رہا ہے، اور دوسرا مقالہ اشاعتِ آئندہ کے لئے محفوظ ہے۔

دونوں مقالوں پر تنقید و تبصرہ کرنے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ ہم مختصراً چند اشارات لکھ دیں جو اگر تتمہ نہ ہوسکیں تو کم از کم ان سے وہ اُمور واضح ہو جائیں جو اس منزل کی راہ کشائی اور رہنمائی میں مددگار ہوں۔

ا۔ پہلی جماعت میں لکھائی چند مہینوں کے بعد شروع کی جائے۔ اس سے قبل مختلف ذرائع و تدابیر سے حروف کی صحیح و مکمل شکلیں ذہن نشین کرائی جاسکتی ہیں اور لکھائی کی عینی و ذہنی تو توں کی تربیت کی جاسکتی ہے۔ اس ضمن میں ذیل کی تجویزیں پیش کی جاتی ہیں:-

(۱) چکنی مٹی سے حروف کے بڑے بڑے نمونے بنا کر دفتی کے ٹکڑوں پر لگا دیئے جائیں اور دیوار پر آویزاں کر دیئے جائیں۔

(۲) دفتی پر خوب موٹے قلم سے یا رنگین کھریا سے موٹے حروف لکھے جائیں۔ انھیں صفائی سے کاٹ لیا جائے۔ یہ کاٹے ہوئے حروف کسی دفتی پر چپکا دیئے جائیں۔ یہ اُبھرواں حروف ہوں گے۔ بچے ان پر اُنگلی پھیریں گے یا قلم چلائیں گے۔

(۳) دفتی کے جو حروف کاٹ کر الگ کر دیئے گئے ہیں، اس سے دفتی کی خالی جگہ میں ان ہی حروف کی نالیاں بن گئی ہیں، اس دفتی کو باحتیاط ایک رنگین کاغذ پر رکھ کر چپکا دیا جائے، رنگین حروف نمایاں ہوں گے۔ بچے اِن حروف پر بھی اُنگلی یا لکڑی کا قلم پھیر سکیں گے۔

(۴) زمین پر چُونے سے کوئی حرف بنا دیا جائے اور بچے صفائی سے اس حرف کے نشان پر نالی کھودیں اور اس نالی میں پانی بھریں۔

(۵) بچوں کے سامنے کسی حرف کا مٹی کا نمونہ یا تحریری شکل رکھ کر فرمائش کی جائے کہ وہ گیلی مٹی سے نمونہ بنائیں۔

(۶) ایک نقطہ، دو نقطے، الف، کاف وغیرہ آسان حروف و اجزائے حروف کاغذ پر موٹے قلم سے لکھ کر بچوں میں تقسیم کئے جائیں اور کہا جائے کہ قینچی سے تراش کر علیحدہ کریں۔

(۷) کاغذ کے تراشے ہوئے حروف بچے اپنی کاپیوں پر صفائی سے چپکائیں۔ (اس غرض کے لئے اخبار کے ردی کاغذ کی کاپی بنا لینا کافی ہوگا۔)

(۸) زمین پر قمچی کے ٹکڑے اور انگلی سے لکھایا جائے۔

۲۔ ان مدارج سے گزارنے کے بعد قلم سے لکھنے کی کوشش کرانا بہتر ہوگا۔ اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ کاٹھ کی تختی ہو اور اس کے اوپر تختہ سیاہ استعمال ہونے والا مسالہ پوت دیا جائے اور خشک ہو جانے کے بعد بچوں کے ہاتھ میں دی جائے۔ یہ سیاہ تختی پائدار ہوگی اور بچے اس پر کھریا قلم سے اچھی طرح لکھ سکیں گے اور آزادی سے الفاظ و حروف کی بڑی بڑی اور موٹی شکلیں بنا سکیں گے۔ اس عمل سے چھوٹے چھوٹے شوشے۔ دندانے اور مختصر حروف جو ترکیبی حالت میں آتے ہیں، صاف اور نمایاں ہو جائیں گے۔

۳۔ کمرۂ جماعت کی دیواروں پر موٹی دفتیاں کیل سے جڑ دی جائیں اور ان پر تختہ سیاہ کا مسالہ پوت دیا جائے۔ لڑکے کھڑے کھڑے کھریا قلم سے ان پر لکھا کریں۔

۴۔ جب بچے لکھ رہے ہوں، تو استاد ان کی پشت کی طرف سے لکھائی دیکھے اور جس امر میں غلطی پائے، اصلاح کرے، قلم کی صحیح گرفت، تختی کو مناسب حالت میں رکھنا، حروف کی شکلیں، ان کا جوڑ توڑ، موڑ، نوک پلک، دائرہ وغیرہ امور عملی طریقہ سے واضح کئے جائیں۔ یہ کام پشت ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے۔

۵۔ بچے اکثر جھک کر لکھتے ہیں، یہ مضر عادت ہے۔ بایاں گھٹنا ٹیک کر سیدھے گھٹنے پر تختی رکھیں۔ آنکھ اور تختی کے درمیان کم سے کم ایک فٹ کا فاصلہ رہے۔

۶۔ نقل نویسی۔

(۱) لکھائی کی تعلیم میں "نقل نویسی" بڑی اہم اور بہت ہی مفید ہے۔ پہلی جماعت میں مناسب منزل پر قاعدہ یا کتاب کا کوئی ایسا جملہ انتخاب کیا جائے جس کے الفاظ و حروف زیادہ مشکل اور پیچیدہ نہ ہوں اور الفاظ کی تعداد بھی زیادہ نہ ہو۔ ایسا جملہ جلی قلم سے ایک کاغذ پر لکھ کر بچوں کے سامنے آویزاں کر دیا جائے۔ بچے دیکھ دیکھکر نقل کریں۔ اُستاد اصلاح کرے۔

(۲) اوپر کی جماعتوں میں درسی کتاب میں سے کسی ایسے پیرگراف کا انتخاب کر لینا چاہیئے جو بچوں کے لئے دلچسپ ہو، اور جس میں زیادہ سے زیادہ شکلوں کے حروف ہوں اور الفاظ کی تعداد جماعت کی استعداد کے مطابق ہو۔ ہم نے دلچسپ کی قید اس لئے لگائی ہے کہ ایک ہی عبارت کئی ہفتے نقل کرتے رہنے سے حفظ ہو جائے گی۔ اچھے اور کار آمد جملوں کا حفظ ہو جانا "زبان کی تعلیم" میں معاون ہوتا ہے۔

(۳) بچوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ نقل کرنے میں یہ کوشش کریں کہ ہر لفظ کی شکل نمونے کے مطابق بنے۔ بعض مدرسین صاحبان لکھائی کی رفتار بڑھانے کے لئے ہدایت کرتے ہیں کہ "جلدی جلدی نقل کرو" دیکھیں پانچ منٹ میں کون زیادہ لکھتا ہے۔

یہ ہدایت نہایت مُضر ہے۔ اُستاد کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ لکھائی کی خوبی رفتار میں تیزی نہیں بلکہ عمدگی بھی ہے۔

(۴) جانچنے کا معیار بھی عام طور پر اُستادوں کا گرا ہوا ہے۔ وہ لکھائی کی جانچ میں چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو نظر انداز کر جاتے ہیں، مثلاً شوشوں کی غلطیاں، حروف کی غلط بناوٹ۔ وہ کہتے ہیں کہ ابھی یہ مبتدی ہیں۔ بچے ہیں۔ باریک غلطیاں نکالنا، ان پر ظلم اور سختی ہے۔ مگر یہ نظریہ سخت مُضر اور خلافِ اُصول ہے۔ ہر غلطی بجائے خود "غلطی" ہے خواہ وہ کسی سے سرزد ہو، چھوٹے سے یا بڑے سے۔ اگر اُستاد ابتدا ہی میں چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو نظر انداز نہ کریں، تو بچوں کو خود ہی اصلاح و کوشش کا احساس ہوگا اور احتیاط سے سنبھل کر لکھنے کے وہ خوگر ہو جائیں گے جس کا نتیجہ آئندہ یہ ہوگا کہ ابتدا میں تو ان کی رفتار بہت کم رہے گی

مگر جیسے جیسے الفاظ و حروف کی صحیح بناوٹ پر اُن کا ہاتھ جم جائے گا تب رفتار مناسب حد تک بڑھ جائے گی۔ اس وقت رفتار اور عمدگی دونوں اوصاف ان کی لکھائی میں پیدا ہو جائیں گے اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ آئندہ کے لئے ان میں صحیح لکھنے کی عادت کی بنیاد پڑے گی۔

۷۔ املا۔

پہلی اور دوسری جماعتوں میں صرف نقل نویسی ہو۔ البتہ دوسری جماعت کی دوسری ششماہی میں املا شروع کرایا جا سکتا ہے۔ وہ بھی نہایت ہی آسان عبارت کا۔

(۱) املا لکھانے سے پہلے عبارتِ املا بچوں کو دکھا دی جائے۔ (دوسری جماعت میں) اور کہا جائے کہ وہ اچھی طرح ہر لفظ کی بناوٹ دیکھ لیں۔

(۲) عبارت، صاف، صحیح اور واضح طور پر ٹھہر ٹھہر کر ایک بار سُنا دی جائے۔

(۳) جس جماعت کے لئے الفاظ کی شرح فی منٹ جتنی ہو اُس کا لحاظ کرتے ہوئے لکھایا جائے۔ معمولی صورت میں ایک لفظ یا ایک مرکب ایک ہی بار ادا کرنا چاہیئے۔

(۴) املا کے بعد لڑکوں سے کہا جائے کہ وہ خود تختۂ سیاہ یا کتاب کی مدد سے اپنی اپنی غلطیاں نکالیں۔ اُستاد گشت لگا کر اس کام میں اُن کی مدد کریں۔

(۵) بچے ہر غلطی کو صحیح کر کے دس دس بار یا اس سے زیادہ لکھیں۔

نوٹ:۔ لڑکے آپس میں اپنی تختیاں تبدیل کر کے ایک دوسرے کی غلطیاں نکال سکتے ہیں۔ اُستاد بھی اگر وقت اجازت دے خود ہر ایک تختی دیکھ کر غلطیاں نکال سکتا ہے۔ ہر طریقہ موقع بموقع برتا جائے۔

۸۔ زبان میں جو الفاظ کثیر الاستعمال ہیں ابتدا میں ان ہی الفاظ کی مشق بے حد ضروری اور مُفید ہوگی مثلاً:۔

(۱) اسمائے اشارہ: یہ۔ وہ

(۲) اسمائے موصول: جو۔ جس۔ جن

(۳) ضمائر : تو ۔ تم ۔ ہم وغیرہ

(۴) حروفِ نفی : نہ ۔ نہیں

(۵) حروفِ جر : میں ۔ سے ۔ تک ۔ پر ۔ اوپر ۔ کے ۔ لئے ۔ کو وغیرہ

(۶) حروفِ اضافت : کا ۔ کے ۔ کی وغیرہ

یہ اور اسی قسم کے الفاظ کی بناوٹ اگر ابتدا میں بچے اچھی طرح سمجھ لیں اور کثرتِ مشق سے صحیح لکھنے پر قادر ہو جائیں، تو آئندہ لکھائی میں اُن کے لئے راستہ بہت ہموار ہو جائے۔ ہائی اسکول کی جماعتوں تک کے طلبہ اِن لفظوں کی لکھائی میں اکثر غلطی کر جاتے ہیں جس کا سبب یہ ہے کہ ابتدائی منزل میں لفظوں کی غلط بناوٹ کو اُستاد نظر انداز کر جاتے ہیں۔

امید ہے کہ مذکورہ مختصر اشارات آئندہ مضمون سے متعاون ہوں گے۔ جن مدرسین صاحبان کو مزید وضاحت مطلوب ہو وہ ہماری کتاب "اشاراتِ درسیہ" اور "جملاتی طریقہ" (مطبوعہ نول کشور پریس، لکھنؤ) ملاحظہ فرمائیے۔

۲۔ ایک مفید تجویز

مسٹر نور الدہر مدرس امراپوری کا مضمون بچے کی فطرت اور والدین کا فرض اسی پرچہ میں شائع ہو رہا ہے۔ مضمون گو بظاہر مختصر ہے مگر معنیً وسیع ہے۔ اس میں گو بطور خاص والدین کو خطاب کیا گیا ہے، مگر ہمارے ملک میں اُستاد والدین سے زیادہ قابلِ خطاب ہیں کیونکہ بچوں کی تربیتِ نفسی کی تمام تر ذمہ داری ـــــــ خوش قسمتی سے کہیے یا بدقسمتی سے ـــــــ اُن ہی کے سر پڑی ہے۔ بہتر ہو اگر قصبات و دیہات میں مدرسین حضرات کم از کم مہینہ میں ایک بار اپنے مدرسہ میں ایک جلسہ کریں، اس میں عام باشندوں کا اجتماع ہو اور اس قسم کی باتیں سُجھائی اور سمجھائی جائیں۔ اگر کچھ دنوں بطریقِ احسن یہ سلسلہ رہا تو کوئی وجہ نہیں جو عام لوگوں کی سمجھ میں اولاد کی قدر و قیمت اور اچھی تعلیم و تربیت کا احساس نہ پیدا ہو۔

۶- دینی تعلیم اور مدرسین

محمد احمد صاحب، سکریٹری جمعیۃ المدرسین اردو مدارس ضلع امراؤتی نے اپنی جمعیۃ کے ایک جلسہ منعقدہ ۵ر فروری ۱۹۴۶ء کی ایک مختصر سی روئداد اشاعت کی غرض سے بھیجی ہے۔ یہ جلسہ جناب غلام احمد حسن صاحب رئیس و زمیندار، تلے گاؤں دساسر کی صدارت میں ہوا ہے، اس میں خاص طور پر دو تجویزیں متفقہ منظور ہوئیں جن کا خلاصہ یہ ہے:-

(۱) مدرسین سے پرزور درخواست ہے کہ نہایت سختی سے شعائر اسلامی کی پابندی اختیار کر کے اپنے اعمال، اخلاق و کردار کا مسلمان بچوں کے لئے قابل تقلید نمونہ پیش کریں اور اپنے اپنے مدرسہ میں اسلامی ماحول پیدا کریں۔

(۲) سرکاری نصاب کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اسلامی فریضہ کا بھی خیال رکھیں اور بچوں کو خدا کی کتاب سے روشناس کرائیں اور ابتدائی دینی تعلیم کو اپنے اوپر بھی لازمی قرار دے لیں۔

دینیات کی تعلیم کا جہاں تک تعلق ہے ہم متعدد بار مستقل عنوان کے تحت بہارستان کی کئی اشاعتوں میں اظہار خیال کر چکے ہیں۔ اس کی طلب اور تڑپ عام دلوں تک میں پیدا ہو رہی ہے۔

پھر یہ غوغا ہے کہ لاساقی شرابِ خانہ ساز
دل کے ہنگامے مئے مغرب نے کر ڈالے خموش

جہاں تک ہمیں علم ہے محکمۂ تعلیم دینیات کی تعلیم سے مانع نہیں۔ دین کی بنیاد حسن خلق اور حسن عمل پر ہے اور ان چیزوں کی بنیاد ایک ہستی مطلق پر صحیح اور صالح ایمان پر ہے۔ ان امور کی تعلیم و تربیت ہر نصاب کے پیش نظر اور موجودگی میں بھی دی جا سکتی ہے۔ اب رہے طریق عبادات تو اس کے لئے وقت و محنت کا تھوڑا سا ایثار کافی ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ محترم اساتذہ شعائر دین کے خود پابند ہوں اور ان کے دل میں کچھ تڑپ ہو، اور ایسی مثالیں شاید مفقود ہیں۔

جمعیۃ المدرسین کے اس جلسہ میں جن مدرسین صاحبان نے یہ تجویزیں قرار دی ہیں، ان سے بطور خاص ہماری گزارش ہے کہ وہ براہِ کرم خود ان دونوں تجویزوں کا رنگ اپنے اوپر

چڑھالیں اور نمونے کے اُستاد بن جائیں۔ جس کے بعد یقیناً وہ منظر از خود پیدا ہوجائے گا جس کے لئے ان کی آنکھیں ترس رہی ہیں۔

۴۔ اسکاوٹنگ کی تربیت

بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت میں اخلاق، ضبط نفس، زندہ دلی اور خدمت خلق کا جذبہ پیدا کرنا مہمات امور سے ہیں بلکہ یہی چیزیں تمام تر مقصود بالذات ہیں۔ محض کتابی تعلیم پر اکتفا کرنے سے طالب علم عالمگیر تمدن کا جز و مفید نہیں بن سکتا۔

اسی اُصول کے پیش نظر پہلی جنگ عظیم کے بعد یعنی اب سے قریب قریب ۲۶ سال پہلے سر بیڈن پاول نے اسکاوٹنگ کی تحریک جاری کی تھی اور ہندوستان میں بھی اسکے نظام کا جال ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ مگر چند سال سے بعض اسباب کی بنا پر اس کی رفتار و نقل و حرکت میں کہیں سستی اور کہیں رُکاوٹ دیکھی جارہی تھی۔ اب پھر تموج و تحرک کے آثار نظر آرہے ہیں۔ نارمل اسکول کے طلبہ ماسٹر ہوجانے کے بعد چونکہ قصبات و دیہات میں بچوں کے اُستاد اور عوام کے خادم و مصلح کی حیثیت سے مامور ہوتے ہیں، اس لئے ان کی تربیت ایسے اہم و مفید امور میں قبل از وقت ضرور ہونی چاہیئے۔ چنانچہ بچہ اسکاوٹ کے لئے اُستادوں (Cub Masters) کی تربیت کے لئے مسٹر ایم۔ آرمنڈ لوئی پراونشیل بوائے اسکاوٹ آرگنائزر کو اس کے لئے مدعو کیا گیا۔ جنھوں نے ایک ہفتہ تک (۱۰ ر سے ۷ ار فروری ۱۹۴۶ء) اردو نارمل اسکول کے طلبہ و ہر پکٹیسنگ اسکول کے اساتذہ کو ٹرینگ دی۔ اسی میں ایسوسی ایشن اینگلو اردو مڈل اسکول، امراؤتی کے طلبہ و مدرسین نے بھی شرکت کی۔

آخر کے تین دنوں میں اسکول سے پانچ میل کے فاصلہ پر شہر سے باہر چھتری تالاب کے قریب ایک موزوں اور وسیع قطعۂ زمین میں کیمپ رکھا گیا جس میں قیام کے لئے خیمے نصب کئے گئے اور کھانے پینے کا معقول انتظام کیا گیا۔ یہاں پروگرام کے مطابق اسکاوٹنگ کی تربیت روزانہ

دی جاتی رہی۔ ۱۰ فروری اس کے مظاہرہ اور اختتامی جلسہ کی تاریخ تھی جس کی صدارت جناب انعام الرحیم صاحب، کمشنر صوبہ برار نے فرمائی اور جس میں شہر کے حکام و معززین مدعو تھے۔ اسکاؤٹ طلبہ نے جلسہ کو پھولوں کے گملوں، زمینی نقشوں اور نمونے کے دیہاتی گھروں کی نمائش سے ایک تعلیمی باغ بنا رکھا تھا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کی بیگم مسز کول خاص طور پر دلکش مظاہروں اور اسکاؤٹس کے جسمانی کرتبوں، مکالموں، گانوں، کھیلوں اور نقلوں سے محظوظ ہوئیں۔ ہنومان اکھاڑے کے چند کھلاڑیوں نے بھی اپنے کرتب دکھائے۔

حقیقت یہ ہے کہ اردو نارمل اسکول کے موجودہ سپرنٹنڈنٹ جناب بسم اللہ خاں صاحب خود ایک زمانۂ دراز تک ایک کامیاب اسکاؤٹ ماسٹر رہ چکے ہیں۔ ان کو اس قسم کے مظاہروں اور جلسوں کا کافی تجربہ حاصل ہے جس کی بنا پر صحیح رہنمائی کے تحت مسرز محمد سلیمان، محمد اسحاق افسر اور شیخ مہتاب انتظامی امور کی تکمیل حسن و خوبی سے کر سکے۔ راؤ بہادر رشد ورے، ایڈوکیٹ اور صدر ڈسٹرکٹ بوائے اسکاؤٹس ایسوسی ایشن نے بھی کیمپ کو کامیاب بنانے میں بے حد مدد فرمائی۔ اسکاؤٹ ٹریننگ کورس اور کیمپ دونوں کا پورا انتظام گورنمنٹ اردو نارمل اسکول نے کیا۔ البتہ کیمپ سے متعلق اخراجات کا بیشتر حصہ ڈسٹرکٹ بوائے اسکاؤٹ ایسوسی ایشن نے برداشت کیا۔

اس موقع پر اردو پریکٹسنگ اسکول کے بچہ اسکاؤٹ (cub scouts) کا ایک فوٹو بھی لیا گیا جو آئندہ پرچہ میں شائع ہوگا۔ (ایڈیٹر)

۵۔ ایک گذارش

یہ پرچہ سال رواں کی آخری اشاعت ہے۔ اس کے ساتھ جن کی میعاد خریداری ختم ہوتی ہے۔ ان کی خدمت میں اطلاع دے دی گئی ہے۔ ایسے اصحاب براہ کرام آئندہ سال کی قیمت منی آرڈر کے ذریعہ بھیج دیں، وی۔ پی منگانے میں تین آنہ زیادہ خرچ ہوتا ہے۔

۶۔ تصحیح

گذشتہ اشاعت میں ریفریشر کورس کے مدرسین میں سے مسٹر احفاظ الرحمن کے ساتھ "صدر مدرس" کی جگہ مدرس چھپ گیا ہے۔

ایڈیٹر

جناب ای۔ ڈبلیو۔ فرنیکلن صاحب ایم۔اے۔ بی۔ ٹی۔ ٹی۔ ڈی

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ آف ایجوکیشن، برار ڈویژن

پریسیڈنٹ پراونشیل میگزین کمیٹی



E. W. Franklin Esquire, M. A., B. T., T. D.,
Divisional Superintendent of Education, Berar Dn. & President,
Provincial Magazine Committee

تعلیمیات

محصلات کی پیمائش

نمبر (۱۱)

شہریت کی پیمائش

عام ہدایات :-

۱- پرائمری اسکول کی ہر جماعت میں چار مرتبہ جانچ ہو گی۔ یعنی ہر سہ ماہی میں ایک مرتبہ۔

۲- ہر سہ ماہی کی جانچ کے لئے پچاس نمبر ہوں گے۔ شہریت کے مضمون میں فیصدی قابلیت معلوم کرنے کے لئے حاصل کردہ نمبروں میں سے ضروری نمبر وضع کرنے کے بعد دُگنا کر دیا جائے۔

۳- پرائمری کی ہر جماعت اور ہر سہ ماہی کی جانچ کے نمونے آئندہ صفحوں میں دئے گئے ہیں جو ذیل کی باتوں پر مشتمل ہوں گے۔

(i) ہر سہ ماہی میں نصاب کے کس قدر حصہ کی جانچ کی جائے۔

(ii) ہر سہ ماہی میں کن کن تفصیلات کی جانچ کی جائے۔

(iii) جانچ کے نمبروں کا کلیہ۔

(iv) جانچ لینے کا طریقہ اور سوالات کی نوعیت۔

(v) پیمائش کا معیار۔

۴- ہر سہ ماہی کے نتائج کے اندراج کے تختہ کا نمونہ بھی آخر میں دیا گیا ہے۔

۵- جانچ لینے کے لئے چالیس چالیس منٹ کے ایک سے چار گھنٹوں تک کی ضرورت ہو گی۔ درجہ چہارم کے سالانہ امتحان کے سوالات اس طرح ترتیب دئے گئے ہیں کہ ان کے جوابات دینے میں چالیس منٹ سے زیادہ وقت صرف نہ ہو۔ دوسری سہ ماہیوں کے لئے

عموماً چالیس چالیس منٹ کے تین گھنٹوں کی ضرورت ہوگی۔ ممتحن کو کچھ مشق کے بعد خود بخود ایسے طریقے آجائیں گے جس میں وقت کی کفایت ہوسکے گی۔

درجہ چہارم کی آخری سہ ماہی کے سوا ہر سہ ماہی کے لئے کم از کم ۸۰ منٹ کی ضرورت ہوگی۔ یہ ۸۰ منٹ دو برابر حصوں میں تقسیم کرکے جانچ دو مختلف طریقوں میں لی جاسکتی ہے۔

۶۔ جانچ کے سوالات اس طرح ترتیب دئے گئے ہیں کہ یہ معلوم ہوسکے کہ ہر سہ ماہی میں تعلیم کے ذریعہ وہ تینوں عام مقاصد جو نصاب میں دئے گئے ہیں۔ کہاں تک حاصل ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ تینوں مقاصد ایک دوسرے سے منطبق ہیں۔ اس لئے ایسے ذرائع پیش کرنا جن سے ہر مقصد کی پیمائش علٰحدہ علٰحدہ ہوسکے۔ آسان نہیں ہے۔ اس مشکل کی وجہ سے استعدادِ طلبار کو ذیل کے تین عنوانات کے تحت رکھا گیا ہے۔

(ا) شہریت سے متعلقہ امور کا علم۔

(ب) عمدہ اخلاق یا صحیح نظام اخلاق۔

(ج) ماحول کی اصلاح:

نصاب کے تقریباً ہر مد کی جانچ اسی بنیاد پر رکھی گئی ہے۔

۷۔ ہر جانچ میں بچے کے تاثرات کا اندازہ لگانے کے لئے ممکن ہے سبق میں مصنوعی صورت حال پیدا کرنے کی ضرورت پڑے جیسی کہ مختلف جانچوں میں دکھائی گئی ہے۔ یہاں ممتحن کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جانچ کا منشا یہ ہے کہ بچے کی ذہنی حالت کی گہرائی کا اندازہ ہو اور یہ معلوم ہوسکے کہ عمدہ ذہنی کیفیت اس کی سرشت میں کس حد تک پختہ ہوگئی ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جو مصنوعی صورت حال تجویز کی گئی ہے وہ اس طرح پیش کی جائے کہ وہ اصلی حالت سے حقیقی مشابہت رکھتی ہو۔ اس سلسلہ میں براہ مہربانی تحریری جانچ کے نمونہ (۱۷) کو پڑھئے جو اگلے صفحوں میں ہدایات کے تحت دیا گیا ہے۔ جب کبھی ضرورت محسوس ہو ممتحن مصنوعی حالات کی تشریح کردے تاکہ بچے کا تاثر بآسانی ظاہر ہوسکے۔ ایسی حالت میں جس میں مطلوبہ تاثر مثبت قسم کا ہو سلبی تحریصات کا ملے جلے ہونا ضروری ہے۔

ایک مثال سے اس کی توضیح بخوبی ہو جائے گی۔ ایک ممتحن کسی مدرس کو یہ تبلانا چاہتا تھا کہ مدرس نے گھر کے بارے میں گانے تو یاد کرا دیئے ہیں لیکن بچوّں کے دلوں میں گھر کی محبت کی چنگاری نہیں ڈالی ہے وہ کلاس کو یہ کہانی سُناتا ہے :

"بابولال نام کا ایک آدمی تھا۔ ایک رات وہ گھر میں پڑا سو رہا تھا۔ اس کی بیوی اور بچےّ بھی سوئے ہوئے تھے۔ سب کے سب گہری نیند میں تھے اور اچھّے اچھّے خواب دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں وہ سب کے سب جاگ اُٹھے۔ آخر میں جاگنے والا تمھاری عمر کا ایک سب سے چھوٹا بچہّ تھا اُس کو شور سُنائی دیا۔ وہ سمجھ نہ سکا۔ اس نے دیکھا کہ ہر شخص باہر بھاگا چلا جا رہا ہے۔ تعجب کرنے لگا کہ اس کے ماں باپ بہن اور بھائی گھبرائے ہوئے گھر سے باہر کیوں بھاگے جا رہے ہیں۔ اُٹھتے وقت اسکی دوسری طرف نگاہ پڑی تو اسے شعلے دکھائی دئیے۔ گھر کو آگ لگ گئی تھا وہ اٹھا اور باہر کی طرف بھاگا۔ اس کے والدین نے کہا آؤ۔ سامان باہر نکال لیں۔ وہ صندوق یہ صندوق باہر نکال کرلائے۔ ان میں سے ایک صندوق کا ڈھکنا کھلا تھا۔ اس میں مٹھائی تھی"

اب ممتحن بچوّں سے اس طرح مخاطب ہوا فرض کرو اس بچےّ کی جگہ جس کی عمر تمھارے برابر تھی تم خود ہوتے تو کیا تم صندوق کی مٹھائی کھانے بیٹھ جاتے؟ یا لوٹوں میں پانی لا لا کر آگ بجھایا کرتے؟ ایک تحقیقی جانچ میں سولہ بچوّں میں سے چار نے یہ جواب دیا کہ وہ آگ بجھانے میں مدد کرتے۔ باقی بارہ بچوّں نے مٹھائی کھانا پسند کیا اور گھر کو جلتے رہنے پر ترجیح دی۔ اس کہانی میں مٹھائی نے حالات میں سلبی قوت پیدا کر دی۔ اگر مدرس گھر کی محبت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا تو غالباً ہر حالت میں نتیجہ برعکس نکلتا۔

۸۔ ہر سہ ماہی کے دوران میں ۵۰ میں سے جتنے نمبر ہر بچہّ کو ملے ہیں ان میں سے زیادہ سے زیادہ دس نمبر بداطواری کے لئے وضع کئے جا سکتے ہیں تاکہ ہر سہ ماہی کے شروع میں طلبا جان لیں کہ کس کس چیز پر نمبر وضع کئے جائیں گے۔ ہر سہ ماہی کے شروع میں مدرس عمدہ اطوار اور اخلاقی برتاؤ کے دس اصولوں کی ایک فہرست مرتب کرلے۔ ان میں سے ہر ایک اصول کی عمداً خلاف ورزی کے لئے ہر بچہّ کو ایک نمبر کم ملے گا۔ ہر بچہّ کو جو نمبر کم ملیں گے مدرس اس کا ریکارڈ رکھے گا۔ ابتدا میں

یہ اصول آسان ہوں گے اور آئندہ سہ ماہیوں میں مشکل ہوتے جائیں گے۔ جہاں تک ممکن ہو جس سہ ماہی کے لئے جو اصول ہوں وہ اس سہ ماہی سے پہلے نہ لئے جائیں۔ مثلاً شرک پر چلنے کے قاعدوں پر درجہ اوّل کی کسی سہ ماہی میں زور نہ دیا جائے۔

سالانہ امتحان میں چاروں سہ ماہیوں میں جتنے نمبر کم ملے ہیں ان کا اوسط گھٹا دیا جائے۔ اس کا کلیہ ذیل میں دیا جاتا ہے:-

تشریح۔

(ا) پہلی سہ ماہی میں کٹے ہوئے نمبر = ...

(ب) دوسری " " " " = ...

(ج) تیسری " " " " = ...

(د) چوتھی " " " " = ...

گ = چاروں سہ ماہیوں کا اوسط : جس کا کلیہ یہ ہوگا:

$$گ = \frac{ا + ب + ج + د}{۴} = ...$$

بچہ نے ۵۰ نمبروں میں جتنے نمبر حاصل کئے ہیں ان میں سے یہ اوسط کم کر دیا جائے۔

(باقی آئندہ)

مترجمہ: نور محمد معلم تعلیمات

ابتدائی جماعتوں میں اردو لکھائی کی تعلیم کا بہترین تدریجی طریقہ

جب کسی کو کوئی مرض ہو جاتا ہے تو وہ کسی حکیم یا ڈاکٹر کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ اگر حکیم یا ڈاکٹر قابل ہے تو وہ اپنے علم اور تجربہ کے ذریعہ مریض کی حالت، کیفیت اور علامات سے مرض کا پتہ چلا لیتا ہے اور علاج شروع کر دیتا ہے۔

آج کل جس طرح علاج کے دو طریقے رائج ہیں اسی طرح درس و تدریس کے بھی دو طریقے

ہیں۔ قدیم اور جدید۔

ہر دور اپنے ساتھ کچھ نہ کچھ انقلاب، ایجاد و اختراع لاتا ہے۔ فائدہ اٹھانے والے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ باقی محروم بلکہ ناکام۔ مخالفت بھی بعض کرتے ہیں لیکن زمانہ جلد یا بدیر انھیں ٹھیک کر ہی دیتا ہے۔ ؏

آنچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از خرابیِ بسیار

جدید طریقے گراں ضرور گذرتے ہیں۔ قدامت پسندی عادت سی ہوگئی ہے۔ لیکن ہمیں اپنا وقار اپنی پوزیشن کی محافظت کے لئے ہر جائز، مفید اور نئے طریقے کو اپنانا ہی ہوگا۔ ورنہ ہم زمانے سے بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:۔

دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

کسی فن کے حاصل کرنے کا دارومدار سیکھنے اور سکھانے والے پر منحصر ہے۔ طرفین کا ذوق، انہماک، توجہ اور دلچسپی جس درجہ ہوگی اسی درجہ کامیابی ہوگی۔ لیکن پرائمری مدارس میں طرفین کی ذمہ داری صرف مدرسین ہی پر آپڑتی ہے۔ چونکہ کم عمر بچے اپنے نفع نقصان کو نہیں جانتے لہذا مدرسین کا سلوک اور طریقۂ تعلیم اتنا دلچسپ اور دلکش ہونا چاہیئے کہ بچے اپنے اسکول کو اپنے گھر پر اور مدرس کو اپنے والدین پر ترجیح دیں۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد مضمون کو چار ابواب میں تقسیم کرتا ہوں۔ اگر اس طرف توجہ کیگئی تو انشاءاللہ یہ خرابی آسانی سے دور ہو جائے گی۔

(۱) مصطلحات (۲) الفاظ کی بناوٹ (۳) کرسی (۴) اِملا۔

درجہ اوّل میں مصطلحات اور الفاظ کی بناوٹ (وہ الفاظ جو درجہ اوّل کے لئے مخصوص ہیں) سکھائی جائے۔

طریقۂ تعلیم:۔ مدرس نمونہ دے طلبا نقل کریں۔ جب طلبا مشق کریں مدرس نگرانی کرے پوری جماعت کا ایک بھی طالب علم ایسا نہ رہے جس کی لکھائی مدرس کی نظر کے سامنے نہ آجائے اور مدرس کو اطمینان نہ ہو جائے کہ طالب علم کی لکھائی کا طریقہ صحیح ہے۔

طریقہ نمبر (۱) ۔ انگلیوں سے ہوا میں لکھنا نمبر ۲ ۔ ریت پر انگلیوں اور بعد میں بانس کی باریک قلموں سے لکھنا نمبر ۳ ۔ سلیٹ پر قلم سے لکھنا ۔ نمبر ۴ ۔ سلیٹ پر کتاب سے نقل کرنا ۔

درجہ دوم :۔

درجہ دوم میں مصطلحات اور الفاظ جو درجہ اوّل میں سکھائے گئے ہیں ۔ اس درجہ میں اُن کو روشنائی سے کاغذ پر لکھنا سکھایا جائے ۔ قلم اوسط درجہ کے قط کا ہو ۔ الفاظ کی بناوٹ ، وصل و فصل ، کرسی اور گرفت قلم کا خاص خیال رکھا جائے ۔

درجہ دوم میں جدید الفاظ یا کتاب جو پڑھی ہو اس کی نقل سلیٹ پر کرائی جائے ۔ سلیٹ مسطر والی ہو ۔ کاغذ مسطر والا ہو ۔ یعنی ان پر مناسب فاصلے سے خطوط کھنچے ہوں ۔ کرسی کے مسطر کا نمونہ آئندہ ملاحظہ ہو ۔

اس جماعت میں املا بھی لکھایا جائے ۔ املا کا ذکر آئندہ ملاحظہ ہو ۔

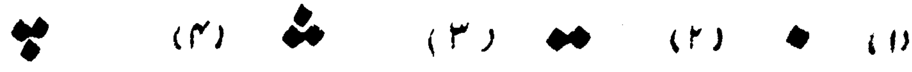
درجہ سوم :۔

درجہ سوم میں جدید الفاظ یا کتاب کی نقل سلیٹ پر اور کاپی پر نقل کرائی جائے ۔ سُرخی برو کے کسی قدر موٹے قط والے قلم سے لکھائی جائے ۔ اور بقیہ سبق یا مضمون ہولڈر سے لکھوایا جائے ۔ جانچ باقاعدہ کی جائے اور ریکارڈ رکھا جائے ۔ جیسا کہ محصلات کی پیمائش Measurement of attainment میں بتایا جا چکا ہے ۔ الفاظ کی بناوٹ ، وصل ، فصل ، کرسی ، علامات اور فقروں کی ابتدا اور اختتام پر توجہ دی جائے ۔ نصاب کے مطابق املا لکھایا جائے ۔

درجہ چہارم :۔

اس درجہ میں لکھائی ۔ طرز تحریر ۔ رفتار تحریر ۔ خوشخطی اور صفائی تحریر پر خاص توجہ دی جائے اور ریکارڈ باقاعدہ رکھا جائے ۔ سادے کارڈ پر خطوط لکھوائے جائیں ۔ عرضیاں لکھائی جائیں ۔ مضامین لکھائے جائیں ۔ املا لکھایا جائے اور ہر ایک کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جائے جیسا کہ محصلات کی پیمائش میں بتایا گیا ہے ۔ طلبا روزانہ کسی عبارت کی نقل کر کے گھر سے لائیں ۔ مدرس روزانہ کاپیوں پر دستخط کرے غلطیاں سرخی سے علیحدہ لکھدے ۔ طلبا انہیں دیکھ کر ایک ایک لفظ کو کئی کئی بار لکھیں اور مدرس کو دکھائیں ۔

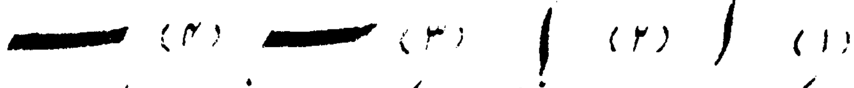
باب اول مصطلحات



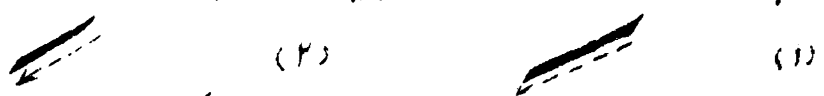
(۱) ایک نقطہ (٠) ۔ (۲) دو نقطہ (..) ایک کے بازو میں دوسرا۔ پہلے بایاں پھر دایاں بنایا جائے۔

(۳) تین نقطے، پہلے دو، تیسرا دونوں کے اوپر وسط میں (ث)

(۴) تین نقطے، پہلے دو، تیسرا دونوں کے نیچے وسط میں (پ)



(۱) کھڑا خط (ا) اوپر سے نیچے کو۔ (۲) کھڑا خط (ا) نیچے سے اوپر کو (۳) آڑا خط (ـــ) داہنے سے بائیں کو (۴) آڑا خط (ـــ) بائیں سے دائیں کو۔



(۱) ترچھا خط (/) (۲) ر پہلا کسی قدر لانبا اور دوسرا چھوٹا۔



خمیدہ خطوط:۔ (۱) ر (۲) ۲ (۳) ب (۴) ـ (۵) ر

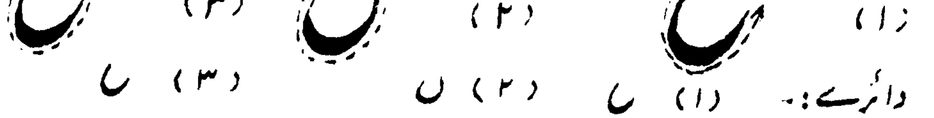


(۱) گولا یا گول شکل (٥) (۲) نصف گولا سیدھا (ں)۔ (۳) نصف گولا الٹا (٥)

(۴) شکل مثل تخم خربزہ (٥)

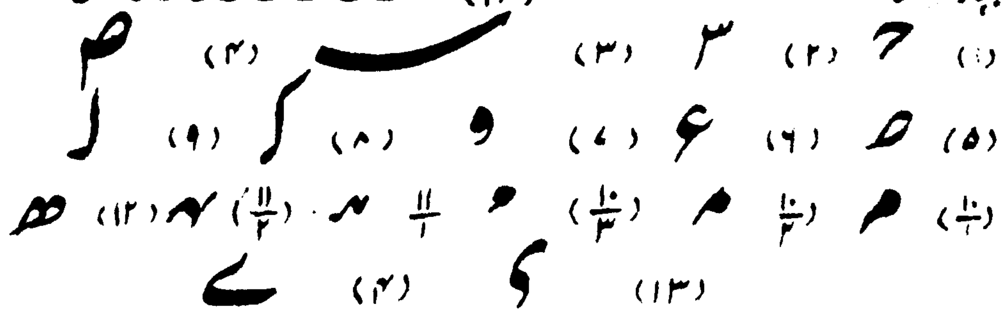


شوشہ:۔ (۱) ١ (۲) ٮ (۳) ٮ (۴) ـسـ (۵) ـسـ



دائرے:۔ (۱) ں (۲) ں (۳) ں

———※※※———



(۱) ح (۲) ۲ (۳) ۳ (۴) ۴ (۵) ٥ (۶) ۶ (۷) و

(۸) ک (۹) ل (۱۰) م، مر، مہ (۱۱) ہ ہ (۱۲) ھ (۱۳) ۶ (۱۴) ے

یہ تمام ا تا ۱۴ سر حروف ہیں۔

باب دوم الفاظ کی بناوٹ

اس باب میں بچّوں کی کتاب (قاعدہ) مصنفہ م۔سلیم عبداللہ کے تمام الفاظ (جو صفحہ ۲۸ پر درج ہیں) کے لکھنے کا اور لکھنا سکھانے کا طریقہ پیش کیا گیا ہے۔میرے اپنے خیال میں اس طریق پر لکھنا سکھانے سے بناوٹ کی غلطی کا امکان نہیں رہتا۔کیونکہ اس قاعدہ کی تصنیف میں لفظوں کی تدریج بناوٹ کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔

ہمارے یہاں یہی قاعدہ استعمال کیا جاتا ہے۔یہاں مثالاً چند الفاظ لکھے جاتے ہیں:۔

۱۔ یہ ۔ (ی + ہ) یہ (۲) ۔ (۳) یہ (۴) یہ

۲۔ گھر۔ (گ، ھ، ر) (۱) ل (۲) لھ (۳) لھر (۴) گھر

۳۔ ہے۔ (ہ، ے) (۱) ہ (۲) ے (۳) ہے۔

۴۔ کا ۔ (ک، ا) (۱) ٥ (۲) کا

۵۔ باپ ۔ (ب، ا، پ) (۱) ، (۲) با (۳) باب (۴) باپ

۶۔ کی ۔ (ک، ی) (۱) ا (۲) لی (۳) کی ۔

۷۔ ماں (م، ا، ں) (۱) ٥ (۲) ماں ۔

۸۔ میں (م، ی، ں) (۱) ٥ (۲) مـ (۳) مں (۴) میں ۔

۹۔ **گائے**۔ (گ، ا، ئے، ی) (۱) ہ (۲) گا (۳) گا (۴) گائے۔

۱۰۔ **بکری**۔ (ب، ک، ر، ی) (۱) ٮ (۲) ٮا (۳) ٮر (۴) ٮکر (۵) بکری

۱۱۔ **کے**۔ (ک، ے) (۱) ک (۲) لے (۳) کے

۱۲۔ **ایک**۔ (ا، ے، ک) (۱) ا (۲) اا (۳) اٮ (۴) ایک

۱۳۔ **دودھ**۔ (د، و، د، ھ) (۱) دود (۲) دودھ (۳) دودھ

۱۴۔ **دیتی**۔ (د، ے، ت، ی) (۱) د (۲) د (۳) دی (۴) دیتی۔

۱۵۔ **کھاتا**۔ (ک، ھ، ا، ت، ا) (۱) ا (۲) کھ (۳) کھا (۴) کھاتا۔

۱۶۔ **کھاتی** (ک، ھ، ا، ت، ی) (۱) ا (۲) کھ (۳) لھا (۴) کھا (۵) کھا (۶) کھاتی

باب سوم۔ کرسی

کرسی:۔ پہلے حروف تہجی کرسی کے لحاظ سے لکھے ہیں۔ ان کے بعد وہ تمام الفاظ جن پر قاعدہ م سلیم عبداللہ مشتمل ہے۔ کرسی کے لحاظ سے لکھ دیئے گئے ہیں۔ آخر میں چند جملے نموناً لکھے گئے ہیں

مدرسین درجہ اوّل میں سلیٹ پر کرسی والا مسطر بنا دیں۔ نالیوں کا فاصلہ مدنظر رہے۔ پہلی نالی دوسری دو نالیوں سے بقدر ⅕ چوڑی ہو۔

درجہ دوم اور سوم میں حروف، الفاظ اور جملے (½) انچ قط والے قلم سے مسطر شدہ کاغذ پر لکھائے جائیں۔

درجہ دوم اور درجۂ سوم میں ابتدا میں ایک سطر زدہ سلیٹ پر کتاب سے نقل کرائی جائے۔

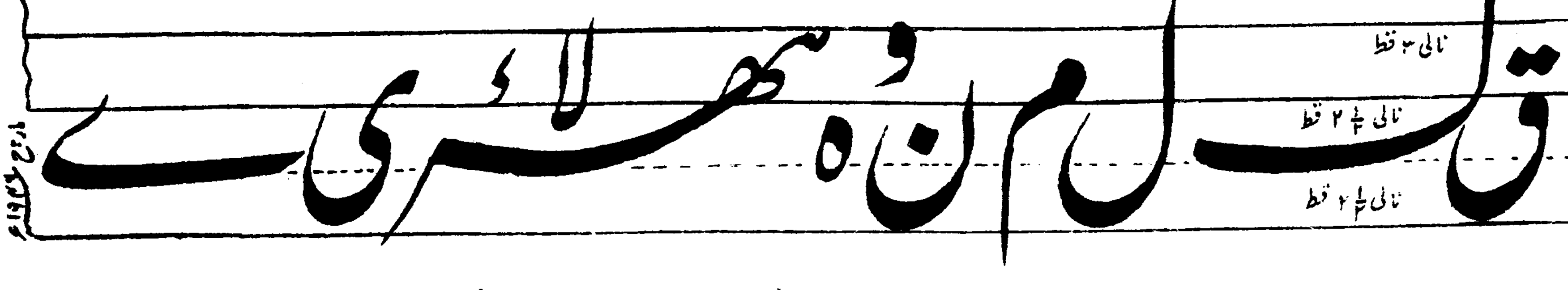
درجۂ سوم میں سطر دار کاغذ پر آخر ششماہی میں ہولڈر سے لکھوایا جائے۔

درجۂ چہارم میں سرخیاں کسی قدر موٹے قلم اور بقیہ تحریر ہولڈر سے سطر دار کاغذ پر لکھوائی جائے۔ دوسری ششماہی سے سادے کاغذ پر جس پر خطوط نہ ہوں لکھنے کی مشق کرائی جائے۔ انشاءاللہ لکھائی اور بناوٹ کا نقص بالکل رفع ہو جائے گا۔



خط کرسی کے اوپر دو نالیاں ہیں اور نیچے ایک نالی۔ نالی نمبر۱ ۳ قط۔ نالی نمبر۲ ۲½ قط۔ اور نالی نمبر۳ ۲½ قط
الف چونکہ ۳ قط لانبا ہوتا ہے اس لئے نالی سے نصف قط اوپر نکل گیا ہے۔ ب، ف، ک، ھ اور ے کے نچلے حصے کرسی کو چھپاتے ہوئے بنتے ہیں۔ ج، س، ص، ع، ق، ی کے سر دوسری نالی کے آخری حصہ سے شروع ہوکر تیسری نالی کے نچلے حصہ کو چھوتے ہیں۔
خط کرسی انکے سروں کو قطع کرتا ہے در وہ خط کرسی ان کے وسط سے گذرتا ہے۔ ل پہلی نالی کے اوپر والے سرے سے شروع ہوتا ہے۔
دائرہ ن اور دوسرے دائرہ والے حروف کے بنتا ہے۔ م دوسری نالی کے اوپر والے سرے سے شروع ہوکر تیسری نالی سے باہر قریب ایک قط نکلتا ہے۔
ط کرسی سے بقدر ایک قط اوپر کو ہوتا ہے

باریک لکھتے وقت کرسی کا نمونہ :- اب ج د ر س ص ط ع ف ق ک ل م ن و ہ ھ ری ے



نالی ۳ قط
نالی مرغیہ ۲ قط
نالی ۳ قط

گھر ہے کا باپ کی ماں میں گائے بکری کے ایک دودھ — خط کرسی

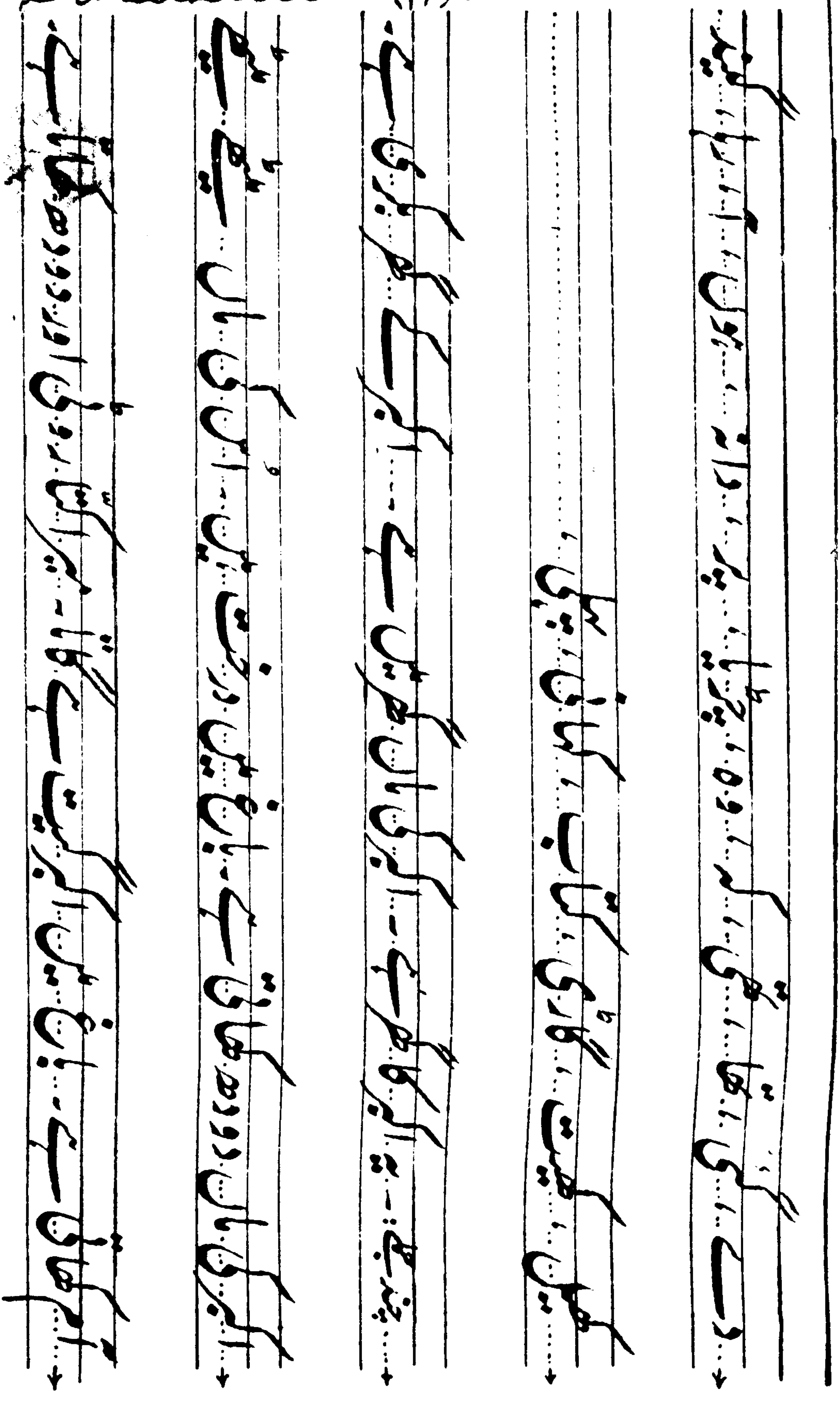
دیتی کھاتا کھاتی مرغی ہیں باغ درخت آم میٹھے اُس — خط کرسی

گیت گاتا پیارا میرا کتا بلی میری روٹی نہیں گود — خط کرسی

جنگل گھاس اور اماں پیاری لے لو سُنا دو نے سے — خط کرسی

کھا تم اب بچہ کو چلی لئے مل کر دیکھا دیکھا — خط کرسی

(یہ الفاظ اور جملے م. سلیم عبداللہ کے قاعدے سے ماخوذ ہیں)



میری بلّی گود میں نہیں ہے۔ گائے اور بکری گھاس کھاتی ہے۔ اب یہ بلّی

گھر سے دودھ کے لئے (کیلئے) چلی۔ تم نے دیکھا۔ بلّی ملی۔ جنگل میں

گھاس اور درخت ہیں۔ چڑیا کا بچّہ دانہ کھاتا ہے۔ گیند کھیل۔ پہلی کتاب

میں کہانی ہے

(یہ الفاظ اور جملے م سلیم عبد اللہ کے قاعدے سے ماخوذ ہیں)

باب چہارم - اِملا

املا :-

املا کے لئے سابقہ معلومات

(۱) جن الفاظ پہ املا مشتمل ہو اُن کا پڑھنا ۔

(۲) جن الفاظ پہ املا مشتمل ہو اُن کی نقل اور صحت کے ساتھ بناوٹ ۔

(۳) خاص مشکل الفاظ کی طرف بچّوں کی توجہ منعطف کرا کے فہمائش ۔

(۴) ط ت ۔ س ث ص ، ز ظ ج ، حروف کے ہم آواز ہونے کے سبب جو غلطیاں ہوتی ہیں ۔ اگر املا والی عبارت میں ہوں تو اُن کا خیال دلا کر صحت کی طرف متوجہ کیا جائے ۔ مثلاً (مضبوط ، مضبوت یا مجبوت) ۔ (عرس ، عرص) ۔ (وارث ، وارس) (کمزور ، کمجور) ۔ (زور ، ذور) وغیرہ ۔

(۵) املا کے الفاظ ۔ وہ الفاظ جن میں بعض حروف لکھے جاتے ہیں اور پڑھے نہیں جاتے ۔

ایسے الفاظ کی فہمائش ۔ مثلاً خود ۔ خویش ۔ عبد الرشید وغیرہ ۔

اب املا لکھوایا جائے ۔ املا لکھانے اور جانچ کے لئے محصلات کی فہمائش (measurement of attainment) میں تبلائے قواعد پر عمل کیا جائے ۔ ریکارڈ باقاعدہ رکھا جائے ۔

ایک قسم کا ریکارڈ اور رکھا جائے جو بہت مفید ہے یعنی املا میں عام مشترکہ غلطیاں جو بچوں کی ہوں انکو لکھ رکھا جائے تاکہ وقتاً فوقتاً ان کی طرف توجہ دلاتے رہنے سے طلبہ پھر ایسی غلطی دوبارہ نہ کر پائیں ۔

نوٹ :- نقل املا کی درستی کا خاص گر ہے جتنی زیادہ نقل کرائی جائیگی اُسی قدر املا درست ہو گا اور خط بھی درست ہوتا جائیگا ۔ مگر شرط یہ ہے کہ نقل صحیح ہو اور غور سے کی جائے ۔

عبد الغفور

ہیڈ ماسٹر ، سندھی پورہ اردو اسکول ، برہانپور ، سی ۔ پی

بچّے کی فطرت اور والدین کا فرض

(از جناب نورالدہر صاحب امراپوری)

بچے کی صورت اور سیرت میں گھر، ماحول اور کچھ کچھ موروثی اثر کو دخل ہے۔ مگر ان میں گھر اور ماحول خاص درجہ رکھتے ہیں۔ اگر عہد طفلی میں مناسب تربیت ہو تو بچہ جوان ہو کر اسی زاویۂ نگاہ سے ہر چیز کو پرکھے گا جس سے اس کی تربیت کی گئی ہو۔

عہد طفلی بچہ کا وہ دور حیات ہے جس میں رجحانات وہی شکل اختیار کرتے ہیں جس سانچہ میں انکو ڈھالا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے بچہ کی زندگی کو بنانے اور بگاڑنے کے ذمہ دار اُس کے نگہبان ہوتے ہیں اور ان میں اہم ہستیاں والدین کی ہیں۔

تحقیق اور تجسس ہر ذی نفس کی فطرت ہے۔ بچہ بھی کچھ دن والدین کا محتاج رہ کر اپنے پیروں پر کھڑا رہنا سیکھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اپنی ضرورت کی تمام چیزیں خود ہی مہیا کرے۔ مگر ہندوستانی والدین جو بچّے کی نفسیات سے ناواقف ہوتے ہیں۔ بچہ کی کوشش کو ایک خطرہ سمجھکر اس کو اس کام سے روک دیتے ہیں۔ بچہ جب اپنی کوشش میں ناکامیاب رہتا ہے تو اُس کے دل پر بُرا اثر ہوتا ہے جو آگے چل کر بزدلی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ بچوں سے خطروں ہی کا کام لیا جائے۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ جو نقش زمانہ کی دور گرد سے بچّے کے دماغ پر منقوش ہوں گے وہ دیرپا اور مفید ہوں گے۔ بچہ اگر لیمپ دیکھ کر اس کو پکڑنا چاہے اور آپ روک دیں تو اس کی خواہش اور زیادہ ہو گی۔ مگر جب وہ پکڑے گا اور اس کا ہاتھ جلنے لگا تو وہ یہ سبق سیکھے گا کہ اس کے پکڑنے سے ہاتھ جل جاتا ہے۔

میں والدین سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں غور و احتیاط برتیں

عالم موجودات کا ہر ذی روح چند قوانین فطرت کے تحت کارفرما ہوتا ہے۔ جیسے کسی پرندے کو اُڑنے ہی نہ دیا جائے تو اس کی قوّت پرواز سلب ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر کسی پھولنے پھلنے والے دماغ سے ہی کام نہ لیا جائے تو آگے جا کر وہ پہلے کمزور اور پھر بیکار ہو جائے گا۔

ہمارے اندھے لاڈ پیار نے اخلاقی صورتیں بگاڑ دی ہیں۔ والدین اپنی اولاد کے ہر جائز اور ناجائز مطالبہ کو پورا کرتے ہیں جس سے بچے سست اور غبی ہو جاتے ہیں۔ اور آگے چل کر تمدن کے لئے بارِ دوش ہو جاتے ہیں۔

مغربی ملکوں میں ترقی کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہاں بچہ کی قدر و قیمت سمجھی جاتی ہے۔ اور بہت احتیاط سے ان کی تعلیم و تربیت کا سامان کیا جاتا ہے۔ ان کو کھلا، آوارہ اور بے کار جانوروں کی طرح نہیں چھوڑ دیا جاتا بلکہ کودنا، تیرنا، بھاگنا۔ برف پر دوڑنا، کیڑوں مکوڑوں کی پرورش اور مشاہدہ، قدرتی چیزوں میں غور۔ باہمی فرائض، فوجی تعلیم، اطاعت کی تعلیم و تربیت دی جاتی ہے۔ برخلاف اس کے ہمارے ملک میں عام طور پر بچپن کی عمر کو بیکار سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ مٹی کا بیل۔ کپڑے کی گڑیا سے رغبت دلائی جاتی ہے۔ ایسی چیزوں کے کھیل میں نہ تو کوشش اور محنت کو دخل ہے اور نہ کوئی خطرہ ہے کہ احتیاط کی قوت پیدا ہو۔

والدین کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ لوہے کو بار بار گرم کرنے اور ٹھوکنے ہی سے فولاد تیار ہوتا ہے والدین کو یا اُستاد کو نگرانی اتنی ہی اور ویسی ہی کرنی چاہیئے جتنی اور جیسی ان کی فطرت اور اصولِ فطرت کا تقاضا ہے۔

بچہ کو موقع دینا چاہیئے کہ وہ اپنے ذاتی تجربہ سے معلومات حاصل کرے۔ یہ ضروری نہیں کہ اس کا ہر فعل آپ کی مرضی کے مطابق ہو۔ آپ اس کو اپنی مدد آپ کرنے کا سبق دیجئے۔ البتہ جو چیزیں اس کی عملی زندگی کے نشو و نما میں مضر ہوں، دُور کیجئے۔

از دفتر گورنمنٹ اُردو نارمل اسکول اُمراؤتی

امتحان داخلہ اُردو نارمل و پریکٹیسنگ اسکول اُمراؤتی

(ا) شرائط داخلہ نارمل اسکول :۔

(۱) امیدوار کی عمر یکم مئی سالِ رواں کو ۱۵ سال سے کم اور ۲۵ سال سے زائد نہ ہو۔

(۲) وہ کم از کم اُردو یا اینگلو اُردو مڈل اسکول کی جماعت ہفتم کامیاب ہو۔ یا اُن میں پڑھ رہا ہو۔ اگر پڑھ رہا ہے تو کامیاب ہوتے ہی اس دفتر کو اطلاع دے ورنہ انتخاب نہ ہوگا۔

(۳) وہ سی۔ پی و برار کا باشندہ ہو۔

(۴) وہ ایک مصدقہ درخواست جس میں حسب ذیل معلومات درج ہوں۔ دفتر ہذا میں بھیجدے۔

(۱) نام معہ ولدیت ۲۔ قومیت ۔ ۳۔ سکونت ۔ ۴۔ تاریخ پیدائش بموجب داخلہ رجسٹر ۔ ۵۔ کونسی آخری جماعت پاس کی ہے ۔ اور کس سنہ میں اور کس مدرسہ سے ۔ ۶۔ کس جماعت میں داخلہ چاہتا ہے۔ ۷۔ کس سینٹر سے امتحان دینا چاہتا ہے۔

(۵) ہر درخواست کے ساتھ ایک سرٹیفکیٹ کا ہونا لازمی ہے جس میں ہیڈ ماسٹر یا ڈسٹرکٹ انسپکٹر اس امر کی تصدیق کریں کہ درخواست کے اندراجات صحیح ہیں ورنہ درخواست مسترد کردی جائے گی۔

(۶) جس ضلع کے صدر مقام کو امیدوار اپنے امتحان داخلہ کے لئے سنٹر تجویز کرتا ہے اُس ضلع کے انسپکٹر مدارس کے توسط سے اپنی درخواست بھیجے۔

(۷) ہر اُمیدوار کے لئے امتحان داخلہ کی فیس ۸ رہے جو سرکاری خزانہ میں داخل کردی جائے اور چالان کی ایک نقل درخواست کے ساتھ بھیجدی جائے۔ اس کے بغیر درخواست مسترد کردی جائے گی۔

(ب) شرائط داخلہ پریکٹیسنگ اسکول :۔

(۱) پنجم ششم اور ہفتم کے اُمیدواران کی عمر یکم مئی سال رواں کو بالترتیب ۱۲، ۱۳ اور ۱۴ سال کی ہو (۲) امیدوار کی جائے سکونت میں مڈل اسکول نہ ہو (۳) وہ بالترتیب چہارم۔ پنجم اور ششم کامیاب ہو یا ان میں سے کسی جماعت میں تعلیم پا رہا ہے تو کامیاب ہوتے ہی دفتر ہذا میں اطلاع دے ورنہ انتخاب نہ ہوگا (۴) اس نے پرائمری سرٹیفکیٹ امتحان سی۔ پی برار میں پاس کیا ہو (۵) ہر اُمیدوار ایک درخواست شرائط داخلہ نارمل اسکول کے مطابق دفتر ہذا میں بھیج دے (۶) اس امتحان کے لئے کوئی فیس نہیں ہے۔

امتحان داخلہ اردو نارمل پریکٹیسنگ اسکول کا پروگرام

(۱) پیر ۸ راپریل ۱۹۴۶ء	۱۱ بجے سے ۱ بجے تک	پرچہ اُردو زبان
(۲) " " "	۲ بجے سے ۴ بجے تک	پرچہ حساب

(۳) امتحان داخلہ کے سینٹر:۔ امتحان داخلہ کا سینٹر ہر ضلع کا صدر مقام ہوگا لیکن جہاں کہیں ضلع کے صدر مقام میں نارمل اسکول ہے وہاں امتحان داخلہ کا سینٹر نارمل اسکول ہوگا امتحان کی جگہ متعلقہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب تجویز فرمائیں گے۔ تمام درخواستیں مندرجۂ ضروری معلومات کے ساتھ ۲۰ رمارچ ۱۹۴۶ء تک یا اس سے قبل دفتر ہذا میں پہنچ جائیں۔

نوٹ:۔ (۱) اس دفتر سے کوئی فارم نہیں مہیّا کیا جائے گا۔

(۲) اُمیدوار اپنی درخواست اس ضلع کے ضلع انسپکٹر صاحب کی معرفت بھیجے جس ضلع کے سنٹر سے وہ امتحان دیگا۔

(۳) ٹرانسفر سرٹیفکٹ نہ بھیجا جائے بلکہ اسکی نقل درخواست کے ساتھ بھیجی جائے۔

(۴) اگر میٹرک پاس اُمیدوار کافی تعداد میں مل سکیں تو اس سال بی کورس بھی کھولا جائے گا بشرطیکہ محکمہ تعلیمات اس کی منظوری دے۔

(۵) ان ٹرینڈ ٹیچرز کے لئے بھی آئندہ سال ایک علیٰحدہ سیکشن کھلیگا اُن کے انتخاب کیلئے ضلع انسپکٹر صاحبان کی معرفت علیٰحدہ انتظام کیا جا رہا ہے۔

(دستخط) بسم اللہ خاں

سپرنٹنڈنٹ

گورنمنٹ اردو نارمل اسکول امراؤتی (برار)

طباعت کیلئے دیرینہ تجربہ

علاوہ ہر قسم کی اعلیٰ معیاری کتابیں چھاپنے کے

عزیزی پریس آگرہ کو

چالیس سالہ تجربہ کی بنا پر

اور جدید طرزِ طباعت کے لحاظ سے

جو فوقیت اور برتری حاصل ہے

وہ آپ کو کسی دوسرے پریس میں مشکل سے ملے گی

سررشتہ تعلیم کی درسی کتابیں موجودہ اسٹنڈرڈ کے مطابق صحت اور صفائی کے ساتھ چھاپنے کے لئے ایک جداگانہ قابلیت اور استعداد کی ضرورت ہے اِس لحاظ سے اکثر مشہور اساتذہ اور قابل مصنفین نے خدمات طباعت کے بارہ میں جو سرٹفکیٹ عزیزی پریس آگرہ کو عطا فرمائے ہیں انہیں سے منگا کر اپنا اطمینان فرمالیجئے اور طباعت کی کوئی خدمت تفویض کر کے امتحان ضرور کیجئے۔

خادم محمد عبدالعزیز خاں

پروپرائٹر عزیزی پریس

باہتمام منشی محمد عبدالعزیز خاں پرنٹر عزیزی پریس آگرہ میں ...

THE BAHARISTAN
THE ONLY URDU EDUCATIONAL JOURNAL OF
C.P. & BERAR.

علم کا سرمایہ اے صاحب نظر دولت و حشمت نہیں، نہ سیم و زر
دولت اسکی، اسکے بچے تندرست محنتی، فرماں بردار ہشیار و چست

محکمہ تعلیم صوبجات متوسط و برار کی سرپرستی میں

تعلیمی رسالہ

بہارستان

نگراں

محترم بسم اللہ خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ اردو نارمل اسکول امراوتی

مینجنگ ایڈیٹر

محمد سلیم معلم ادبیات

قیمت سالانہ دو روپے مع محصول ڈاک

خط و کتابت اور ترسیل زر مینجنگ ایڈیٹر کے نام ہونی چاہیے

جناب بسم اللہ خاں صاحب



سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ اُردو نارمل اسکول اُمراؤتی
جو ۳۴ سالہ تعلیمی خدمات کے بعد ۲۰ جون سنہ ۱۹۴۶ء
کو ریٹائر ہوئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہارستان

جلد ۱۹ | جولائی سنہ ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۰۷

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افتتاحیات

آسمانی تعلیم

اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے (اس پر غور کرو) ایک غلام ہے کسی دوسرے کی ملک. وہ خود کسی بات کی قدرت نہیں رکھتا اور ایک دوسرا آدمی ہے (خود مختار) ہم نے اپنے فضل سے اُسے اچھی روزی دے رکھی ہے اور وہ ظاہر و پوشیدہ اُسے خرچ کرتا ہے۔ بتاؤ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

القرآن: ۱۶ : ۷۵

۱۔ جناب بسم اللہ خاں صاحب

اس پرچہ کی اشاعت سے پہلے جناب بسم اللہ خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ اردو نارمل اسکول امراوتی و پریسیڈنٹ بہارستان کمیٹی اپنی ۳۴ سالہ تعلیمی خدمات کے بعد ریٹائر ہو چکے ہونگے۔ جناب موصوف کی شخصیت گو صوبجات متوسطہ و برار کے اردو تعلیمی حلقہ میں تعارف سے بے نیاز ہے۔ مگر اس رو سے کہ آپ کے غیر مادی باقیاتِ صالحات کے علاوہ آئندہ کے لئے بہارستان کے صفحہ میں تذکرہ کے کچھ آثار و نقوش بھی بطور یادگار ثبت رہیں۔ چند سطریں لکھی جاتی ہیں۔

آپ کے آباد اجداد حیدر آباد دکن میں فوجی ملازم رہے۔ پھر کسی تعلق سے تلے گاؤں، تعلقہ ایلچپور میں مستقلاً مقیم ہو گئے یہی قصبہ آپ کا مولد و منشا ہے۔ ۲۰ رجون ۱۸۹۱ء آپ کی تاریخ ولادت ہے۔

اُس زمانہ میں برار میں اردو مدارس خال خال ہی تھے اور اردو ہائی اسکول تو ایک بھی نہ تھا۔ اس لئے آپ کی تعلیم زیادہ تر مرہٹی اسکولوں میں ہوئی۔ گورنمنٹ مرہٹی ہائی اسکول میں دسویں جماعت

جب آپ نے پاس کر لی تب ۱۹۰۵ء میں اُردو ہائی اسکول امراؤتی میں کھلا چنانچہ آخری جماعت کی تعلیم یہیں حاصل کر کے الہ آباد یونیورسٹی سے آپ میٹرک ہوئے۔ دو سال تک میڈیکل اسکول ناگپور میں تعلیم پائی اور دو برس اسپینس ٹریننگ کالج، جبل پور میں تعلیمی تربیت حاصل کی۔

۱۹۱۳ء میں محکمہ تعلیم کی ملازمت میں قدم رکھا تقریب قریب نو سال تک گورنمنٹ اردو ہائی اسکول میں تعلیمی خدمات انجام دیتے رہے۔ پھر ۱۹۲۳ء میں گورنمنٹ اردو نارمل اسکول، امراؤتی میں بحیثیت معلم حفظان صحت مامور ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں محکمہ تعلیم نے آپ کی حسن خدمات و انتظامی قابلیت کے اعتراف میں اسی اسکول کے سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر سرفراز کیا۔ اسی طرح ملازمت کا بیشتر حصہ (یعنی ۲۳ سال)، اسی اسکول میں صرف ہوا۔ اس طویل زمانہ میں آپ نے تعلیمی، ادبی، اخلاقی و جسمانی تربیت کے کاموں میں امکانی کوشش کی اور معیار تعلیم کو بلند کرنے کی آپ کو ہمیشہ تمنا رہی۔

اسکول کے تعلیمی مضامین کی تدریس کے علاوہ ذیل کے چند امور میں آپکو امتیازی درجہ حاصل رہا ہے؛

(۱) کئی سال تک اسکاؤٹنگ کی تربیت کے ذمہ دار رہے۔ اس میں وہ محنت اور دلچسپی دکھائی کہ ۱۹۲۸ء میں جب لارڈ اروِن، وائسرائے ہند اروِن ہسپتال کے افتتاح کے لئے تشریف لائے اور متعدد اسکولوں کے اسکاؤٹ دستوں کا معائنہ فرمایا، تو آپ کے زیر تربیت اسکاؤٹ طلبہ کو دیکھ کر بطور خاص محظوظ ہوئے۔

(۲) پرائمری کے جدید نصاب سے متعلق تجربات و نتائج مرتب کرنے میں مددگار رہے۔

(۳) بنارسی اسکلی اور رسول پور میں دیہات سدھار کا آغاز عملاً آپ ہی کا رہین منت ہے۔

(۴) زمانۂ جنگِ عالمگیر میں جنگ سے متعلق مختلف شعبوں ——— مثلاً فوجی بھرتی، اے۔ آر۔ پی، قومی محاذ جنگ وغیرہ سے بہت دلچسپی لی۔

شرافتِ طبع، ادائے فرض میں انہماک، شعائرِ ملیہ کا احترام، مشکلات کا باستقلال مقابلہ، یہی چند بیش قیمت اوصاف ہیں، جن سے آپ اپنی منزلِ مقصود تک پہنچے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ اپنی بقیہ زندگی بھی انسان اور انسانیت کی روحانی خدمت میں بسر کر کے زمرۂ صالحین میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ وَاللّٰہُ عِندَہٗ حُسنُ المَآب۔

۲- دوسرا انعامی مضمون

اردو لکھائی کی تعلیم سے متعلق پہلا انعامی مضمون اشاعت گزشتہ میں نکل چکا ہے۔ دوسرا مضمون اس پرچہ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ عادلین کی نظر میں فاضل مضمون نگار حافظ محمد یوسف خاں صاحب نے اس مضمون کی تدوین و ترتیب میں خاصی محنت اٹھائی ہے۔ یہ مضمون فن تحریر سے متعلق قیمتی معلومات پر مشتمل ہے مگر اصل موضوع سے تعلق رکھنے والے اخیر کے چند صفحات ہیں اس لئے ان ہی کو پیش نظر اس مقالہ پر نظر ڈالی گئی ہے۔ مضمون کی تمہید، فن خطاطی کی تاریخ، اس کے اقسام وغیرہ پر کئی اوراق صرف کر دئے گئے ہیں۔ جا بجا تصویروں اور خاکوں سے وضاحت بھی کی گئی ہے۔ بہارستان کے گنے چنے صفحات میں پورے مقالہ کی گنجائش نہیں تھی۔ اس لئے اصل بحث کے علاوہ تحتی عنوانات کو قلم انداز کر دیا گیا ہے۔

فاضل مقالہ نگار تعلیمی اداروں کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے محنت شاقہ اٹھا کر تاریخی، فنی اور تعلیمی مواد مختلف کتابوں اور مقالوں سے فراہم کر کے یک جا کر دیا اور 'ذوق طلب' کے لئے تحریک کا سامان ہو گیا ہے۔

(ایڈیٹر)

تعلیمات

محصّلات کی پیمائش

نمبر (۱۲)

شہریت کی پیمائش کا بقیہ

(۹) مندرجہ ذیل اقسام کی جانچ لی جائے گی:۔

(۱) عملی جانچ

(۲) دستکاری کی جانچ

(۳) اداکاری کی جانچ

(۴) گانے کی جانچ

(۵) کہانی سُنانے کی جانچ

(۶) مشاہدہ کی جانچ

(۷) زبانی جانچ

(۸) تحریری جانچ

(۱۰) ان میں سے ہر ایک جانچ جس طرح لی جائے گی اس کا نمونہ نیچے لکھا جاتا ہے۔

(۱) **عملی جانچ**۔ اس جانچ سے یہ دیکھنا مقصود ہے کہ بچہ کا تاثر عمل کی صورت میں کس طرح ظاہر ہوتا ہے۔ خوش خلقی، چیزوں کا رکھ رکھاؤ اور ضبط نفس کا مطالعہ بہترین طریقہ پر اسی قسم کی جانچ سے ہو سکتا ہے۔

مثال (۱) ممتحن لڑکے سے کہتا ہے۔ آؤ ہم ماں اور بیٹے کا کھیل کھیلیں۔ میں تمھاری ماں ہوں اور تم میرے بیٹے ہو۔ اچھا بیٹے تم جاؤ بیٹھو اور وہاں کھیلو۔ کیونکہ ماں کام میں لگی ہے۔ بچّہ کھیلنے لگتا ہے۔ تب ممتحن کہتا ہے۔ بیٹے ایک گلاس پانی تو لاؤ (درجہ اوّل کے لئے)

مثال (۲) امتحان دینے والے سے کہا جاتا ہے۔ فرض کرو باغ میں ایک گائے گھسی ہوئی ہے وہ سب سبزی کھا جائے گی۔ یہاں یہ چیزیں ہیں۔ (چھڑی۔ لاٹھی۔ نوکیلے ہتھیار بچے کے سامنے رکھے ہوئے دے کر جن سے گائے کو مارا جا سکتا ہے) ان میں سے ایک لے لو اور بتاؤ کہ تم گائے کو کس طرح مارو گے۔ (درجۂ اول کے لئے)

مثال (۳) امتحان دینے والے سے کہا جاتا ہے بتاؤ تم سڑک پر سائیکل کس طرح چلاؤ گے۔

(درجۂ دوم کے لئے)

مثال (۴) بچہ سے کہا جاتا ہے۔ موٹر چلانے کی نقل کرو۔ یہ کام بچے سے ایک ایسی سڑک پر کراؤ جس پر دوسرے بچے دوسری قسم کی گاڑیاں چلا رہے ہوں۔ (درجۂ دوم کے لئے)

نوٹ۔ جہاں ضرورت محسوس ہو بچہ سے زبانی پوچھو کہ تم نے فلاں کام فلاں طریقہ سے کیوں کیا؟

مثال (۵) ایک چھوٹا سا منصوبہ (Project) ترتیب دیا جائے۔ بچہ یا تو اس منصوبی تمثیل میں رہنما بنے یا اس نقلی دفتر میں اس بچہ سے کچھ کام کرایا جائے۔ مثلاً ڈاک خانہ کی ایک چھوٹی سی نقل کرائی جاتی ہے جس میں بچہ کو پوسٹ ماسٹر بنایا جاتا ہے اور وہ ڈاک خانہ کا کاروبار کرتا ہے۔ یا بچہ نقلی ڈاک خانہ میں کارڈ وغیرہ خریدنے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ (درجۂ سوم کے لئے)

مثال (۶) درجۂ چہارم کے لئے اسی قسم کی مثال جو اوپر درجۂ سوم کے لئے دی گئی ہے۔

(۲) **دستکاری کی جانچ** ۔ اس جانچ سے یہ دیکھنا مقصود ہے کہ بچہ کو صحیح تفصیلات کے ساتھ صحیح نمونہ تیار کرنے میں کتنی مہارت حاصل ہو گئی ہے بچہ کو سامان فراہم کر دیا جاتا ہے۔

مثال (۱) امتحان دینے والے سے کہا جائے کہ ایک مکان بنا کر دکھاؤ۔ (درجۂ اوّل کیلئے)

مثال (۲) امتحان دینے والے سے کہا جائے کہ گائے کیلئے چھپر کا نمونہ تیار کرو۔ (درجۂ دوم کیلئے)

مثال (۳) امتحان دینے والے سے کہا جائے کہ ایک ریلوے اسٹیشن کا نمونہ بنا کر دکھاؤ۔

(درجۂ سوم کے لئے)

مثال (۴) امتحان دینے والے سے کہا جائے کہ کچہری سے سرکاری زراعتی فارم تک کا نمونہ بنا کر دکھاؤ۔ (درجۂ چہارم کے لئے)

(۳) اداکاری کی جانچ۔ اس جانچ میں بچہ کے سامنے کسی تمثیل کا منظر (کسی ڈرامہ کا سین) پیش کیا جاتا ہے اور تمثیل کا اہم مقام اس طرح سامنے آتا ہے کہ بچہ یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس کو بھی اسی ڈرامہ میں حصّہ لینا چاہیئے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ جاؤ تم بھی اس میں حصّہ لو ممتحن غور سے دیکھتا ہے کہ بچہ نے اپنا کام کس طرح کیا ہے۔

مثال (۱) امتحان دینے والے کے سامنے ذیل کا منظر پیش کیا جاتا ہے۔ ایک بچہ مالگذار (یا پٹیل) بنتا ہے اور دوسرا آسامی۔

مالگذار۔ دیکھئے آپ کے ذمّہ جتنا روپیہ ہے اس کی ادائیگی میں دیر نہ کیجیئے۔

آسامی۔ (بدتہذیبی سے) بہت اچھّا۔

امتحان دینے والے سے کہا جائے کہ تم مالگذار (پٹیل) یا آسامی کو بتاؤ کہ گفتگو کس طرح کرنا چاہیئے۔ (درجۂ سوئم کے لئے)

مثال (۲) امتحان دینے والوں سے کہو کہ وہ آسامیاں بنیں۔ ایک بچہ سے مالگذار اور دوسرے سے کوٹوار بننے کو کہا جائے پھر ذیل کی بات چیت کرائی جائے۔

کوٹوار۔ مالگذار صاحب۔ آداب عرض ہے۔

مالگذار۔ آداب کوٹوار جی آداب۔ مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ آپ گشت لگا کر اس کی منادی کر دیں کہ کل صبح آٹھ بجے میں کچھ آدمیوں کو ساتھ لے کر کنواں صاف کرانا چاہتا ہوں۔ لوگ آکر میرا ہاتھ بٹائیں۔

کوٹوار۔ بہت اچھا جناب۔ آداب

مالگذار۔ آداب

کوٹوار کمرے میں گشت لگا کر ہدایت کے مطابق اعلان کرتا ہے۔ پھر مالگذار آکر ادھر اُدھر پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو صاحبان میری مدد کرنا چاہتے ہیں وہ میرے ساتھ آئیں۔ ممتحن یہ دیکھتا ہے کہ کون کون سے بچوں نے اپنی خدمات پہلے پیش کیں۔ (درجۂ سوم کے لئے)

مثال (۳) ایک چھوٹی سی تمثیل ترتیب دی جائے۔

مثلاً ایک ڈاکخانہ کی منصوبی تمثیل تیار کی جائے اور اسی میں لڑکوں سے کہا جائے کہ ڈاکخانہ میں ملازموں کے کام کریں۔ دوسرے بچوں سے کہا جائے کہ وہ ڈاکخانہ کی اس منصوبی تمثیل میں حصّہ لیں یا ممتحن خود جاکر دیکھے کہ کارکن کس طور سے کام سرانجام دے رہے ہیں۔ یا ایسا کیا جائے کہ دوسرے بچوں کو ڈاک خانہ کے ملازم بنا کر بٹھا دیا جائے اور امتحان دینے والے ایسے مصنوعی ڈاک خانہ میں جاکر کاروبار کریں۔ اس جگہ پر ذیل کی صورتیں پیدا کر کے امتحان دینے والے کے تاثرات کا مطالعہ کیا جائے۔

(ا) ایک آدمی ڈاک خانہ کے عملہ سے بدکلامی کے ساتھ پیش آرہا ہے۔

(ب) ایک آدمی ڈاک خانہ کے معمولی قواعد سے ناواقف ہے اور اپنے حقوق کے سلسلہ میں عملہ کو پریشان کر رہا ہے۔

(ج) ایک آدمی نے پوسٹ ماسٹر کا ہاتھ پکڑ رکھا ہے۔ اس کے صندوقچہ کی رقم لوٹ رہا ہے۔

(د) پوسٹ ماسٹر لوگوں سے کہہ رہا ہے کہ آپ بطور گواہ دیکھیں۔ میں اِس آدمی سے اِس کا پارسل کھلوا کر یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس کے اندر کیا ہے۔

(س) ڈاک خانہ کا ایک بابو ایک آدمی کو اس کے منی آرڈر کا دینے کے بعد اس سے یہ کہتا ہے کہ بخشش (انعام) دلوایئے۔ (درجۂ چہارم کے لئے)

(۹) **گانے کی جانچ**۔ اس جانچ سے یہ جاننا مقصود ہے کہ حب الوطن کے وسیع مفہوم کے شعور وادراک میں احساس وجذبات کی تربیت کس حد تک ہوئی ہے۔ یہ جانچ ذیل کے طریقوں کی جاتی ہے۔

(ا) ممتحن کسی نظم کا عنوان بتا کر کہتا ہے کہ اس کا کوئی شعر گا کر سناؤ۔

(ب) ممتحن ایک شعر پڑھ کر سناتا ہے اور کہتا ہے کہ اس سے اگلا یا پچھلا شعر گا کر سناؤ۔

نوٹ۔ شعر ان دو نظموں میں سے لیا جائے جو اس سہ ماہی میں یاد کرائی گئی ہوں اور جن میں سے کسی میں دس سے کم شعر نہ ہوں۔

(ج) یہ جانچنے کے لئے کہ آیا اشعار اچھی طرح یاد ہوئے ہیں یا نہیں کسی شعر میں خالی جگہ چھوڑ کر

اُس کو بھروایا جائے۔

(د) ممتحن ایک شعر تختہ سیاہ پر لکھ دے اور بچہ سے کہے کہ اس کو گا کر سناؤ۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ بچہ صحیح لے سے واقف ہے یا نہیں۔

(س) ممتحن بچہ سے کہے کہ وہ یاد کئے ہوئے اشعار کی بیاض دکھائے۔

(۵) کہانی کہنے کی جانچ۔ اس جانچ سے یہ دیکھنا مقصود ہے کہ بچہ کو پڑھی ہوئی کہانی یاد ہے کہ نہیں اور وہ اس کو ہوبہو ویسے ہی بیان کر سکتا ہے کہ نہیں۔ بچوں سے کہانیاں سننے کے لئے ذیل کے طریقوں میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے:۔

(ا) بچہ کو کہانی کا کچھ حصہ سُنا دیا جائے۔ پھر باقی حصہ سنانے کا حکم دیا جائے۔

(ب) بچہ کو کہانی کا عنوان بتا دیا جائے اور پھر اسے کہانی سنانے کو کہا جائے۔

(ج) بچہ کو کسی کہانی کے کسی حصہ کی تصویر دکھلا کر کہا جائے کہ وہ اس تصویر کے متعلق جو کہانی ہے بیان کرے۔ اس قسم کی جانچ اس وقت لی جائے جب کہ کہانی کی تشریح تصویروں کے ذریعہ کرائی گئی ہو۔

(د) بچہ کو سینما بکس استعمال کرنے کے لئے کہا جائے اور جو تصویر اس میں دکھائی دے رہی ہو اور کہانی کے جس حصے کے متعلق وہ تصویر ہو وہ حصہ اسے بیان کرنے کے لئے کہا جائے۔

درجہ سوم اور درجہ چہارم میں خالی جگہ بھرنے کی جانچ لی جائے۔ اوپر کی قسم کی سب جانچ درجہ اول اور درجہ دوم کے لئے ہے۔

(۶) مشاہدہ کی جانچ۔ اس جانچ سے یہ جاننا مقصود ہے کہ آیا بچہ ان نمونوں اور منظروں میں جو اس کے سامنے پیش کئے جائیں گے غلطیاں شناخت کر سکتا ہے یا نہیں۔

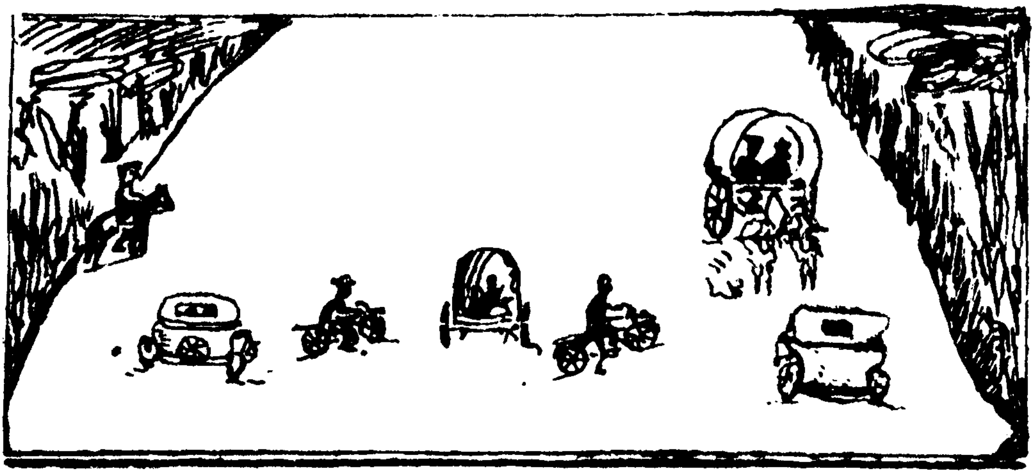
مثال (۱) کسی گھر کا نمونہ بچہ کے سامنے پیش کیا جائے اور اس سے دریافت کیا جائے کہ اس میں کون کون سے نقائص ہیں اور ان کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔ (درجہ اول و درجہ دوم کیلئے)

مثال (۲) سڑک پر پیدل چلنے اور گاڑیاں چلانے کی تصویریں پیش کی جائیں اور بچوں سے

دریافت کیا جائے کہ ان میں کیا کیا غلطیاں ہیں اور ان کو کس طرح دور کیا جاسکتا ہے۔

(یہ جانچ درجہ سوئم اور درجہ چہارم کے لئے ہے)

مثلاً نمونہ (ا) ذیل کی تصویر میں غلط طریقے پر پیدل چلنے والوں یا سواریاں چلانے والوں کے اوپر × کا نشان بناؤ۔



نمونہ (ب) ذیل کی تصویر میں ان لوگوں پر × کا نشان دو جو ذاتی حفاظت کی تدابیر کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔



(۷) **زبانی جانچ** ۔ یہ جانچ خصوصاً درجہ اوّل اور درجہ دوئم کے لئے ہے۔ لیکن یہ درجہ سوئم اور درجہ چہارم میں بھی لی جاسکتی ہے۔ جانچ کا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ بچہ زبانی کیا جواب دیتا ہے۔ زبانی جانچ میں پہلے کسی واقعہ کے حالات پیش کئے جائیں اور پھر ان حالات کے متعلق سوالات لئے جائیں۔

مصنوعی حالات ذیل کے طریقوں پر پیش کئے جائیں:۔

(ا) بچوں کے درمیان مکالمہ

(ب) ایک ڈرامہ کا منظر

(ج) کوئی کہانی (سچی یا فرضی)

(د) تصویر اور اس کا بیان

ذیل میں مندرجہ بالا طریقوں کے چند نمونے اور ان کے متعلق سوالات زبانی جانچ کے لئے دئے ہیں۔

(ا) مکالمہ (واقعہ) ایک بچہ کوٹوار بنتا ہے اور دوسرا گاؤں کا ایک باشندہ۔

کوٹوار۔ بھائی صاحب آداب عرض ہے۔

کسان۔ کیا ہے رے؟

کوٹوار۔ (نرمی سے) آپ کے ہاں آج کون مہمان آئے ہیں؟

کسان۔ چل نکل یہاں سے۔ ہم خود آکر ان کا نام مالگذار کے ہاں لکھا دیں گے۔

سوالات:۔ اگر تم کسان کی جگہ ہوتے تو:

(۱) کوٹوار کے سلام کرنے پر تم کیا کرتے؟

(۲) مہمانوں کے متعلق دریافت کرنے پر تم کوٹوار کو کیا جواب دیتے؟

(ب) ڈرامہ کا ایک منظر

×مصنوعی واقعہ:۔ ایک بچہ باپ اور دوسرا بیٹا بنتا ہے۔

باپ۔ بیٹا! میرا کوٹ تو لا دو۔

بیٹا۔ لیجئے ابا۔ (کوٹ پھینک کر دیتا ہے)

سوالات:۔

(۱) بتاؤ تم کوٹ کس طرح دیتے؟

(۲) کیوں؟

(ج) مصنوعی واقعہ۔ مدرس ذیل کی کہانی سناتا ہے۔

چاند پور ایک گاؤں تھا۔ وہاں کے کوتوار کے پاس ایک دن ایک آدمی ہانپتا کانپتا آیا اور کہنے لگا "چلئے وہاں دو آدمی لڑ رہے ہیں" (اس جملہ کو تحکمانہ لہجہ میں کہو یا بالکل معمولی طور پر) ارے! "وہاں دو آدمی لڑ رہے ہیں تو ان کو چھڑا دے" تب کوتوار اور وہ آدمی دونوں گئے اور انھوں نے لڑنے والوں کو الگ کر دیا۔

سوالات:۔

تم کوتوار کو لڑائی کی خبر کس طرح دیتے اور اس سے مدد کرنے کے لئے کسطرح کہتے؟ کہہ کر بتاؤ۔

(د) تصویر اور اس کا بیان

مصنوعی واقعہ:۔ نیچے کی دی ہوئی تصویر جماعت کو دکھلائی جاتی ہے۔

دیکھو یہ کوتوار کی تصویر ہے۔ کوتوار خط پڑھ رہا ہے۔ لکھنے والے نے خط میں لکھا ہے۔ "تو کچہری میں ضرور آنا"



سوال۔

تم اس بات کو کس طرح لکھتے؟

(۸) **تحریری جانچ**۔ ذیل کے طریقے استعمال کئے جائیں گے۔

(ا) ہاں یا نہیں

(ب) صحیح یا غلط

(ج) تیمیمی جانچ

(د) انتخابی جانچ۔

نمونہ (ا) ذیل کے ہر سوال کے جواب میں ہاں یا نہیں لکھو۔

(۱) کیا پولیس سپاہی تم سے زبردستی کچھ مانگ سکتا ہے؟

(۲) کیا پولیس سپاہی تمھارا نام اور پتہ پوچھ سکتا ہے؟

(۳) کیا پولیس سپاہی کی غلطی کی رپورٹ تم تھانہ دار سے کر سکتے ہو؟

(۴) کیا کوٹوار گاؤں کا پولیس سپاہی ہوتا ہے؟

(۵) کیا مالگذار لگان وصول کرتا ہے؟

(۶) کیا وصول کیا ہوا لگان مالگذار رکھ سکتا ہے؟

(۷) کیا مقدم مالگذار کا کام کر سکتا ہے؟

(۸) کیا تمھیں مالگذار مار سکتا ہے؟

(۹) کیا دوسروں کو مارنے کے لئے تم مالگذار کی مدد لے سکتے ہو؟

(۱۰) کیا کوٹوار کو گاؤں والوں کی طرف سے اناج ملتا ہے؟

نمونہ (ب) ذیل کی باتوں میں جو صحیح ہوں ان کے آگے ص کا نشان اور جو غلط ہوں ان کے آگے غ کا نشان لگاؤ۔

(۱) پولیس کے سپاہی بچوں کو پکڑنے اور پیٹنے کے لئے آتے ہیں۔

(۲) پولیس کے سپاہی ہر شخص کو ہر جگہ اور جس وقت چاہیں مار پیٹ سکتے ہیں۔

(۳) جب کہیں چوری ہو جاتی ہے تو پولیس کا سپاہی جا کر تحقیقات کرتا ہے۔

(۴) جو آدمی دیہاتیوں کو ستاتا ہے۔ پولیس کا سپاہی اس کو پکڑ لیتا ہے۔

(۵) تم پولیس کے سپاہی کو روپیہ پیسہ اور دوسری چیزیں دیتے ہو تاکہ جب تم چوری کرو یا کوئی جرم کرو تو وہ تمھیں چھوڑ دے۔

(۶) ڈاکٹر بیماروں کا علاج کرتے ہیں۔

(۷) پوسٹ مین کو اس بات کی تنخواہ ملتی ہے کہ وہ خطوط ان لوگوں کو پہنچائے جن کے

ان پر لکھے ہیں۔

(۸) کوثوار ڈاکٹر کا کام کر سکتا ہے۔

(۹) دیہات میں ڈاکیہ ہر روز ڈاک تقسیم کرنے آتا ہے۔

(۱۰) جب تم بیمار ہو کر ڈاکٹروں کے پاس جاتے ہو تو وہ تمھیں دوا نہیں دیتے۔

نمونہ (ج)۔ ذیل کی باتیں تمھارے خیال میں غلط ہوں تو ان کو کاٹ دو۔

(۱) اگر ریلوے اسٹیشن پر تمھیں کوئی پریشان کرے تو تم اپنی مدد کے لئے اسٹیشن ماسٹر کے پاس جا سکتے ہو۔

(۲) ریل گاڑی آنے سے پہلے تم کو اسٹیشن پہنچ کر ٹکٹ خرید لینا چاہیئے۔

(۳) اگر تم امیر آدمی ہو تو تمھیں غریب آدمیوں کے مقابلہ میں ٹکٹ پہلے ملے گا۔

(۴) جب ریل گاڑی آرہی ہو تو تم بلا خوف وخطر پلیٹ فارم کے کنارے کھڑے ہو سکتے ہو۔

(۵) ریل گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے تمھیں سامان وزن کرا لینا چاہیئے۔

(۶) تم بغیر ٹکٹ پلیٹ فارم پر جا سکتے ہو۔

(۷) ریلوے اسٹیشن پر تمھیں دوسرے مسافروں کو تکلیف نہ دینی چاہیئے۔

(۸) اگر ریلوے کا کوئی افسر تم سے ٹکٹ دکھانے کو کہے تو تم انکار کر سکتے ہو۔

(۹) تم ریلوے کا ہر سامان اپنے کام میں لا سکتے ہو۔

(۱۰) اگر تمھاری چیزیں گم ہو جائیں تو تم مدد کے لئے ریلوے پولیس کے پاس جا سکتے ہو۔

نمونہ (د) ذیل کی عبارت کو پڑھو۔ تمھیں جو کچھ کرنا ہے وہ اس کے نیچے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔

ایک سب انسپکٹر نے یہاں آکر کسی جرم پر تمھارے بڑے بھائی کو گرفتار کر لیا۔ اس کی گرفتاری کے وقت سب انسپکٹر نے تمھارے والدین کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا۔ کیونکہ وہ اُسے دھوکا دے کر تمھارے بھائی کو پچھلے دروازے سے بھاگ جانے کا موقعہ دینے کی کوشش کر رہے تھے۔ سب انسپکٹر نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ تمہارے بھائی کے ساتھ سختی سے پیش آئیں

کیونکہ وہ اپنے آپ کو آسانی سے گرفتار نہیں ہونے دیتا تھا۔ جب تم شام کو گھر آئے تو تمہارے ایک پڑوسی نے یہ واقعہ تمہیں سُنایا۔ دوسرے دن سب انسپکٹر تمہارے پاس آتا ہے اور تم سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ سختی یا بدتہذیبی کا برتاؤ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ تم نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ بتاؤ تم سب انسپکٹر کے سوالوں کا جواب کس طرح دوگے؟

ذیل میں جواب دینے کے چند طریقے دئے ہوئے ہیں۔ ان میں جو تمہیں مناسب معلوم ہوتا ہے اس کے سامنے × کا نشان بنادو۔

(۱) تم اس کے سوالوں کا جواب بدتہذیبی سے دوگے۔

(۲) تم اس کے سوالوں کا جواب ہی نہ دوگے۔

(۳) تم اس کے سوالوں کا جواب غلط دوگے۔

(۴) تم اس کو گالیاں دوگے۔

(۵) تم اس کے سوالوں کا جواب نرمی سے دوگے۔

(باقی آئندہ)

مترجمہ: مسٹر نور محمد معلم تعلیمات

ابتدائی مدارس میں اُردو لکھائی کی تعلیم کا تدریجی طریقہ

(از جناب حافظ محمد یوسف خاں صاحب، (منشی فاضل) برہان پور)

آغاز تحریر زبان کی طرح مسئلہ تحریر بھی مابہ النزاع ہے لیکن یہ مسلمہ ہے کہ ابتدا میں خط تصویری رائج ہوا۔ جس شے کا بیان کرنا مقصود ہوتا، اس کی تصویر بنا دیتے۔

(۲) دوسرے دور میں یہ اصلاح ہوئی کہ شے سے اس کا فعل مراد لیں گے۔ مثلاً آنکھ کی تصویر سے

نظر، اور دو ٹانگوں سے رفتار مراد ہوتی۔

(۳) تیسرے دور میں شے سے اس کے ممتاز خصائص یا ظاہری علامت سے اصل شے مراد لی جانے لگی۔ مثلاً لومڑی کی تصویر سے مکّاری۔ یا تخت سے سلطنت مقصود تھی۔ لٹکے ہوئے ہاتھ سے زبوں حالی اور پریشانی ظاہر کرتے۔ ایک ہاتھ مُنہ پر اور دوسرا خیمہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خیمہ میں کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے یعنی قحط سالی ہے۔

(۴) رفتہ رفتہ شکلیں سادہ تر ہوتی گئیں اور علامت نگاری جاری ہوئی۔ مثلاً تحریر میں لفظ کرنال لکھنا ہو تو پہلے کر بمعنی ہاتھ اور پھر نال کی تصویر بنا دی۔

(۵) بعد ازاں یہی تصاویر اصوات کی قائم مقام ہوگئیں اور انھیں تصاویر کی یادگار ہمارے موجودہ حروف ہیں جو اب بھی ان سے قدرے مشابہ ہیں۔ محکمۂ تحفظ آثار قدیمہ کی ایک شاخ "حضریات" بھی ہے جس کی نگرانی میں قدیم شاہی محلات کے کھنڈر وغیرہ کھود کر بہت سی پرانی یادگاریں برآمد کی گئی ہیں۔ اکثر پتھروں پر بجائے کتبوں کے تصاویر کندہ ہیں۔ ابتداءً ان تصاویر کو محض آرائش سامان تصوّر کیا۔ لیکن مصر کے سربفلک اہرام جب توڑے گئے تو "ممیوں" کے پاس پیپرس کے پلندے بھی پائے گئے جو تصاویر سے بھرے پڑے تھے۔ اب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ تصاویر آرائشی نہیں بلکہ در اصل یہ پلندے کتابیں ہیں۔ بعض علماء نے ان کو پڑھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ بالآخر فرانسیسی عالم "جین فرانکو شمپولن" نے بڑی دماغ سوزی اور جگرکاوی سے ان نقوش کے پڑھنے کا گر معلوم کر لیا۔ اسکندریہ کے نزدیک بمقام "روزیطہ" نپولین کے ایک فوجی عہدیدار کو ایک پتھر ملا جس کو مقام کی نسبت سے "حجر روزیطہ" کہتے ہیں۔ یہ پتھر لندن کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے۔

(۶) شمپولن کی تحقیق کے مطابق معلوم ہوا کہ اس پتھر میں عقاب کی تصویر سے "اَ" پاؤں کی تصویر سے "بَ" اُلو کی تصویر سے "مَ" چوزہ کی تصویر سے "یَ" کی آواز کا اظہار ہوتا ہے۔

بہرحال اس انکشاف کی بدولت آج کل اس قسم کے کتبے اور کتابیں آسانی سے پڑھی جا سکتی ہیں۔

(۷) "الف" "با" یا (Alphabet) سب سے پہلے فنیقی زبان میں ایجاد ہوئے۔ فنیقیوں نے ہر حرف کو کسی حیوان یا چیز کی آواز پر بنایا اور وہی نام اس کو دے دیا۔ حرف اول کو "الفالٔہا" کہ فنیقی زبان میں اس کے معنی "بھینس" کے ہیں ہم اپنے روزانہ استعمال میں اس کی شکل "ا" لاتے ہیں۔ حرف دوم کو "بیتا" کہا جو عربی میں بیت بمعنی گھر ہے۔ اسی مناسبت سے حروف تہجی "الف" "با" یا (Alphabet) کہلاتے ہیں۔

بعض محققین نے حروف کا موجد عربوں ہی کو تسلیم کیا ہے۔ عربی میں "الف" بمعنی بیل کا سر لکھا ہے اور تشریح کی ہے کہ علامت نگاری میں یہ شکل ہو بہو بیل کے سر سے مشابہ تھی۔ رفتہ رفتہ مختصر ہو کر "ا" رہ گئی۔ اس طرح "ب" کی شکل بیت (گھر) کی سی ایک مستطیل نما تھی جس کے دروازہ پر ایک شخص کھڑا ہوا نظر آتا تھا۔ مستطیل رفتہ رفتہ آڑی لکیر اور شخص مختصر ہو کر نقطہ رہ گیا۔ "ج" سے جمل یعنی اونٹ کی شکل مراد تھی، اونٹ کی پیٹ پر کوئی شخص سوار ہو اور زور سے نکیل کھینچے تو اونٹ کی گردن ہو بہو عربی کے "ج" کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ وَقِس علیٰ ہٰذا۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ عربی اور فنیقی ایک ہی زبان کی دو شاخیں ہیں اور حروفِ تہجی کی ایجاد کا سہرا فنیقیوں کے سر ہے۔ فنیقیوں سے یہودیوں نے یہ طرز تحریر سیکھا۔ عبرانی زبان کی تمام کتابیں اسی طرز پر لکھی گئی ہیں۔ توریت کی قدیم تختیاں بھی اسی خط میں پائی جاتی ہیں۔

اُردو زبان۔ اردو زبان سنسکرت کی شاخ برج بھاشا، فارسی اور عربی زبانوں کے ملاپ سے وجود میں آئی۔ نیز مغربی اقوام نے اپنے مقاصد تجارت کو فروغ دینے کی خاطر ابتدا میں اس کی سرپرستی فرمائی جس کے باعث متذکرہ بالا زبانوں کے علاوہ یورپین زبانوں کے الفاظ بھی بکثرت اس زبان میں موجود ہیں جنھیں ہم بولتے وقت کسی قسم کی غیریت محسوس بھی نہیں کرتے، مثلاً الماری (Almerah) تولیہ (Tawel.) پرتگالی لفظ ہیں۔ اردلی (Orderly) انگریزی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس زبان میں کچھ ایسی جاذبیت موجود ہے کہ ہر لفظ کو اپنا لیتی ہے۔

حروفِ ہجا۔ حروفِ ہجا بھی فارسی، عربی اور برج بھاشا سے مستعار لئے گئے ہیں۔ ایک ہندی بزرگ کا یہ قول کہ "اردو قرآنی حروف میں لکھی جاتی ہے" کہاں تک صداقت پر مبنی ہے۔ غور فرمائیے:

بَ، ٹَ، ڄَ، ڈَ، ڑَ، گَ، ٻَه، پَه، ٿَه، ٺَه، ڃَه، چَه، دَه، ڈَه، کَه، گَه، رَه، مَه، لَه، نَه

قرآنی حروف ہیں یا بھگوت گیتا سے مستعار لئے گئے ہیں جن کی تعداد بیس ہے۔

ہندو مسلم اتحاد کا واحد ذریعہ اگر کوئی زبان ہو سکتی ہے تو وہی ہو گی جو قرآن اور بھگوت گیتا دونوں کے حروف سے مرکب ہو ورنہ ع "ایں خیال است و محال است و جنوں"

اردو زبان کے کل حروفِ تہجی سب مل کر پچاس ہوتے ہیں جن کے ذریعہ ہر قسم کی آواز ادا کی جا سکتی ہے۔ ہندی یا سنسکرت میں ف، ز (ض، ظ، ذ) خ، ق، غ کی آواز کی ادائیگی کے لئے حروف نہیں اور ان آوازوں کی ادائیگی کے وقت برادرانِ وطن کی شکل رحم و کرم کی خواہاں نظر آتی ہے۔ اسی طرح رُومی یا لاطینی میں ت، دَ، غ، خ، ڈ وغیرہ آوازیں مفقود ہیں۔

پس برخلاف دُنیا کی دیگر زبانوں کے اُردو کو یہ تفوق اور برتری حاصل ہے کہ اس میں ہر قسم کے تلفظ کی ادائگی کے لئے حروف اور آوازیں موجود ہیں۔

رسمُ الخط۔ اُردو تحریر کی بنیاد فارسی رسم الخط پر رکھی گئی ہے جو فی الحقیقت عربی کے خط نسخ کی تراشیدہ صورت ہے۔ بعض تعلیم یافتہ حضرات بھی انجان بن کر یہ کہنے لگتے ہیں کہ دُنیا کی تمام تحریروں میں اردو تحریر ہی داہنی طرف سے لکھی جاتی ہے پس ان حضرات کیلئے ع "بریں عقل و دانش بباید گریست" کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

ہندوستان میں چار رسم الخط جاری ہیں:۔

(۱) سنسکرت۔ جس میں شمالی ہند کی کل زبانیں یعنی بنگالی، ہندی، گورمکھی اور گجراتی وغیرہ شامل ہیں۔

(۲) ڈراوڑ جس میں جنوبی ہند کی کل زبانیں یعنی تامل، تلنگو، ملائلم، اور کیانڑی وغیرہ شامل ہیں۔

(۳) رومی۔ یعنی انگریزی رسم الخط۔

(۴) عربی۔ یعنی اُردو، سندھی، پشتو اور پنجابی جب اُردو رسم الخط میں لکھی جائے نیز گجراتی بھی بعض بوآہر حضرات اسی رسم الخط میں لکھتے ہیں

اوّل الذکر دونوں رسم الخط محدود حلقہ میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ بیرونجات کی کسی قوم کو اس رسم الخط سے کوئی سروکار یا واسطہ نہیں۔ اس لئے یہ دونوں رسم الخط بین الاقوامی حیثیت نہیں رکھتے۔

البتہ مؤخرالذکر دونوں رسم الخط بین الاقوامی درجہ رکھتے ہیں۔

رومی حروف اگرچہ تعداد میں کل چھبیس [۲۶] ہیں لیکن ان میں تلفظ کی ادائگی کے لئے مرکبات اور بعض اوقات مرکب المرکب مثلاً "چ" کے لئے "ch" اور "چھ" کے لئے "chh" کا استعمال کرنا پڑتا ہے پھر بھی صحیح تلفظ نہیں ادا ہوسکتا۔ "غ" اور "گھ" دونوں آوازوں کی ادائگی کے لئے "gh" اسیطرح "خ" اور "کھ" دونوں کے لئے "Kh" لکھا جاتا ہے۔ مزید برآں لکھنے اور پڑھنے کے لئے علیحدہ علیحدہ حروف استعمال کئے جاتے ہیں۔ پھر بڑے حروف (Capitals or large letters) اور چھوٹے حروف (Small letters) کی تمیز بھی لازمی ہے اس طرح ۲۶ × ۴ = ۱۰۴ حروف ہو جاتے ہیں۔ پھر مرکبات، مختصر (Short) دراز (Long)، خاموش (Silent) کشادہ (Open) فراخ (Broad) نامعلوم (Obscure) اور مختلف الصوت آوازوں پر اگر غور کیا جائے تو غالباً دنیا کی بدترین زبانوں میں اس کا شمار ہوگا۔ لیکن حکومت کی گدھیا پر سوار ہونے کے باعث جس کو دیکھو اسی کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتا ہے۔ ع من بجز مدحت او مے دگر خرنکنم

سنسکرت یا دیوناگری کے حروف کی تعداد چھیالیس [۴۶] ہے مزید برآں علاماتِ اعراب، ماترا، کانا دبارہ کھڑی) خطوط کے پتوں پر روزانہ دیکھتا ہوں ہر شخص نرالے ہی طریقہ پر لکھتا ہے:-

(i) बुरहानपूर (ii) बरागपूर (iii) ब्रागपूर (iv) बुरहानपोर (v) बूरहानपुर

(vi) बुंहानपुर

مختصراً یہ کہ اردو حروفِ تہجی کی تعداد دیکھنے میں ہمیں زیادہ معلوم ہوتی ہے لیکن مندرجہ بالا نتائج سے ظاہر ہے کہ اردو میں سب سے کم حروف ہیں اور پھر ہر قسم کی آواز کی ادائگی کا تفوق اور برتری بھی اسی کو حاصل ہے۔

جو نقائص وخرابیاں اردو رسم الخط اور حروفِ ہجا میں ظاہر کی جاتی ہیں ان سے کہیں زیادہ خرابیاں دنیا کی دیگر ترقی یافتہ زبانوں کے رسم الخط اور حروفِ ہجا میں موجود ہیں۔ چونکہ میرا موضوعِ بحث ان اعتراضات کو رفع کرنا نہیں اس لئے اس بحث کو طول دینا تضیع اوقات کا باعث ہوگا۔ اردو رسم الخط لکھنے میں کاتبوں کو کوئی دشواری لاحق نہیں ہوتی بلکہ برخلاف دیگر رسم الخطوں کے

جلد اور کم جگہ میں لکھ جاتا ہے۔ تیز رفتار کاتب مقررین کی تقریریں آسانی سے قلمبند کرسکتا ہے۔ دیگر زبانوں کو اس سہولت کے لئے فنِ مختصر نویسی علیحدہ ایجاد کرنا پڑا۔ لیکن اردو زبان اس بدعت سے بھی مبرا ہے۔ راقم الحروف اردو، دیوناگری اور رومی تینوں رسم الخط لکھنے کا مشاق ہے۔ لکھتے وقت ہاتھ اور قلم کی رفتار میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ لیکن اردو کی جو عبارت ایک صفحہ میں لکھ سکتا ہے۔ ہندی یا دیوناگری میں وہی عبارت لکھنے کے لئے تین صفحے اور رومی یا انگریزی میں چار صفحے درکار ہوتے ہیں۔ وقت کا بھی اندازہ اسی پر سے ہوسکتا ہے۔ ع

"قیاس کن زِگلستانِ من بہارِ مرا"

البتہ طباعت کے لئے لوہے کے حروف اور ٹائپ رائٹرس بنانے میں کسی قدر دشواریاں پیش تھیں۔ کیونکہ خطِ نستعلیق کے کل پرزوں کی تعداد بہت زیادہ ہوجاتی ہے۔ عربی خطِ نسخ میں جرمنی وغیرہ نے بہترین حروف اور ٹائپ رائٹرس بناکر پیش کئے۔ ایران و مصر نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا لیکن ہندوستان میں خطِ نستعلیق کے بالمقابل انھیں عام مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ یہاں کے اخبارات و رسائل اور کتابیں تاہنوز لیتھو گرافی کے ذریعہ ہی اشاعت پذیر ہوتے رہے ہے مقامِ مسرت ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام (بالقابہ) خلد اللہ ملکہ، وسلطنتہ کے سایۂ عاطفت میں اب خطِ نستعلیق کے حروف بھی طباعت اور ٹائپ رائٹر کے لئے پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے جو علامہ سید عبدالکریم حسینی کی توجہ خاص کے رہین منت ہیں۔

اس سلسلہ میں انجمن ترقی اردو ہند کی جانب سے بھی تحریریں "بعض ترمیمات" کا مسئلہ وقتاً فوقتاً پیش ہوتا رہتا ہے۔ اس ادارہ کے اخبارات و رسائل میں اکثر مضامین اسی بحث کے متعلق شائع ہوتے ہیں۔ مدرسین کا فرض ہے کہ ان مضامین کا مطالعہ فرماتے رہیں اور سہل الحصول طریقہ کو اختیار کرنے میں اس ادارہ کا ہاتھ بٹائیں۔

ذیل میں چند اہم ترمیمات کا اظہار کیا جاتا ہے:۔

(۱) حتی الامکان الفاظ کے ٹکڑوں کو جدا لکھنا اور دو لفظوں کے درمیان فاصلہ زیادہ چھوڑنا تاکہ قرأت میں آسانی ہو۔

قدیم طریقہ	جدید کتابت
(iii) تسلیمخاں، حسنمحمد، علیحسینخاں	تسلیم خاں، حسن محمد، علی حسین خاں
(iiii) کمبخت، یونیورسٹی، کسیقدر	کم بخت، یونی ورسٹی، کسی قدر
(iv) چلنا، ٹہلنا، پھیلنا	چل نا، ٹہل نا، پھیل نا

(۲) یائے معروف و مجہول اور معدولہ کا فرق :-

قدیم طریقہ		زیر غور طریقہ	جدید کتابت
(i) بیر (بمعنی دشمن)	تحریر میں کوئی امتیاز نہیں	بِر / بےر / بی ر } اس طریقہ کو اختیار کیا جائے یا نہیں ابھی بحث جاری ہے	بَیر:- یائے معدولہ کا فرق "ـَ" سے ظاہر کیا جاتا ہے
(ii) بیر (بمعنی پھل)			بیر:- یائے مجہول کیلئے "ـٰ" مقرر ہے
(iii) بیر (بمعنی بہادر)			بِیر:- یائے معروف کے لئے "ـِ" کھڑا زیر نیچے دیا جاتا ہے

(۳) واؤ معروف و مجہول اور معدولہ کا فرق :-

قدیم طریقہ		جدید کتابت
(i) یوسف	تحریر میں کوئی امتیاز نہیں	یوُسف۔ واؤ معروف کے لئے "ـُ" مقرر ہے
(ii) دولت		دولت۔ واؤ مجہول سادہ رہتا ہے۔
(iii) خواب (تلفظ خاب)		خوِاب۔ واؤ معدولہ "وِ" ظاہر کیا جاتا ہے۔

(۴) ہائے مختفی اور ہائے مخلوط التلفظ کا فرق :-

جدید طرز		قدیم طرز
میں نے کہا کھانا کھایا تمھیں، ننھّا، ننھّی	تشریح:۔ ہائے مخلوط التلفظ کیلئے "ھ" استعمال کیجائے اور ہائے مختفی "ہ، ہا" وغیرہ سے لکھا جائے۔	(i) میں نے کہا (بات کی) (ii) کہانا کھایا (iii) تمہیں، ننہا، ننہی

(۵) اعراب (ـَ ـِ ـُ ـْ ـّ ـٰ) اور تنوین (ـً ـٍ ـٌ) بھی تحریر میں موقع و محل کے لحاظ سے لکھنا ضروری ہیں۔

(۶) نونِ غنّہ اور نونِ اعلانیہ:۔

(i) آخر میں بذریعہ نقطہ فرق ظاہر کیا جاتا ہے مثلاً غنّہ کیوں۔ اعلانیہ کون

(ii) درمیان میں "ں" الٹا جزم دے کر فرق ظاہر کیا جاتا ہے مثلاً ہنسنا، کنول وغیرہ

(۷) رموز و اوقاف کا برمحل استعمال (*Punctuation*)

نمبر	نام	علامت	مثال
i	سکتہ[۱] Comma.	،	وہ شخص ایماندار ہے، لیکن سست
ii	وقفہ[۲] Semicolon.	؛	جو کرے گا، سو پائیگا؛ جو بوئے گا، سو کاٹے گا
iii	رابطہ[۳] (یعنی محل سے متصل) Colon.	:	ہر جگہ اپنی صحت کا خیال رکھو: اگر کوئی نعمت ہے تو یہی ہے
iv	تفصیلیہ Colon and Dash		یہ علامت عام طور پر حسب ذیل کیلئے استعمال ہوتی ہے

[۱] ، جس لفظ کے بعد یہ علامت ہو پڑھتے وقت اس پر اتنا ٹھہرو جتنی دیر میں "ایک" گِن جا سکے۔

[۲] ؛ پڑھتے وقت اس علامت پر اتنا ٹھہرو کہ "ایک، دو" گن لو۔

[۳] : پڑھتے وقت اتنا ٹھہرو کہ ایک، دو، تین گن لو۔

———x———

(نوٹ) جن مطابع سے بچوں کی درسی کتابیں اشاعت پذیر ہوتی ہیں ان کیلئے ان ہدایات پر عمل کرنا لازمی ہے۔

نمبر	نام	علامت	مثال
•			مثلاً مرزا غالب فرماتے ہیں :-
			یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
v	خمتہ (نقطہ) Full Stop.	-	جملے کے خاتمہ پر استعمال کرتے ہیں۔
vi	سوالیہ - Note of Interrogation.	؟	کیا ہے ؟
vii	ندائیہ - Note of Exclamation.	!	بس صاحب ! بس !! میں باز آیا۔
viii	قوسین Brackets.	( ) یا [ ] { }	جملہ معترضہ سے پہلے اور آخر میں لگایا جاتا ہے مثلاً :- میرا گھر (یعنی وہ مکان جس میں سکونت ہے) بوسیدہ ہوگیا ہے۔
ix	خط Dash.	——	جملہ معترضہ مثلاً میری رائے —— اگرچہ میں کیا اور میری رائے کیا - یہ ہے"
x	واوین Inverted Commas.	" "	اس نے جواب دیا "میں کل دس بجے یہاں پہنچوں گا"
xi	زنجیرہ Hayphen.	——	مرکب اصطلاحوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ دو یا دو سے زیادہ اصطلاحیں ملکر جو خاص اصطلاح بنائی گئی ہو اسکے درمیان زنجیرہ کا استعمال ہونا چاہیئے۔ جیسے :- ہند ـــ آریائی زبان (ہند + آریائی) کل ـــ ہند (All-India) کل + ہند
xii	وقف لازم۔ فقرہ یا پیراگراف کے خاتمہ پر دیا جاتا ہے	+	
xiii	سہو Caret.	‸	
	لکھتے وقت جہاں کوئی لفظ رہ جائے تو یہ نشان دے کر لکھنا چاہیئے۔	^	

لکھنا ہم اس واسطے سیکھتے ہیں کہ گفتگو کے علاوہ ایک اور ذریعہ سے بھی بات چیت کرسکیں۔ اسلئے لکھائی قدرتاً دو شعبوں میں تقسیم ہوجاتی ہے :-

ٹ۵ - اتنا ٹھہرو کہ "ایک، دو، تین، چار" گن لو۔

(۱) بولے ہوئے الفاظ لکھنا جس کو اصطلاح میں "املا" کہتے ہیں۔

(۲) اپنے خیالات کا بذریعہ تحریر اظہار کرنا جس کو عموماً "انشا پردازی" کہا جاتا ہے۔
ہر دو مضمون کی تحصیل و تکمیل کے لئے ابتدا میں ایک اور چیز کی ضرورت لاحق ہوتی ہے جس کے لئے "نقل" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ تحریر کی نقل کرنا ہی اس کی بنیاد رکھنا ہے۔
نقل اور املا میں صرف دو مقصد پیش نظر رہتے ہیں:۔

(۱) خوبی تحریر (۲) رفتار تحریر

انشا پردازی کے لئے ان دو چیزوں کے علاوہ "ترتیب مضمون" اور "زور و تاکید" کا بھی خیال کیا جاتا ہے۔ گویا لکھنا سکھانے میں ہمیں ان چار مقاصد کو پیش نظر رکھنا چاہیئے:۔

(۱) خوبی تحریر (۲) رفتارِ تحریر (۳) انشا پردازی میں "ترتیب مضمون" (۴) اور زور و تاکید

بدخطی کے اسباب۔ (۱) ابتدائی مدارس کے نصاب میں چھ مضامین لازمی ہیں جسمانیات کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (i) علمی، زبانی و تحریری حفظ صحت (ii) قواعد و کسرت اور جسمانی کھیل۔ ہر مضمون کی تعلیم میں جزئیات نے اس کی اہمیت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ ہر شعبہ علمی، زبانی اور تحریری کام پر مشتمل ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر زبان کی تعلیم کے لئے بدقتِ بسیار روزانہ اوسطاً سینتیس منٹ کا ایک گھنٹہ عام طور پر نقشہ جات تقسیم اوقات میں رکھا جاتا ہے۔ سال بھر مدرسہ جاری رہنے کے دن اوسطاً دو سو پچیس ۲۲۵ سے زیادہ نہیں ہوتے۔ ہفتہ (Half Holidays) کے دن پر گروس میں شامل نہیں انکو نکال دیا جائے تو کسی حالت میں دو سو ۲۰۰ دن سے زیادہ باقی نہیں رہیں گے گویا بمشکل تمام سال بھر میں ایک سو سترہ ۱۱۷ گھنٹے یا کھینچ تان کر پانچ ۵ دن رات ہماری زبان کی تعلیم کے لئے مقرر ہیں۔ پانچ دن رات میں سے رات کا تاریک[1] ترین حصہ بھی نکال دیجئے۔ اب یہ اڑھائی دن کی جھونپڑی حسب ذیل عبارت پر مشتمل ہے:۔

---

[1] حقیقت میں یہ حصہ تاریک ہی رہتا ہے۔ کبھی ہمارے مدارس میں ٹورنمنٹ جاری ہیں۔ کبھی نمائش، کبھی معائنے، مدرسین سے کبھی الیکشن کا کام لیا جا رہا ہے، کبھی راشننگ ورک ان پر مسلط ہے، وبائی امراض میں ڈاکٹروں کیساتھ ملکر کام کرنے کا حکم "مرگ مفاجات" بنا ہوا ہے بعض اوقات کلرکی کے فرائض بھی انھیں کو انجام دینے ہوتے ہیں۔ ان سب پر طرہ یہ کہ
ع "پراگندہ روزی پراگندہ دل"

(i) ذخیرۂ الفاظ کی مقررہ تعداد جنھیں طلبہ دیکھ کر بہترین طریقہ پر پڑھ سکیں، معنی اور مفید بھی بیٹں جملوں میں بھی استعمال کریں۔

(ii) بالخفا اور بالجہر پڑھنا۔ ہر بچہ کی فی منٹ رفتار مدرس ہر ماہ میں کم از کم ایک بار باقاعدگی کے ساتھ دیکھ کر معلوم کرے اور اس کا ریکارڈ رکھے۔ اگرچہ غریب مدرس کی تنخواہ میں اتنی گنجائش نہیں کہ ایک گھڑی خرید کر ہر ماہ روپیہ، آٹھ آنے اس کی بھی خاطرداری میں صرف کرے۔ اسکول کی آفس کلاک اس کام کے لئے موزوں نہیں۔ اور بعض دیہاتی مدارس میں تو صرف دھوپ گھڑی سے کام چلتا ہے۔

(iii) خوبی تحریر، املا، مضمون نویسی و شہر کا رسم کی بھی رفتار معلوم کرے اور ریکارڈ رکھے۔

(iv) نظم کے مقررہ اشعار کچھ زبانی اور کچھ سمجھ کر پڑھنا۔

(v) نقل، املا، خوبی تحریر، مضمون، خط، درخواستیں، دعوت نامے، منی آرڈر فارم رسیدیں وغیرہ وغیرہ کی مشق۔

(vi) نصاب کی درسی کتب، امدادی کتب، دارالمطالعہ کتب، اخبارات، رسالے تقاریر ڈرامے سب کی تکمیل۔

(vii) متعلقہ دستکاری۔ مشاہدہ، سیر و تفریح، بزم طفلان وغیرہ

(viii) ہر کام زبانی، عملی اور تحریر پر مشتمل ہوا

ظاہر ہے کہ یہ اڑھائی دن کی جھونپڑی (Dash) جو درحقیقت ایک پختہ اور مضبوط عمارت کی بنیاد؛ نہیں نہیں خود بمنزلہ ایک علیحدہ عمارت ہے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ ~

خشت اول چون نہد معمار کج تا ثریا میرود دیوار کج

کا بھی مسئلہ درپیش ہے۔ اسی وقت ہم بنا سکتے ہیں جب کہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کی طرح مؤکل ہر مدرس کے تابع ہوں۔

ڈاکٹر سر سید احمد خاں، اور مولوی نذیر احمد مدظلہم العالی کی مثالیں ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہیں کہ قدیم طریقہ پر تعلیم پائے ہوئے یہ حضرات کتنے قابل و فاضل تھے لیکن اس کے

خاص اسباب پر کسی نے غور نہیں کیا۔ قدیم دہلی کالج میں ان دونوں حضرات نے بھی تعلیم پائی جہاں کا طریقہ یہ تھا کہ طالب علم کوئی ایک مضمون اپنے لئے انتخاب کرلے اور اسی کا منتہی ہوکر سند حاصل کرے، کوئی ریاضی کا منتہی ہوتا، کوئی فلسفہ کا، کوئی سنسکرت کی تعلیم حاصل کرتا تو کوئی عربی سیکھتا۔ سر سید علیہ الرحمۃ فارسی کے منتہی ہوئے اور مولانائے معقود عربی کے؛ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ حضرات ماہر ریاضیات وطبیعیات بھی تسلیم کئے گئے ہیں۔

میرا مقصد موجودہ نصاب تعلیم پر اعتراض نہیں بلکہ صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ وقت کی کمی اور مضامین کی بھرمار کے باعث ہمیں طلبہ سے اتنی ہی امید رکھنی چاہیئے جتنی نصاب کے مقاصد اور وقت اجازت دے سکے نہ کہ پرائمری پاس شدہ طلبا کو ملک کے بہترین ادیبوں اور خطاطوں کی صف میں لاکر کھڑا کردیا جائے۔

(۲) **لکھنا سیکھا نہیں بلکہ سکھایا جاتا ہے**۔ عموماً مدرسین طلبہ کو حکم دیتے ہیں کہ "لکھے ہوئے چارٹ یا کتاب سے نقل کرو" خیال رہے کہ نقل اسی وقت کی جاتی ہے جبکہ مدرس بذات خود طلبہ کے سامنے تختۂ سیاہ پر لکھ کر الفاظ کی بناوٹ اور کشش کی تشریح پیش کرے۔ اس مقصد کے تحت مدرس کا خود بھی خوشخط ہونا لازمی ہے ورنہ غلط نمونہ کی غلط تقلید طلبہ کو بھی غلط راستہ پر ڈال دیگی۔

(۳) **نگرانی میں کوتاہی**۔ نمونہ لکھ دینے کے بعد مدرس کا فرض ہے کہ ایک ایک طالب علم کے پاس جاکر فرداً فرداً دیکھے کہ وہ حروف والفاظ کو صحیح طریقہ پر لکھ رہے ہیں یا نہیں ورنہ طلبہ الفاظ کی ڈرائنگ کرنے لگتے ہیں۔ میں نے کئی طلبہ کو اسطرح لکھتے دیکھا ہے:-

"انتہا یہ ابہ ت ابتدا"

(۴) **گرفت قلم**۔ ابتدا ہی سے طلبہ کو صحیح گرفت قلم سکھانا ضروری ہے جس کا تفصیلی بیان آگے کیا جائے گا۔

(۵) **غلط طریقہ**۔ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ ابتدا میں بچوں سے ان کے اعضا کا خیال کرتے ہوئے چھوٹے حروف لکھانا چاہیئے لیکن تجربہ اس کو غلط ثابت کرتا ہے۔ اس دلیل کا جواب مولانا روم نے کیا خوب دیا ہے۔ ؎ پائے استدلالیاں چوبیں بود ؛ پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

صوبہ متوسطہ و برار کے ابتدائی مدارس کے لئے بھی ہدایت ہے کہ طلباء سے جماعت سوم کی آخری ششماہی میں سیاہی سے لکھایا جائے اور جماعت چہارم میں پورے سال سیاہی سے مشق کی جائے جس کا مطلب میرے خیال ناقص میں یہی ہوا کہ پہلی اور دوسری جماعت کے طلباء صرف سلیٹ پنسل سے لکھیں لیکن میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جب تک طلبہ سے پہلی اور دوسری جماعت میں بھی موٹے قلم سے مشق نہ کرائی جائے خوبی تحریر پیدا ہونا محال ہے لہٰذا مندرجہ بالا خرابیوں کو دور کرنے کے لئے میں محکمہ تعلیم سے حسب ذیل سفارشات کا متمنی ہوں۔

(۱) ہر جماعت میں کم از کم ایک گھنٹہ (پیریڈ) روزانہ خوبی تحریر یا خوشخطی کی تعلیم کیلئے وقف ہے۔

(۲) پہلی جماعت ہی میں موٹے قلم سے تختیوں پر بچوں سے تدریجی طور پر لکھایا جائے جس کو تفصیلی طور پر آگے بیان کیا جائیگا۔

طرز نشست۔ لکھنا دماغی کام ہے اور دماغی کام کرتے وقت دماغ کو صاف خون کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ صحیح نشست صاف خون کی فراہمی کی بہت حد تک ذمہ دار ہے۔ لکھتے وقت بیٹھنے کا صحیح طریق یہ ہے کہ بدن بالکل سیدھا رہے۔ سر اٹھا رہے۔ پیر زمین پہ ہوں اور ٹانگیں بالکل سیدھی۔ اس ہیئت میں بیٹھنے سے صاف خون کی کافی مقدار دماغ تک پہنچتی ہے برخلاف اسکے آگے کو جھک کر یا آلتی پالتی مار کر بیٹھنے سے خون کم مقدار میں دماغ میں جاتا ہے۔

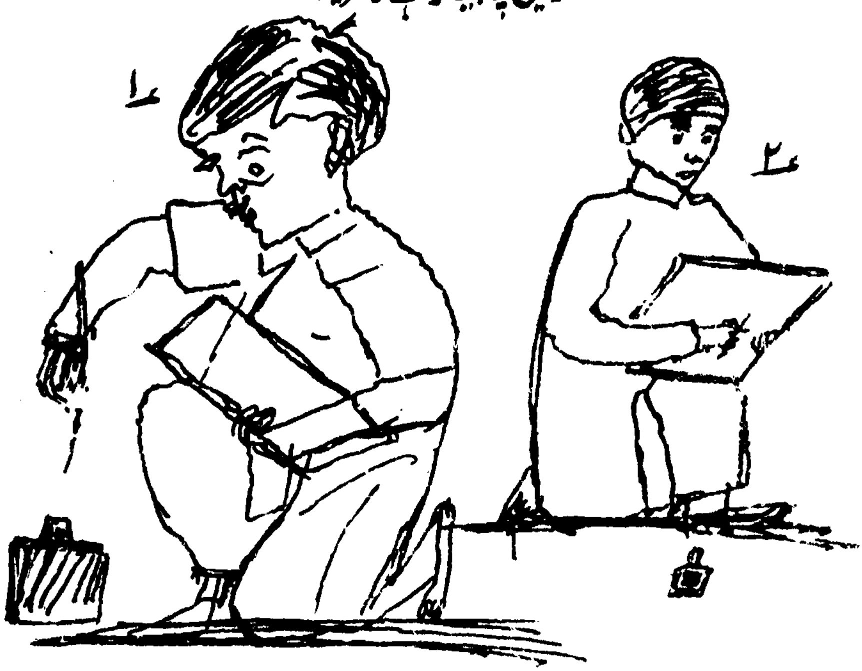
میز پر بیٹھ کر لکھنے کا طریقہ



زمین یا فرش پر بیٹھ کر لکھنے میں داہنے گھٹنے پر سلیٹ، تختی یا کاپی، کاغذ وغیرہ رکھا جائے۔ بائیں گھٹنے سے یک زانو ہو کر بیٹھیں۔ دوات داہنی طرف رکھی جائے۔ کاغذ یا کاپی پر لکھتے وقت

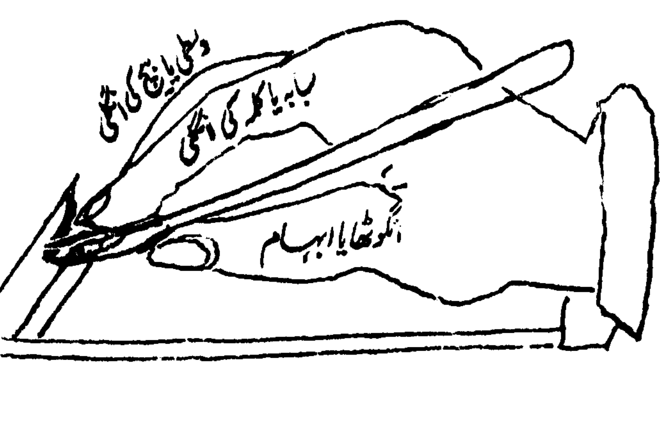
نیچے دفتی رکھنا چاہیئے۔ بائیں ہاتھ سے تختی یا سلیٹ کو مضبوطی سے سہارا دینا چاہیئے۔

زمین پر بیٹھ کر لکھنے کا طریقہ

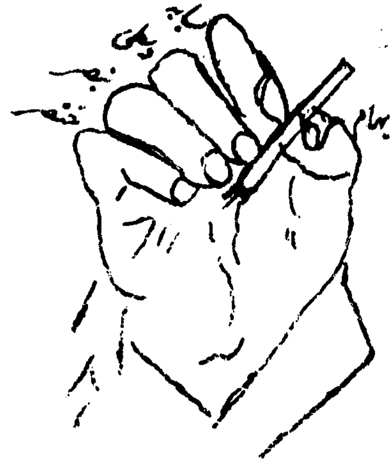


روشنی اور ہوا۔ خون کی صفائی کا تمام دارومدار ہوا پر ہے۔ جس میں سانس لیتے ہیں۔ بس اگر نشست صحیح ہے مگر کمرے کی ہوا گندی ہے جب بھی دماغ کو بہت جلد تکان محسوس ہوگی۔ اسلئے کمرۂ جماعت میں تازہ ہوا کی آمد و رفت کا بندوبست رہے۔ کھڑکیاں اور دروازے بند نہ کئے جائیں۔ ہر طالب علم کی کاپی یا تختی پر روشنی برابر اور بازو سے پڑنا چاہیئے۔ سامنے یا پشت کیجانب سے روشنی پڑنا نظر میں چکاچوند پیدا کر دیتا ہے۔

گرفتِ قلم۔ دو انگلیاں یعنی ابہام (انگوٹھا) اور وسطیٰ (بیچ کی انگلی) کے درمیان قلم رہے۔ سبابہ (کلمہ کی انگلی) اوپر سے اور بنصر نیچے سے مدد دیتی رہے۔ خنصر (چھنگلیا) بنصر کو مدد دیتی ہے۔

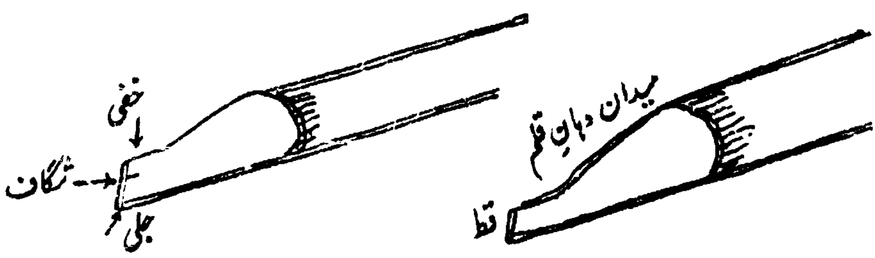


قلم ہاتھ میں لیکر دوسرے شخص کی نظر کے بالمقابل ہاتھ کی شکل اسطرح نظر آئے



قلم کی بناوٹ۔ قلم کو ہموار تختہ یا میز پر ڈالیں جس بل ٹھہر جائے اسی بل تراشنا چاہیئے۔

میدان دہان قلم۔ عقد وسط ابہام یعنی انگوٹھے کی پہلی پور کے مشابہ ہو یا قلم کی گولائی کو تاگے سے ناپ کر اسیقدر میدانِ دہانِ قلم رکھنا چاہیئے۔ نرمی و روشنی بحد اعتدال نگاہ رکھکر حواشی دہان قلم کو ریشہ سے پاک کریں۔ پھر بائیں جانب کی نسبت داہنی جانب کسی قدر زیادہ چھوڑ کر شگاف دیں۔ پشت پر سے قدرے تراش دیں اور پشت پر سے ہی قدرے ترچھا قط بنائیں۔



قلم۔ پہلی اور دوسری جماعتوں کے بچے نیزہ یا برو کے عمدہ قلم کی نزاکت کا احساس نہیں کر سکتے لہٰذا ان جماعتوں میں بانس کی خشک قمچیوں کے قلم بچوں کے استعمال کے لئے موزوں ہونگے۔ جس قط کے قلم سے اسٹینسل یا مصطلحات و جملے وغیرہ تیار کئے جائیں جو بچوں کو نمونتاً خشک قلم پھیرنے کے لئے دیئے جائینگے۔ اسی قط کے بانس کی خشک قمچیوں کے قلم ہر بچہ کیلئے علیحدہ علیحدہ لکھنا سکھانے کا گھنٹہ شروع ہونے سے قبل مدرس تیار رکھے۔ ہر قلم پر کاغذی لیبل لگا کر بچے کا نام بھی لکھ دینا بہتر ہوگا۔ قلم تقسیم کرتے وقت ان کے قطوں کی مزید جانچ کر لی جائے۔

اسٹینسل بچوں سے کاغذ یا تختی پر لکھانے سے قبل خشک قلم سے اسٹینسل پر مشق کرائی جائے تاکہ قلم کی صحیح گرفت بچوں کی سمجھ میں آجائے۔ نیز حروف کی شکلیں بنانیں انگلیوں کی حرکات کی صحیح طریقہ پر تربیت بھی اسی کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ یہ اسٹینسل بھرتے ہوئے یا کھینچے ہوئے

حروف کے ہونے چاہئیں تاکہ قلم کا قط پورا پورا صحیح طریقہ سے اس پر پھیرا جا سکے۔ بامر مجبوری لکھے ہوئے حروف پر بھی خشک قلم پھیرا جا سکتا ہے لیکن اسٹینل کی خوبی پیدا نہ ہو سکے گی۔

لکھے ہوئے حروف کے اسٹینل تیار کرنا

بوٹ بورڈ، پاؤ بھر والی دفتی یا موٹا کاغذ لے کر پہلے اس پر حروف لکھ لئے جائیں۔ اگر مدرس کا خط اچھا نہ ہو تو عمدہ نمونہ کی بیرونی برید کا (Out line) کاربن پیپر کے ذریعہ خاکہ لیا جا سکتا ہے۔ لکھنے کے بعد تیز چاقو کی نوک یا سیفٹی ریزر کے بیکار شدہ بلیڈ سے حروف کو تراش لیا جائے۔ اندرونی برید کے حروف بھی اگر عمدہ تراشے گئے ہوں تو احتیاط سے رکھ لئے جائیں۔ اسٹینل تیار ہو گیا۔ اب اگر دوسری دفتی یا بورڈ پر چپاں کر لیا جائے تو کئی سال تک کام دے سکتا ہے۔

ابھرے ہوئے حروف

(۱) اسٹینل کی اندرونی برید احتیاط سے دفتیوں پر چپاں کر لیجائے۔

(۲) دفتی یا بوٹ بورڈ پر گوند یا سریش کے محلول سے حروف لکھے جائیں اور باریک ریت (بالو) اس پر ڈالتے جائیں۔ خشک ہو جانے کے بعد حروف پر دوبارہ گوند کا قلم پھیر کر سنگ جراحت کا سفوف چھڑک دیا جائے تاکہ حروف کا کھردراپن جاتا رہے۔

چوبی تختیاں

تختی نہایت صاف ہموار سطح اور مضبوط ہونی چاہیئے۔ جماعت اول کیلئے پہلی سہ ماہی میں ان تختیوں پر صرف قلم پانی میں ڈبا کر مشق کرائی جائے۔

کالی تختی۔ ہم نے اپنے بچپن کے زمانہ میں ایسی ہی تختیوں پر مشق کی ہے اس کی تیاری کا طریقہ حسب ذیل ہے۔ مٹی کے تیل کا کاجل جو عموماً گھروں میں چراغ، لیمپ یا قندیل جلانے سے طاقوں وغیرہ میں جمع ہو جاتا ہے اکٹھا کر لیا جائے یا روٹی پکانے کے توے کی سیاہی چھڑا کر جمع کر لی جائے۔ یہ سیاہی تھوڑی مقدار میں چوبی تختی پر ڈال کر قدرے پانی کا چھینٹا دیکر ہاتھ سے تختی پر اچھی طرح مل دی جائے اور سکھا لیا جائے۔ اچھی طرح سوکھ جانے کے بعد ایک پیر سے تختی کو دبا کر بوتل کے پیندے کی نوک سے تختی کو خوب اچھی طرح گھوٹا تختی مثل آئینہ کے چمکنے لگتی ہے۔ اسطرح پوری تختی کو گھوٹ دیا جائے۔ اس تختی پر ہم پنڈول[۱] مٹی کے محلول سے لکھتے تھے۔ جن مقامات پر یہ مٹی دستیاب نہ ہو وہاں

---

[۱] ایک قسم کی سفید مٹی ہے جو یو۔ پی میں کنویں اور تالابوں سے بکثرت نکلتی ہے۔ ہمارے صوبہ میں بھی بعض مقامات پر ملتی ہے۔ مکانات پر بجائے چونے کے اسی مٹی سے سفیدی کی جاتی ہے کیونکہ یہ بہت ارزاں ہے۔

بجھے ہوئے چونے کے محلول یا سپیدہ (Whiting) پانی میں گھول کر اس کے عوض استعمال کیا جا سکتا ہے۔ چونے کے ذرات پانی میں جلد تہ نشین ہو جاتے ہیں اور بار بار ہلانا ہوتا ہے۔ اس دردسری سے بچنے کے لئے محلول میں کپڑے کا ٹکڑا، سن یا بڑے بڑے بالوں کا گچھا وغیرہ ڈال دیا جائے۔ یہ مضمون لکھتے وقت اس قسم کی تختی تیار کرکے میں نے خود چوب کے محلول سے لکھ کر دیکھا ہے۔ سفید حروف کالی تختی پر نہایت عمدہ، دلکش اور دلآویز معلوم ہوتے ہیں۔

اس طریقہ پر عمل کرنے میں بہت کم خرچ ہوتا ہے۔ ملتانی مٹی کی تختی پر سیاہی سے لکھنے میں اوسطاً ایک پیسہ روز کی سیاہی خرچ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا پہلی اور دوسری جماعتوں میں صرف کالی تختیوں پر مشق کرانا بہتر ہوگا۔ مشق کے بعد تختیاں دھو کر بدستور سابق عمل کیا جائے۔

احتیاط۔ کاجل یا توے کی سیاہی تختی کے صرف ایک طرف لگائی جائے؛ کیونکہ یہ رنگ پختہ نہیں ورنہ گھٹنے پر رکھ کر لکھنے میں کپڑے کالے ہونے کا خوف ہے۔ تختی کے کناروں کو بھی صاف رکھا جائے تاکہ جسم سے رگڑتے وقت کپڑوں کو سیاہی نہ لگے۔ طلبہ میں ایک لفظ کو لکھ کر بار بار مٹانے اور پھر لکھنے کی عادت ہوتی ہے۔ اس طرح ان کے ہاتھ غلیظ ہو جاتے ہیں۔ اس طریقہ سے روکا جائے۔

تختی کی تیاری کا دوسرا طریقہ ہے تختی کو اچھی طرح دھو کر زرد ملتانی مٹی جو عموماً بازاریں بکتی ہے بھگو کر تھوڑی سی رگڑ دی جائے اور ہاتھ سے اچھی طرح مل دی جائے۔ خیال رہے کہ زیادہ غلیظ یا گاڑھی نہ ہو ورنہ لکھنے میں سیاہی پھیل جائے گی۔ بہت ہلکی بھی نہ ہو ورنہ سیاہی لکڑی میں جذب ہو جانے کا اندیشہ ہے جس سے تختی خراب ہو جائیگی۔ ایک دو مرتبہ کے تجربہ سے اس کا اندازہ بخوبی ہو جائے گا۔ اچھی طرح سکھا لینے کے بعد اس تختی پر سیاہی سے لکھا جاتا ہے۔

خصوصیات۔ مدرس ایسی تختی پر پنسل یا خشک قلم کی نوک سے نشانات ڈال سکتا ہے۔ حروف کی کرسی کے لیئے اس پر مشق کاپی کی طرح لکیریں (مسطر) کھینچی جا سکتی ہیں۔ بچوں سے جو کچھ لکھانا ہے اس کا نمونہ بھی پنسل یا خشک قلم سے مدرس اس تختی پر لکھ سکتا ہے جس پر طلبہ سیاہی پھیریں گے۔ لہٰذا تیسری اور چوتھی جماعتوں میں اس قسم کی تختی پر مشق کرانا زیادہ مفید ہوگا۔

کاغذ جنگ کی وجہ سے کاغذ گراں اور نایاب تھا. فی الحال بھی تیسری اور چوتھی جماعتوں کے لئے کنٹرول کی کاپیاں ملتی ہیں لیکن اتنی مقدار میں نہیں کہ خوش خطی کی مشق بھی ان پر کی جا سکے لہٰذا خوشخطی کی مشق کے لیئے ردی اخبار کا کاغذ جس پر مطبوعہ باریک حروف ہوں گے استعمال میں لایا جا سکتا ہے. موٹے قلم اور روشنائی سے ردی کاغذ پر نمایاں حروف لکھے جا سکتے ہیں۔

وصلی بنانا وصلی کے لئے موٹا کاغذ یا بوٹ بورڈ انتخاب کرنا چاہیئے. اس پر آہار دیکر سیاہی سے لکھا جا سکتا ہے. بعد ازاں گرم پانی سے دھونے پر آہار کے باعث حروف دھل جائیں گے اور پھر اسی طرح مثل تختی کے وصلی کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

آہار کی ترکیب ۔گیہوں کا آٹا رات کو بھگو دیں، صبح کو شیرہ نکال کر آگ پر قوام کریں. قوام کرتے وقت لکڑی یا چمچہ سے ہلاتے رہیں تاکہ جمنے نہ پائے۔ دوسری شب اس کو سڑا کر قدرے پانی ڈال کر کپڑے میں چھان لیں. آہار تیار ہے. رقت اور غلظت میں معتدل رہے۔

منتخب کاغذ کو کسی سطح چیز پر پھیلا کر ہاتھ سے آہار مثل لئی کے لگائیں سطح ہموار کرنے کے لئے دوسرے کاغذ کو پانی میں بھگو کر وصلی کے کاغذ پر چسپاں کریں اور رگڑ کر علیحدہ کریں. پھر وصلی کو ہوا میں خشک کر کے مہرہ یا بوتل کے پیندے سے اچھی طرح گھوٹ ڈالیں. اسی طرح دوسری جانب بھی آہار دیا جا سکتا ہے. پہلی مرتبہ وصلی پر سات بار آہار دیا جائے اور ہر مرتبہ خشک کر کے گھوٹا جائے. آٹھویں مرتبہ آہار دے کر خشک کرنے اور گھوٹنے کے بعد اس پر سیاہی سے لکھا جائے استعمال کے بعد گرم پانی سے دھو ڈالا جائے. حرف دھل جائیں گے پھر ایک مرتبہ آہار دیکر خشک کرنے اور گھوٹنے کے بعد وصلی استعمال کی جا سکتی ہے. مدتوں مثل تختی کے یہ وصلیاں کام دیتی ہیں۔

سیاہی یا روشنائی روشنائی عموماً بازار میں ملتی ہے چند سہل الحصول نسخے یہاں بھی درج کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) چاول، جوار یا گیہوں کو توے پر جلا کر باریک پیس لیا جائے. اس میں مٹی کے تیل کا کاجل اور تھوڑا سا ببول کا گوند ملا کر خوب محلول کر لیا جائے اور ایک بوتل میں رکھ لیا جائے. بوقتِ ضرورت بچوں کو تھوڑی مقدار میں دی جائے تاکہ گرا کر خراب نہ کریں۔

(۲) دودۂ چراغ یعنی کاجل ۴ ماشہ۔ ہیرا کسیس ۲ تولہ۔ ببول کا گوند ایک تولہ۔ مازو ۶ ماشہ۔ مازو کو جوکوب کرکے ایک سیر پانی میں تین روز تک بھیگا رہنے دیں۔ بعدازاں خوب جوش کریں، جب نصف پانی رہ جائے اس کو کپڑے میں چھان لیا جائے۔ پھر کسیس اور گوند دونوں کو باریک پیکر اس میں حل کرلیا جائے۔ کاجل کو لوہے کی کڑھائی میں ڈال کر اس پر آب مازو کا چھینٹا دے کر لوہے کے دستے یا لکڑی سے مسلسل گھستے رہیں۔ جب خشک ہوجائے پھر آب مازو کا چھینٹا دیں۔ اسی طرح سات روز مسلسل صبح سے شام تک گھستے رہیں۔ بعدہٗ خشک کرکے رکھ چھوڑیں۔ یہ روشنائی بہت صاف، قیمتی، چمکدار اور رواں ہوگی۔

(۳) کاجل ایک حصہ، ببول کا گوند آٹھ حصہ، ببول کے گوند کو بیجا سار کی لکڑی کے پانی میں حل کریں اور کاجل کی موٹے کپڑے میں پوٹلی باندھیں۔ پوٹلی کو تانبے کے بے قلعی برتن میں رکھ کر تھوڑا تھوڑا گوند کا پانی ڈالتے رہیں اور پوٹلی کو ہاتھ سے ملتے رہیں۔ یہ روشنائی ایک دن میں تیار ہوسکتی ہے۔ نہایت عمدہ رنگدار اور چمکیلی ہے۔

اگر مدرسین حضرات نے ان نسخوں کی قدر کی اور فائدہ اٹھایا تو ان کے طلب کرنے پر ہم اور بھی بہت سے قدیم نسخے سیاہی بنانے کے ان کی خدمت میں پیش کرسکتے ہیں۔

دل چسپی کے کھیل

غیر مرئی روشنائی ۔ غیر مرئی روشنائی سے عام طور پر وہ روشنائی مُراد ہے جس کی تحریر بظاہر عام طور پر نظر نہیں آتی مگر خاص ترکیبوں سے نظر آتی ہے۔ بچوں کے لئے دلچسپی پیدا کرنے کا یہ بہترین مشغلہ ہے۔ گویا مدرس بچوں کو ایک طرح کا جادو سکھا رہا ہے۔ بچے اس طریقے سے بہت دلچسپی لیں گے اور غیر مرئی روشنائی سے لکھ کر ہر شخص کو اپنا کمال دکھلاتے پھریں گے۔

(۱) دودھ میں تھوڑا سا نوسادر ملا کر کاغذ پہ لکھیں حرف ظاہر نہ ہوں گے۔ آگ دکھلانے سے خطِ سیاہ ظاہر ہوگا۔

(۲) پیاز کے عرق سے لکھ کر آگ دکھلانے سے خط سبز ظاہر ہو گا۔
(۳) لیمو کے عرق سے لکھ کر آگ دکھلانے سے خط زرد ظاہر ہو گا۔
(۴) نارنگی کے عرق سے لکھ کر آگ دکھلانے سے خط سُرخ ظاہر ہو گا۔
(۵) خالص دودھ سے لکھ کر آگ دکھلانے سے خط زرد ظاہر ہو گا۔
(۶) نوشادر کے پانی سے لکھیں۔ آکھ کے دودھ سے لکھیں۔ مازو یا کسیس سے لکھیں حرف ظاہر نہ ہوں گے۔ آگ دکھلانے سے ظاہر ہوں گے۔ پانی میں بھگونے سے خط سیاہ ظاہر ہو گا
(۷) گندھک کا تیزاب قدرے پانی میں ڈال کر لکھیں آگ دکھلانے سے تحریر نمایاں ہوگی۔
(۸) نوشادر اور نیلا تھوتھا ہموزن پیس کر پانی میں اتنا حل کریں کہ کاغذ پر تحریر نمایاں نہ ہو۔ گرم کرنے سے حروف صاف پڑھے جائیں گے۔
(۹) پیاز کا پانی، ہلدی، نیل، مازو، مجیٹھ، سجی کسی بھی چیز کے محلول سے لکھ کر آگ دکھلانے سے حروف ظاہر ہوں گے۔
(۱۰) کوبالٹ کلورائڈ۔ گلابی رنگ کا مرکب ہے اسے پانی میں گھول کر رکھ لیا جائے گلابی رنگ کی روشنائی ہوگی۔ اس روشنائی سے سفید کاغذ پر لکھو خشک ہونے پر حرف نظر نہ آئیں گے گرم کرنے پر سبز خط ظاہر ہو گا۔ اب اگر تحریر محو کرنا ہو تو کاغذ کی پشت پر گیلا کپڑا بھگو کر پھیر دو تحریر غائب ہو جائے گی۔ گرم کرنے کے بعد پھر ظاہر ہو گی۔ نمی پہنچانے پر پھر غائب ہو جائیگی اسی طرح جتنی بار چاہو کیا جا سکتا ہے۔

سفید حرف لکھنے کی ترکیب

سید انشاءاللہ خاں نے اس ترکیب کو نظم کیا ہے۔ قطعہ:۔

گڑ سے لکھے جو ایک وصلی پر   اور سکھلا دے لفظ اے پیارے
کوئلے سے ملے یہ وصلی کو   کہ وہ کالے ہوں حرف بھی سارے

رکھ کے وہ وصلی ایک تختہ پر چھینٹے پانی کے خوب سے مارے
ساتھ ہی اس عمل کے اے انشاؔ نکل آئیں گے حرف جوں تارے

(نوٹ) وصلی کا ہونا ضروری نہیں۔ سفید کاغذ پر بھی گڑ سے لکھ کر خشک ہو جانے پر توے کا کاجل وغیرہ اس پر مل دیا جائے اور پانی کے چھینٹے دیئے جائیں نہایت صاف شفاف، عمدہ اور سفید براق حروف ظاہر ہوتے ہیں۔ بچوں میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے بہترین قسم کا مشغلہ ہے اور صرف کوئی خرچ نہیں۔ (نمونہ کے لئے سرورق ہم نے اسی طریقہ پر لکھا ہے)

ابری بنانا

پہلی جماعت کی پہلی سہ ماہی میں بچوں سے لکھنا سکھانے کے گھنٹے میں آم، جام یا دیگر اشیاء کی تصویریں کٹوانا ہم نے اس مضمون کی تکمیل کے حصہ میں پیش کیا ہے۔ ان تصاویر کے اسٹینسل رنگین گھوٹواں کاغذ اور پنسل بچوں کو دیکر ان سے خاکے کھینچنے کو کہا جائے۔ بعد ازاں ان خاکوں کو قینچی سے بچوں ہی کے ہاتھ سے کٹوانا چاہیئے۔ رنگین گھوٹواں کاغذ مجلس انتظامیہ کی طرف سے ملتا ہے۔ اگر نہ مل سکے تو مدرس حسب ذیل طریقہ پر ابری تیار کرے۔

ضروری سامان۔ (۱) مٹی کا معمولی رنگ گھولا ہوا (۲) کاغذ (۳) پتلی لئی (۴) ایک انچ چوڑے دو عدد برش۔

کاغذ کو کسی مسطح چیز پر پھیلا کر برش[۱] سے لئی لگا دو بعد ازاں برش[۲] سے اس پر رنگ پھیر دیا جائے سوکھ جانے پر ابری تیار ہے۔ قدرے موم رگڑ کر اگر بوتل کے پیندے سے اسے گھونٹ دیا جائے تو خاصی چمک بھی پیدا ہو جائے گی۔ معمولی طریقہ سے کاغذ رنگ کر بھی یہ کام لیا جا سکتا ہے لیکن ابری کی خوبی پیدا نہ ہو گی۔

جماعت اوّل پہلی سہ ماہی

مقاصد۔ (۱) طلبا میں لکھنا سیکھنے کی اُمنگ پیدا کرنا۔

(۲) گرفت قلم سکھلانا۔

(۳) معمولی جملوں کی نقل کرنا۔

ضروری سامان :۔

(۱) تقریباً سولہ صفحہ کی ایک کاپی۔ ہر بچہ کے لئے ایک اور مدرس کی ایک علیٰحدہ۔

یہ کاپی سادے کاغذ، براؤن پیپر یا بامر مجبوری ردّی کاغذ سے تیار کی جاسکتی ہے۔ میں نے تجربہ کیا ہے کہ انگریزی اخبارات کے ردّی کاغذ (جن پر چھوٹے حروف چھپے ہوئے ہوں) پر موٹے قلم اور سیاہی سے لکھے ہوئے جملے پڑھے جاسکتے ہیں اور خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔

(۲) بڑی سائز کے لفافے جو براؤن پیپر اور ردّی کاغذ سے تیار کئے جاسکتے ہیں (تیار کرنے کی ترکیب کے لئے دیکھو بہارستان مارچ ۱۹۴۵ء صفحہ ۲۱ سے ۲۶ تک) بہتر ہے کہ ہر بچّہ کے لئے ایک علیٰحدہ لفافہ ہو ورنہ کم از کم ہر فریق کے لئے ایک ہونا لازمی ہے۔

(۳) سلیٹ یا تختیاں۔

(۴) بانس کی خشک کھچیوں کے موٹے قلم ہر بچہ کے لئے ایک

(۵) گوند یا لئی۔

(۶) چھوٹی قینچیاں ہر بچہ کے لئے ایک ورنہ کم از کم ہر فریق کے لئے ایک۔

(۷) گھوٹواں کاغذ جو عموماً بازار میں ملتا ہے۔ ورنہ مدرس خود ابری تیار کرے۔ ابری بنانیکی ترکیب اسباب کتابت میں گزرچکی ہے۔

(۸) کارڈ بورڈ یا بوٹ بورڈ کے اسٹنسل۔

(i) پھلوں کی تصاویر۔ مثلاً آم، جام، کیلا وغیرہ۔

(ii) جملوں کے اسٹنسل مثلاً یہ اکبر ہے، یہ آم ہے، یہ جام ہے، یہ گھر ہے۔ (تیار کرنے کی ترکیب ترکیب کے لئے اسباب کتابت)

طریق عمل ۔(۱) جملاتی طریقہ سے تعلیم دینے کی دوسری منزل تک مدرس مندرجہ بالا سامان تیار کرلے اور طلبہ کو تصاویر۔ ماچس کے لیبل۔ سگریٹ کے خول۔ ردی ٹکٹ وغیرہ لانے کا حکم دے۔

انھیں لفافوں میں جمع کیا جائے۔ مدرس خود بھی اپنے کام کی تصاویر یہ انگریزی اخبارات خصوصاً "The Illustrated weekly of India." سے جمع کرتا رہے۔

(۲) بچوں سے تصاویر کٹوائی جائیں۔ مدرس خود بھی اس کام میں بچوں کا شریک رہے اور لفافوں میں احتیاط سے رکھ لی جائیں۔

لکھنا سکھانے کی پہلی منزل

کھیل ۱ مدرس تختہ سیاہ پر گائے یا کسی جانور کی تصویر بنائے۔ بناتے وقت دُم کا حصہ چھوڑ دے۔ طلبہ سے کہا جائے "ہم نے یہ گائے کی تصویر بنائی ہے۔ اس کی دُم بھول گئے۔ اب تم اسکی دُم بنادو۔

طریق عمل ۔ مدرس باری باری سے ایک ایک بچہ کو بلا کر اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دے اور ہاتھ میں چاک اسٹک دے کر کہے کہ "دُم بناؤ۔"

کوئی بچہ تصویر کے منہ پر قلم پھیر دے گا، کوئی پیٹھ پر، کوئی پیٹ پر، کوئی سینگوں پر۔ کوئی ٹانگوں میں دُم لگائے گا کوئی نتھنوں میں غرض بہت دلچسپی اور خوش مزاجی رہے گی۔ طلبہ اس کھیل سے نہایت خوش ہوں گے۔ اس طرح ہاتھ سے لکیریں کھینچنے کی مشق طلبہ کو ہوتی رہے گی۔

(نوٹ) مدرسین اسی قسم کے اور بھی خود ساختہ کھیل طلبہ کو کھلا سکتے ہیں۔

۲۔ پھلوں کو اسٹینسل طلبہ کو تقسیم کرکے سلیٹوں پر ان کے خاکے کھینچنے کی مشق کرائی جائے۔

۳۔ کاغذ پر بذریعہ اسٹینسل خاکے کھینچنے کی مشق کرائی جائے اور طلبہ سے ان خاکوں میں رنگ بھرنے کو کہا جائے۔

۴۔ بچوں کو گھوڑا، اونٹ، کاغذ اور پھلوں کے اسٹینسل دیکر پنسل کے ذریعہ ان کی بیرون برید (Out line) تیار کرائے۔ پھر قینچی سے بیروں برید (Out line) تراشنے کا حکم دیا جائے۔

اس طرح بچوں کو آڑے، ترچھے، گول، بیضاوی، مربع و مثلث نما خطوط کھینچنے کی مشق ہوتی رہے گی۔ تصاویر، لیبل اور پھلوں کے تراشے وغیرہ سب نہایت احتیاط سے لفافوں میں جمع کرکے رکھ لئے جائیں۔

لکھنا سکھانے کی دوسری منزل

(۱) بچوں کو اپنے نام سے خاص اُنسیت ہوتی ہے صفائی کے چارٹ پہلی جماعتوں میں تیار ہیں ہر بچہ اپنے نام کا ٹکٹ بذات خود روزانہ اس پر آویزاں کرتا ہے۔ تین چار روز میں قدرتی طور پر ان کے دماغ میں اپنے اپنے نام کے دُھندلے نقوش جم جائیں گے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ خود بھی ٹکٹ کو دیکھ کر اپنا نام لکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب بچہ میں یہ احساس پیدا ہو جائے تو مدرس اس سے فوراً فائدہ اٹھائے اور ٹکٹ پر خشک قلم پھیرنے کی مشق کرائے۔

(۲) مدرس کے پاس کاپیاں تیار ہیں جن پر مدرس لیبل لگا کر خود اپنے قلم سے لکھے "یہ انور کی کتاب ہے"۔ لفظ انور کی جگہ ہر بچے کا مختصر نام ہو مثلاً کسی کا نام محمد انور ہے تو صرف انور کافی ہوگا۔ بہتر ہو گا کہ صرف نام سرخی سے اور باقی عبارت سیاہی سے لکھے تاکہ بچوں کو شناخت میں آسانی ہو۔

(i) بچے اپنے لکھے ہوئے نام پر خشک قلم پھیریں۔

(ii) انگلی سے ریت پر ویسا ہی لکھنے کی مشق کریں۔

(iii) ہوا میں انگلی پھیر کر ویسا ہی لکھنے کی مشق کریں۔

(iv) زمین پر انگلی یا لکڑی سے لکھنے کی مشق کریں۔

(v) سلیٹ پر سلیٹ پنسل سے لکھنے کی مشق کریں۔

(vi) تختی یا سلیٹ پر بانس کا قلم پانی میں ڈبا کر لکھنے کی مشق کریں۔

(vii) اور بھی کئی طرح مشق کی جا سکتی ہے یہی گرفت قلم کی بنیاد ہو گی۔

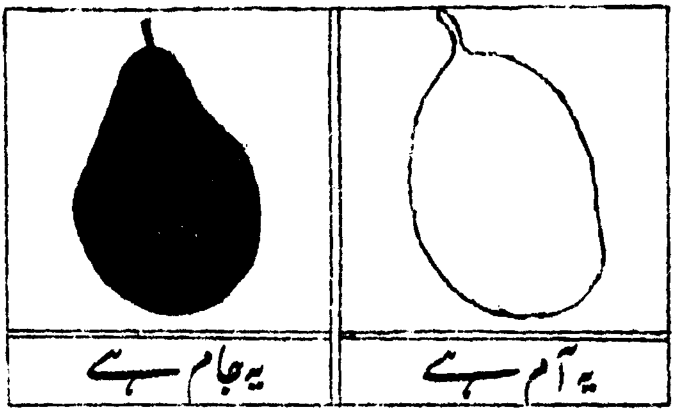
لکھنا سکھانے کی تیسری منزل

لفافوں میں جمع کی ہوئی تصاویر اور عکسی خاکے جو طلبہ سے کٹوائے گئے ہیں ان میں سے حسب ضرورت منتخب کر کے بچوں کو دی جائیں۔ بڑی تصاویر ہر صفحہ پر ایک اور چھوٹی چار کاپیوں پر فاصلہ کا لحاظ رکھتے ہوئے دور دور چسپاں کرنے کو کہا جائے۔ مدرس خود بھی اپنی کاپی پر بچوں کے ساتھ بیٹھ کر

تصاویر چسپاں کرے۔

بچّوں کی کاپیوں کے نمونے

دوسرا صفحہ



بچے اپنی کاپیوں پر صرف تصاویر چسپاں کریں گے لیکن مدرس اپنی کاپی پر تصاویر کے ساتھ ساتھ متعلقہ جملے بھی لکھتا جائے گا۔ اس طرح مدرس کئی کاپیاں بنائے۔ مثلاً "جانوروں کی کتاب" "درختوں کی کتاب" "کہانیوں کی کتاب"۔ مدرس کی یہ کاپیاں بچوں کی لائبریری کے ذخیرہ کا کام دے سکتی ہیں۔

مدرس کو ہر تصویر کے نیچے متعلقہ جملے لکھتے ہوئے دیکھ کہ بچوں میں بھی احساس پیدا ہوگا کہ ہم بھی اپنی کتابوں میں تصاویر کے نیچے لکھیں۔ یہ احساس چوتھی منزل کی بنیاد ہے۔

لکھنا سکھانے کی چوتھی منزل

بچّوں سے تصاویر کے نیچے جو جملے لکھانا ہیں مثلاً (۱) "یہ آم ہے" (۲) "یہ جام ہے" وغیرہ ان جملوں کے اسٹینسل پہلے سے تیار رہیں۔

(۱) بچّوں میں بانس کے قلم اور اسٹینسل تقسیم کرکے "خلا" میں خشک قلم پھیرنے کو کہا جائے۔ اسٹینسل نہ ہوں تو لکھے ہوئے جملوں پر بھی قلم پھیرا جا سکتا ہے۔

(ii) مدرس بچوں کے سامنے اسی جملے کو تختۂ سیاہ پر تین انچ بلند حرفوں میں لکھے اور تشریح کرے تاکہ الفاظ و حروف کی صحیح بناوٹ کا طلبہ کو علم ہو جائے۔

(iii) طلبہ باری باری سے تختۂ سیاہ پر لکھے ہوئے جملے پر انگلی یا چاک قلم پھیریں۔

(iv) ریت میں اسی جملے کی مشق کریں۔

(v) ہوا میں اسی جملے کے لکھنے کی مشق کریں۔

(vi) زمین یا فرش پر انگلی، لکڑی، چاک سلیٹ پنسل وغیرہ سے اس جملے کی مشق کرائی جائے۔

(vii) سلیٹ پنسل سے سلیٹ پر لکھنے کی مشق کرائی جائے۔

(viii) سلیٹ یا تختی پر بانس کا قلم پانی میں ڈبا کر لکھیں۔

(ix) اچھی طرح مشق ہو جانے کے بعد تصویر کے نیچے سیاہی سے اسی جملے کو لکھدیں۔

تین ماہ تک اسی طرح مختلف جملوں کی مشق جاری رہے اور تصاویر کے نیچے بچوں سے جملے لکھائے جائیں۔ یہ کتاب گویا ہر بچے کی اپنی تصنیف ہے۔ بروقت معائنہ افسران کے سامنے پیش کیجا سکتی ہے۔ بچوں سے یہ امید رکھنا فضول ہے کہ وہ اس کتاب کو بہترین آرٹسٹ کی طرح تیار کریں گے۔ مدرس کی نگرانی میں حتی الامکان داغ دھبوں سے محفوظ رہ سکے تو اچھا ہے بعض طلبہ فطرتاً صفائی پسند ہوتے ہیں۔ بعض ذہین الطبع، ایسے بچے دیگر بچوں کی بہ نسبت کچھ اچھے پیمانہ پر کتابیں تیار کریں گے۔ صاف اور شستہ کتابیں بھی بچوں کی لائبریری کے ذخیرہ کا کام دے سکتی ہیں۔ ایسے بچوں کی کتابیں لائبریری میں رکھ لی جائیں اور لائبریری فنڈ سے ان بچوں کو قیمت بطور انعام دی جائے۔

میں نے تجربہ کیا ہے کہ بچے اس اپنی تیار شدہ کتاب سے بہت محبت کرتے ہیں اور کسی قیمت پر دینے کو راضی نہیں ہوتے۔ میرا بھانجا حامد احمد خاں (جو اس وقت انگریزی دوسری جماعت میں تعلیم پا رہا ہے) جس نے آج سے چھ سال قبل میرے زیر نگرانی پہلی جماعت میں تعلیم پائی ہے چند روز ہوئے میں نے اس کے بستہ کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ یہ کتاب ابتک اسکے پاس موجود تھی۔ میرے لینے پر اس نے گھر میں ماتم مچا دیا۔ مجبوراً مجھے اسکی کتاب واپس کرنا پڑی۔

جانچ پہلی جماعت کی پہلی سہ ماہی میں تحریر کا مقصد بچوں کو صرف شوق دلانا اور آئندہ کیلئے ہموار کرنا ہے۔ اس سہ ماہی میں باقاعدہ طور پر جانچ نہیں لی جاتی۔ تاہم مدرس اپنے اطمینان کے لئے بذریعہ تصویر خوانی (Picture reading) جانچ لے سکتا ہے۔

پہلی جماعت۔ دوسری سہ ماہی

مقاصد (۱) گرفت قلم کا صحیح احساس طلبا میں پیدا کرنا۔

(۲) صحت و صفائی سے لکھنے کی امنگ پیدا کرنا

(۳) پڑھے ہوئے جملوں کی نقل کرنا۔

ضروری سامان طلبہ جن جملوں کو پڑھ چکے ہیں پہلی سہ ماہی کے مطابق ان جملوں کا سامان تیار کیا جائے۔ پہلی سہ ماہی میں جن طلبہ کی کتابیں لائبریری کے ذخیرہ کے لئے انتخاب میں آچکی ہیں اس سے طلبہ میں رشک کا مادہ پیدا کیا جائے بہتر ہوگا کہ اس سہ ماہی میں طلبہ کے لئے سادے کاغذ کی کاپیاں تیار کی جائیں جو دوسری سہ ماہی کا معیار ترقی ہوگا۔

طریق عمل کے لئے کتاب جماعتی طریقہ (از۔ م سلیم عبداللہ) صفحہ ۱۱۵ سے ۱۲۰ تک اور صفحہ ۱۳۸ سے ۱۴۸ تک مدرس کے لئے مشعل ہدایت کا کام دے سکتی ہے جس کا یہاں بیان کرنا تضیع اوقات ہوگا۔

نمی رویم براہے کہ کارواں رفت است

اس سہ ماہی میں کم از کم قاعدہ ختم ہو کر پہلی کتاب شروع ہو جانا چاہیئے۔ جانچ کے طریقے بھی قاعدہ اور پہلی کتاب میں بطریق فٹ نوٹ درج ہیں ان پر عمل کیا جائے اور ریکارڈ رکھا جائے۔ اس طرح پڑھے ہوئے جملوں کی مشق ہوتی رہے گی۔ صحت و صفائی، گرفت قلم اور خوش خطی کی عادت پیدا کرنے کے لئے اس سہ ماہی میں تختی کا استعمال شروع کرا دیا جائے۔ تختی کی تیاری وغیرہ کے لئے اسباب کتابت ملاحظہ فرما-

خوبی تحریر یا خوشخطی کا نصاب

مصطلحات

نقطہ جات :-

سبق ۱ مربع نقطہ • سبق ۲ دالی نقطہ • سبق ۳ عینی نقطہ • سبق ۴ خمیدہ نقطہ
سبق ۵ مدور نقطہ

خطوط :-

سبق ۶ کھڑا خط - سبق ۷ آڑا خط - سبق ۸ اونچے سر کا آڑا خط
سبق ۹ ترچھا خط - سبق ۱۰ داہنی طرف نوک والا آڑا خط -
سبق ۱۱ بائیں طرف نوک والا آڑا خط - سبق ۱۲ داہنی طرف اوپر کو اور بائیں طرف نیچے کو نوک والا خط - سبق ۱۳ گردنی خط - سبق ۱۴ منقاری خط

دائرے :-

سبق ۱۵ الٹا دائرہ سبق ۱۶ سیدھا دائرہ

دندانے :-

سبق ۱۷ دندانہ - سبق ۱۸ سبق ۱۹ موٹا دندانہ -
سبق ۲۰ شوشہ دار دندانہ -

طریق عمل مصطلحات کے بیس اسباق ہیں - یہ حروف کے اجزا ہیں اگر ان کی مشق بچوں کو کافی طور پر کرا دی گئی تو سمجھ لیجئے کہ انھیں خوشخطی آ گئی - دفتیوں وغیرہ پر نمونے کے مطابق اسٹینسل تیار کر لئے جائیں اور اسی قط کے قلم سے

(ہر بچہ کے لئے ایک قلم علیٰحدہ ہونا چاہیئے) طلبہ میں قلم اور نمونے تقسیم کر دیئے جائیں طلبہ ان اشکال پر خشک قلم پھیریں تاکہ گرفت قلم کا انھیں صحیح انداز آجائے۔

(ii) ریت پر ان اشکال کی مشق کریں (iii) ہوا میں مشق کریں (iv) نمونے کے مطابق تختیوں پر ایک سطر لکھ کر مدرس کو دکھلائیں (v) دوسری سطر مدرس خود بطور نمونہ لکھے (vi) طلبہ مدرس کی لکھی ہوئی سطر پر خشک قلم پھیریں۔ (vii) بعد ازاں تیسری سطر طلبہ خود لکھیں اور مدرس کو دکھائیں۔

یادداشت کے لئے مدرس حسب ذیل طریقہ پر ایک چارٹ تیار کرے جس طالب علم کو جس سبق کی مشق اچھی طرح ہو جائے اس کے نام سامنے اسی نمبر پر نشان ✓ لگا دے بعد ازاں دوسرے سبق کی مشق کرائے اس طرح ہر لڑکے سے پورے بیس اسباق کی مشق کرانا چاہیئے۔

نقشہ یادداشت مصطلحات جماعت اول دوسری سہ ماہی

نمبر	نام طلبہ	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	کیفیت
۱	عبدالرشید					✓							✓									
۲	عمر خاں										✓				✓							

(نوٹ) تیسری اور چوتھی سہ ماہی میں بھی حروف وغیرہ کی مشق کراتے وقت اسی قسم کا تختۂ یادداشت تیار کیا جائے۔

جماعت اوّل تیسری سہ ماہی

دوسری سہ ماہی میں طلبہ قاعدہ ختم کر لینے کے بعد پہلی کتاب شروع کر دیتے ہیں۔ جملاتی طریقہ سے تعلیم جاری رکھتے ہوئے حروف تہجی کلی طور پر تیسری سہ ماہی کے شروع میں بچّے اچھی پہچاننے اور سمجھنے لگتے ہیں۔ جملوں کی نقل پہلی اور دوسری سہ ماہی کے

مطابق یہاں بھی جاری رکھنا چاہیئے اور جانچ کے طریقوں پر پورا پورا عمل کرنا چاہیئے۔

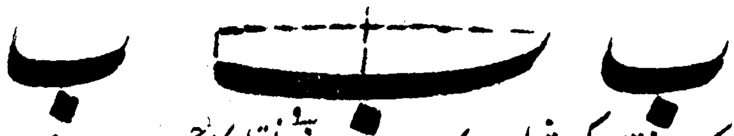
خوشخطی کی تعلیم کا نصاب

حروف تہجی۔ پہلا گروپ



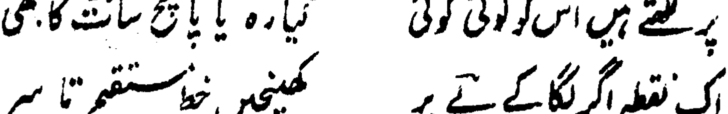
شعر:۔ لکھ تین نقطہ کا تو الف کو — لیکن وہ تمام یک قلم ہو

مصطلحات میں کھڑا خط سکھایا جا چکا ہے وہی الف ہے۔



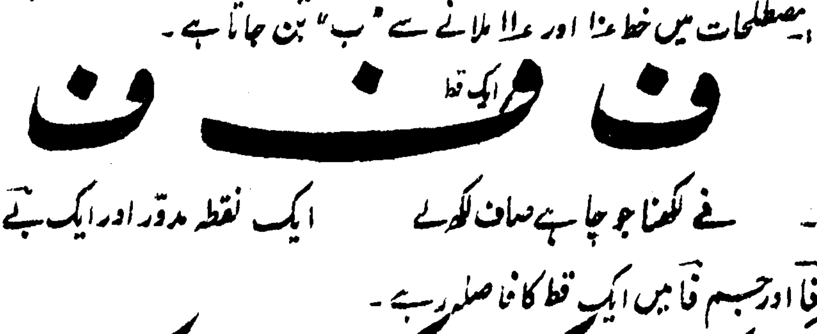
نظم:۔
اک نقطہ کی مثال بے کا سر — نو نقطے کا جسم اسے ہنرور
پر لکھتے ہیں اس کو کوئی کوئی — گیارہ یا پانچ سات کا بھی
اک نقطہ اگر لگا کے بے پر — کھینچیں خط مستقیم تا سر
ہو وسط میں فرق ڈیڑھ قط کا — پیر، سر سے ہو ایک نقطہ نیچا

نوٹ:۔ مصطلحات میں خط نمبر ۱ اور نمبر ۱۱ ملانے سے "ب" بن جاتا ہے۔



شعر:۔ فے لکھنا جو چاہے صاف لکھ لے — ایک نقطہ مدور اور ایک بے

سر فا اور جسم فا میں ایک قط کا فاصلہ رہے۔



اب کاف کی مجھ سے سن لے تو اصل — کردے تو الف میں ایک بے وصل

مرکز بنانا۔

مرکز بھی کاف پہ لگا یوں — ہو تیر نشانہ پہ لگا جوں
اور پانچ نقطہ کا اس کا ہو طول — پہ چار سے کم نہیں ہے مقبول

بچے حروف کی بناوٹ کے اشعار پڑھتے جائیں اور حروف کی اشکال کی مشق کرتے جائیں۔

دوسرا گروپ:۔ ے اور یائے دراز لے ہنرور۔ اک لے سے ہی وصل بنا کر

ر ز ر

رے کو جو لکھ تو لکھ فتادہ — دو نقطہ سے پر نہ ہو زیادہ

د ذ د

ہے دال کی اصل اے خردمند — اک نقطہ سے حرف رے کا پیوند

و و و

اب واو کا ذکر مجھ سے سن لے — ایک نقطہ مدور اور ایک رے

ہ ہ ہ

سن قاعدہ تو لکھے اگر ہے — اک نقطہ لگا کے گول کر دے

ط ط ط

لکھنا منظور طوئے اگر ہو — لکھ دے سر صاد پہ الف کو

تیسرا گروپ:۔

ں ن

چھ نقطے ہیں حرف نون کی تعداد — تفصیل اس کی بھی سن کے رکھ یاد
دو نقطہ کا سر ہو دو کی گردن — اور دو ہی نقطہ کا اس کا دامن

گر اس میں ملائیں جیم کا سر ہو جیم کا ظاہر اس سے پیکر

ں ل ا

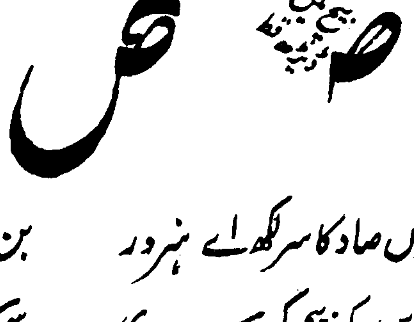
سُن لام کا قاعدہ مجھ سے اب ہے دائرہ باالف مرکب

ں ق ٥

سُن قاف کا قاعدہ بتاؤں اک نقطۂ مدور اور اک نون

ں س ّ ّ

دندانۂ سین ایک قط ہو لکھ اس سے کشادہ دوسرے کو
آرے کی سی شکل اسکی ہوئے اک دائرہ اس میں پھر ملادے



یوں صاد کا سر لکھ اے ہنرور بن جائے نگوں بھی صاد کا سر
اور اس کے بیچ کی سپیدی ہو شکل پہ تخم خربزہ کی



لکھے جو تو شین کی کشش یار | ہے گیارہ نقاط اس کی مقدار
کھینچیں خط مستقیم تو صاف | دکھلائے شکل قوس نداف
پر کہتے ہیں بعض یوں خردمند | اک مرکز و نصف تے ہے پیوند
سر ہوئے کشش کا اس طرح کا | شکل سر یا ہو جس سے پیدا



تین نقطے ہیں تے کے سر کی تعداد | ایک نقطہ ہے گردن اسکی رکھ یاد
گردن کو لکھ اس کی اس طرح سے | دو دال عیاں ہوں جس طرح سے
یوں یا کو لکھ اگر ہے دانا | ہو یائے نگوں بھی اس سے پیدا

چوتھا گروپ :-



سر جیم کا دو نقطہ ہے اے پُرفن | اور تین نقط کی ہے اسکی گردن
مقدار تن اب بتاؤں اس کی | دو نقطہ نزولی دو صعودی
پر سطح ہو تین نقطہ اے یار | اب اتنی ہے اور اس میں تکرار
خط سر سے ملا اگر کھڑا ہو | ہووے وہ مماس دائرے کو
اور گردن و سر ہیں باہم | اک قط کا ہو فرق بیش نہ کم

دائرہ :-

ہے دائرہ اے عزیز دو قسم | دونوں کے مجھ سے سن لے اب اسم
اول تو ہے بیضوی مری جاں | اور دوسرے آفتابی پہچان

نوٹ: مصطلحات کے خط منقاری کے ساتھ الٹا دائرہ بنا دو بس جیم بن گیا

ع

سر عین کا لکھتے ہیں سب اُستاد یوں جس سے کہ بن سکے سرِ صاد
تین نقطہ کی اسکی ہے لکھی اصل پھر دائرہ جیم کا تو کر وصل

(نوٹ) عینی نقطہ کی اوپری نوک قدرے بڑھاکر گردنی خط اور الٹا دائرہ وصل کردو بس ع بن گیا۔

م

ایک نقطہ کا لکھ تو میم کا سر گردن اس کی دو نقطہ ہو پھر
پھر ایک الف ملادے اس سے اور ایک لطیفہ مجھ سے سُن لے
گردن میں خم اس طرح کا ہوئے اک لام نگوں بن آئے اس سے

ھ

اور ہا کی جو ایک شکل دیگر لکھتے ہیں خوشنویس اکثر
مفرد وہ نہیں وہ ہے مرکب اشکال ہیں ہا کی مختلف سب

(نوٹ) یہ شکل مرکب ہے ھ شکل بنا سرِ صاد اور سرِ طا اور کشش شین ملادو اور آخری حصہ کی نوک نیچے کی طرف نکال دو۔

ہم شکل حروف جتنے ہیں اور لکھنے کا سبھوں کے ایک ہے طور

(نوٹ) حروف کی بناوٹ کے متعلق اشعار ملک کے بہترین کاتب پروین کی نظم پروین سے اقتباس کئے ہیں۔ مدرسین مشکل الفاظ تبدیل کرکے ان کو اور آسان کر سکتے ہیں۔ میں نے بھی بعض مقامات پر تبدیلی کی ہے۔

خوشخطی کی مشق کے ساتھ ساتھ جملوں کی مشق بھی نصاب کے مطابق جاری رہے۔ دلچسپی کے لئے کھیل، غیر مرئی روشنائی، سفید حروف لکھنا وغیرہ جن کا بیان اسباب کتابت میں گذر چکا ہے، مدرس حسب موقع شامل کرسکتا ہے۔ کھیل کے بہت سے طریق کتاب جماعتی طریقہ اور کتاب ہدایت میں درج ہیں۔

جماعت اوّل ۔ چوتھی سہ ماہی

جب بچوں کو حروف تہجی کی شکلیں بنانی آجائیں چوتھی سہ ماہی میں باقاعدہ مسطر اور کرسی کھینچ کر حسب ذیل طریقہ سے حروف تہجی کی مشق کرائی جائے۔ مسطر اور کرسی کے لئے معمولی سفید کاغذ، ردی کاغذ یا ملتانی مٹی سے تیار کی ہوئی تختی کام دے سکتی ہے۔ تختہ سیاہ پر مدرس مسطر اور کرسی کھینچ کر حروف کے نمونے بچوں کے سامنے لکھے۔ روزانہ کی مشق کے لئے ایک عمدہ کاغذ پر چارٹ کی شکل میں ان حروف کو تیار کرلے اور کمرہ جماعت میں آویزاں رکھے۔



نشست وکرسی حروف کی تشریح:۔ حروف تین نالیوں کے درمیان لکھے جاتے ہیں۔ پہلی نالی تین قط کی دوسری ڈھائی قط کی اور تیسری بھی ڈھائی قط کی ہونی چاہیئے۔ اصطلاح خوشنویسی میں تمام حروف وغیرہ قط ہی سے ناپے جاتے ہیں جس کا فائدہ ظاہر ہے کہ جلی سے جلی اور خفی سے خفی (یعنی موٹے سے موٹے اور باریک سے باریک) حروف یکساں طور پر لکھے جائیں۔ نشست وکرسی۔ حروف کی نالیاں بھی جس قلم سے لکھنا ہو اسی کے قط سے ناپ کر رکھنا چاہیئے۔ بعد ازاں اس نمونے کے مطابق ان نالیوں کے درمیان لکھنا چاہیئے۔

جماعت دوم

پہلی سہ ماہی :- "ب" اور "ج" کے مرکبات

طلبہ کو فہمائش کی جائے کہ مرکب الفاظ میں تقریباً ہر حرف کی تین شکلیں ہوتی ہیں :-
(۱) ابتدائی یا شروع کی (۲) درمیانی یا بیچ کی (۳) آخری یہ شکل عموماً تمام حروف کی پوری پوری ہوتی ہے جیسا کہ حروف تہجی کی تقطیع میں مشق کی گئی ہے۔

ب پ ٹ ت ث ن ی ے یہ حروف لفظ کے آخر میں صرف پوری شکل پر لکھے جاتے ہیں۔ ابتدا اور درمیان میں سب کی شکلیں یکساں ہو جاتی ہیں۔ صرف نقطے یا "ط" سے ان کا فرق پہچانا جاتا ہے۔ لہذا اگر **ب** کی ابتدائی اور درمیانی شکلیں لکھنے کی اچھی طرح مشق ہوگئی تو سمجھ لیجئے کہ ان تمام حروف کی مشق ہوگئی۔

"ب" ابتدا میں حسب ذیل شکلیں بدلکر دیگر حروف سے ملتا ہے

۶	۵	۴	۳	۲	۱
بہ	بہ	بہ	بر	بہ	با
قلم کی نوک سے تقریباً نصف قط	کھڑے قلم سے نون کی کرسی مانند	نصف قط سر۔	مانند سرا۔	مانند چھوٹا مرکز۔	بقلم خفی

پورے قط سے — بشکل دال

(۱) شکل ۱ ا، د، ک، گ، ل اور لا سے ملتی ہے **با بد بک بگ بل بلا**
(۲) شکل ۲ ب، پ، ت، ٹ، ث سے ملتی ہے۔ **بب، بت، بٹ** وغیرہ
(۳) شکل ۳ ج، چ، خ سے ملتی ہے۔ **بج، بچ، بح، بخ**
(۴) شکل ۴ م اور ھ سے ملتی ہے۔ **بم، بھ**
(۵) شکل ۵ "ر" سے ملتی ہے۔ **بر، بر**
(۶) شکل ۶ س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق اور ے
بس، بش، بص، بط، بع، بف، بق، بے

(۷) شکل ۷ بقلم خفی نون اور پورے قط سے "ہ" میں ملتی ہے بن ، بہ

(۸) شکل ۸ ۔ "ی" سے ملتی ہے۔ بی

"ب" درمیان میں حسب ذیل شکلیں بدل کر ملتا ہے۔

(۱) شکل ۱ ہر ربا قبا (۲) شکل ۵ ہ ۔ مرقبر (۳) سبب

(۴) شکل ۴ ر کبھی کبھی

"ب" آخر میں اپنی اصلی شکل پر قائم رہتا ہے دیگر حروف مناسبت سے آکر اس میں مل جاتے ہیں۔ بب ۔ جب ۔ سب



"ب" کے مرکبات کی مشق کے لئے تختی

(نوٹ) دفتر اول کی تختی نمبر ۲ کے مطابق سطر اور کرسی کھینچ کر مشق کرائی جائے۔

"ج" کے مرکبات

(۱) شکل ۱ جـ ج ا ، د، ک، گ، ل، اور لا کے ساتھ شروع میں جا جد وغیرہ

(۲) شکل ۲ جـ ب، ن، س، ش، ص، ط، ع، ف، ق، و، ی اور ے کے ساتھ شروع میں

جس جب وغیرہ (۳) شکل ۳ جـ ج اور م کے ساتھ شروع میں جح جم

وسط میں ۱ ج جـ بحا بجا ۲ جـ پچھر ۳ حہ بحر بجر

آخر میں "ج" اپنی اصلی حالت پر قائم رہتا ہے۔ صرف سر کی نوک کم کر دو۔

نج سج لج مج فج وغیرہ ح خ کے مرکبات مثل "ج" کے ہوتے ہیں



"ج" کی مرکبات کی مشق کے لئے تختی

تنبیہ ۔ خیال رہے کہ یہ تختیاں صرف خط کی درستی کے لئے لکھائی جائیں۔ نصاب کے مطابق تختۂ سیاہ اور درسی کتابوں سے جملوں کی نقل ان تختیوں کے علاوہ باقاعدگی کے ساتھ جاری رہے۔

د اور ر نیز ان کے ہم شکل حروف (ڈ ذ ، ڑ ز) ابتدا میں مفرد لکھے جاتے ہیں۔ وسط میں نہیں آتے البتہ آخر میں آتے ہیں۔ آخر میں دال " ر" کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ "ر" اپنی اصلی حالت پر رہتا ہے یا " ر" لکھا جاتا ہے جس کی مشق دیگر تختیوں کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ ان حروف کی علحدہ مشقی تختی کی ضرورت نہیں۔

دوسری سہ ماہی ۔ باقی حروف کے مرکبات

"ب" اور "ج" کی تختیوں کی اچھی طرح مشق ہو جانے کے بعد اس سہ ماہی میں صرف ایک ایک ہفتہ باقی تختیوں کی مشق کرلینا کافی ہوگا۔ طوالت کے خیال سے سب تختیاں نہ لکھ کر ہم صرف جوڑوں کی تشریح کر دیتے ہیں۔ "ب" اور "ج" کی تختی پر جس حرف کا سر نمونے کے مطابق جوڑ دیا جائے اُسی حرف کی تختی کہلائیگی۔

دوسرے حروف سے ابتداءہیں وصل ہونیکی اشکال تین سے زیادہ نہیں صرف "س" اور "ف" و "ک" میں خفیف سی تبدیلی کے باعث چوتھی شکل پیدا ہوتی ہے

	پہلا گروپ							دوسرا گروپ						تیسرا گروپ								چوتھا گروپ				
	شکل حروف	کن حروف سے ملتی ہے						شکل حروف	کن حروف سے ملتی ہے					شکل حروف	کن حروف سے ملتی ہے							کن حروف سے ملتی ہے				
		ا	د	ک گ	ل لا	ہ			ج	م	ی	ے			ب	س	ص	ط	ع	ف	ے	شکل	س	ق	ن	و
س	سہ	سا	سد	سک	سل	سہ		سہ	سج	سم	سی	×		سہ	سب	.	سص	سط	سع	سف	سے	سہ	سس	سق	سن	سو
ص	صہ	صا	صد	صک	صل	صہ		صہ	صج	صم	صی	×		صہ	صب	صس	صص	صط	صع	صف	صے	تیسری شکل کے مطابق		صق	صن	صو
ط	طہ	طا	طد	طک	طل	طہ		طہ	طج	طم	طی			طہ	طب	طس	طص	طط	طع	طف	طے	〃		طق	طن	طو
ع	عہ	عا	عد	عک	عل	عہ		عہ	عج	عم	عی	عے		عہ	عب	عس	عص	عط	عع	عف	عے	〃		عق	عن	عو
ف	فہ	فا	فد	فک	فل	فہ		فہ	فج	فم	فی	فے		فہ	فب۱	فس	فص	فط	فع	فف	×	ف	×	فق	فن۱	فو
ک	کہ	کا	کد	کک	کل	کہ۲	کد۲	کہ	کج	کم	کی	کے		کہ	کب۱	کس	کص	کط	کع	کف	×	کہ	×	کق	کن۱	کو
م	م	ما	مد	مک	مل	مہ۳		مہ	مج	مم	می	مے		مہ	مب	مس	مص	مط	مع	مف	×	تیسری شکل کے مطابق		مق	من	مو
ہ	ہ	ہا	ہد	ہک	ہل	ہہ		ہہ	ہج	ہم	ہی	ہے		ہہ	ہب	ہس	ہص	ہط	ہع	ہف		〃		ہق	ہن	ہو

ابتدا اور آخری اشکال کی مشق ان تختیوں کے ذریعہ کافی طور پر ہو جائیگی صرف درمیانی بعض شکلیں باقی ہیں جن کی مشق درسی کتاب کے اسباق اور جملوں کی نقل کے ذریعہ ہو جائیگی۔ اس سہ ماہی تک اگر طلبہ کا خط درستی پر آجائے تو آئندہ کے لئے رفتار تحریر تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ رفتار تحریر کی جانچ ہر ماہ میں کم از کم ایک مرتبہ لی جائے اور اس کا اندراج طلبہ کے سامنے کیا جائے۔ تشویقی تختہ (Motivation chart) کمرۂ جماعت میں آویزاں رہے۔ طلبہ اس کے نتائج دیکھیں تاکہ ان میں سبقت لے جانے کی تحریص پیدا ہو (خوبی تحریر و رفتار تحریر کی پیمائش کے لئے دیکھو بہارستان جنوری ۱۹۴۴ء صفحہ ۱۴ سے ۱۷ تک)

خوبیٔ تحریر کے درجات و مراتب اردو میں ابھی غالباً مرتب نہیں ہوئے ہیں۔ مدرس اپنے طور پر مرتب کر سکتا ہے۔ غالباً یہ طریقہ مفید ہوگا کہ سال کے آخر میں ہر جماعت سے کاغذ وغیرہ پر لکھوا کر محفوظ کر لیا جائے اور چند مدرسین مل کر ان کے درجات و مراتب مقرر کر دیں۔ آئندہ سال کے لئے انھیں تحریروں سے مقابلہ کیا جائے اور نمبر دیئے جائیں۔

تیسری سہ ماہی

چوں فراغت ز مفردات آمد — وقت مشق مرکبات آمد
گر تو تحصیل حسن خط خواہی — ختم او بر مقطعات آمد

اس سہ ماہی میں "املا" شروع ہو جاتا ہے! املا لکھانے سے قبل جس عبارت کا املا لکھانا ہے اس کے مشکل الفاظ، نیز طلبہ مجموعی طور پر جو غلطیاں کرتے ہیں ان کا انتخاب کر لیا جائے۔ خصوصاً ہائے مخلوط التلفظ کے مرکب الفاظ، دوائر، دندانے اور شوشے دار الفاظ "س" کے دندانے دار الفاظ کیونکہ اکثر طلبہ اس حرف کی کتاب سے نقل کرتے وقت صرف دو دندانے لکھتے ہیں وغیرہ ان الفاظ کو تختۂ سیاہ پر سطر کھینچ کر لکھا جائے اور موٹے قلم سے طلبہ کو مشق کرنے کا حکم دیا جائے۔

الفاظ کی کرسی کے لئے ان باتوں کا خیال رہے (۱) دائرے نیچے کی سب سے آخری نالی کی نچلی لکیر سے آکر مل جائیں (۲) درمیانی نالی سطح حروف کا کام دیتی ہے (۳) پہلی نالی میں

"ا" کا کچھ حصہ "ک وگ" کے مرکز اور بعض حروف کے صرف جوڑ آتے ہیں۔ تختیوں کی مشق جس کے مطابق کی گئی ہے اسی مطابق الفاظ بھی لکھنے چاہئیں۔

دیکھا　تجھے　سے　مجھے　کبھی　کچھ

حسین　تمہیں　ہمیں　کہیں　نہیں　ہیں　میں

شریف　غریب　حبیب　سبب

چوتھی سہ ماہی

"املا" کے مشکل الفاظ کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی جملوں کی بھی سطر کھینچ کر مشق کرائی جائے۔ دوسری جماعت کے آخر تک خوشخطی کی مشق کے لئے طلبہ جلی قلم کا استعمال کریں۔

جماعت سوم

پہلی اور دوسری سہ ماہی

جماعت اوّل ودوم میں خوشخطی کی مشق کے سلسلہ میں پورے طور پر جلی قلم کا استعمال کیا گیا ہے۔ جماعت سوم کی پہلی اور دوسری سہ ماہی میں آہستہ آہستہ قلم کو باریک کیا جائے۔ منتخب اشعار کی اس طرح مشق کرائی جائے کہ ایک سطر میں ایک مصرع لکھا جائے۔

شعر کا نمونہ

۳ قط ۲ قط ۲ قط لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنّا میری

۳ قط ۲ قط ۲ قط زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

ساتھ ساتھ مشکل الفاظ اور جملوں کی مشق بھی جلی قلم سے جاری رہے۔ دلچسپی کے لئے غیر مرئی روشنائی، سفید حروف لکھنا اور دیگر کھیلوں کا استعمال کیا جائے۔

تیسری اور چوتھی سہ ماہی

متوسط قلم کا استعمال کیا جائے۔ کاغذ پر مسطر کھینچ کر لکھایا جائے۔ تیسری جماعت میں مضمون نویسی کے سلسلہ میں طلبہ سے جو خود ساختہ مضامین اور کہانیاں وغیرہ لکھوائی جاتی ہیں اُن کے جملوں کی تعداد چار یا پانچ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ بس مضامین کی سُرخیاں جلی قلم سے لکھوائی جائیں اور جملے متوسط بروکے قلم سے لکھوانا چاہیئے۔ اشعار کی مشق متوسط قلم سے اس طرح کرائی جائے کہ ایک سطر میں دونوں مصرعے آجائیں۔

شعر کا نمونہ

زندگی میری ہو پروانے کی صورت یارب علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب

خوبیٔ تحریر اور رفتار تحریر کی ہر ماہ جانچ لی جائے۔ تشویقی تختے کمرۂ جماعت میں آویزاں رہیں۔

جماعت چہارم

مضامین کی سرخیاں جلی قلم سے، مضامین کے فقرے متوسط قلم سے، خطوط نویسی باریک قلم یا نب سے۔ پوسٹ کارڈ سائز کے کارڈ طلبہ کو دیئے جائیں اور سطریں کھینچ کر طلبہ سے لکھوایا جائے۔ رفتار تحریر پر زیادہ زور دیا جائے۔ خوبیٔ تحریر اور رفتار تحریر کی ہر ماہ جانچ لی جائے۔

متعلقہ دستکاری:۔ نمونے کے مطابق قطعات لکھائے جائیں۔ بازار میں سُنہری اور سفید رنگ جس کو جھیک "یا مسمہ" وغیرہ کہتے ہیں عام طور پر فروخت ہوتا ہے۔ گوند کے پانی سے لکھ کر حروف پر یہ رنگ چٹکی سے ڈالا جائے نہایت عمدہ خوبصورت اور دلآویز حروف معلوم ہوتے ہیں۔

طالبات کے لئے۔ عمدہ اور سفید کپڑے پر بطور حلقہ پنسل سے حروف لکھیں جیسے "ا" یا عمدہ طلبا کا چربہ کاربن پیپر کے ذریعہ لیکر بعد میں بخیہ "یا زنجیر" کے ٹانکے سے "تاگا بھردیں۔ اور گرد بیل بوٹے وغیرہ بنا دیں کپڑے پر معمولی بازاری سیاہی یا رنگ گھول کر اگر لکھا جائے تو حروف پھیل جاتے ہیں لیکن سیاہی یا رنگ اگر گوند کے پانی میں حل کر کے لکھا جائے تو یہ نقص دُور ہو جاتا ہے۔

مندرجہ بالا نمونے کے مطابق کپڑے پر پنسل سے لکھ کر یا چربہ لے کر حروف کے درمیان رنگین تاگا بھرا جاسکتا ہے۔ رنگین کاغذ پر پنسل سے لکھ کر حروف کی لکیروں پر باریک نب سے گوند کا پانی لگایا جائے اور سنہری یا روپہلی رنگ چھڑک دیا جائے۔ اس طرح رنگ بہت کم خرچ ہوگا اور حروف بہت خوبصورت معلوم ہوں گے۔

بلیڈ سے حروف تراش کر نیچے دوسرے رنگ کا کاغذ یا کئی رنگ کی باریک باریک ٹیپیاں چسپاں کر دی جائیں۔ رنگین یا سفید پنی (دھات کے چمکدار ورق جو تعزیہ وغیرہ بنانے میں استعمال کئے جاتے ہیں) بھی لگائی جاسکتی ہے۔

سفید کاغذ پر پنسل سے چربہ لے کر حروف کے درمیان باریک باریک نقطے ا لگا دیئے خطِ غبار کہلائیگا۔ اگر حروف کے بیل پھول وغیرہ بنا کر سطح بھر دی جائے تو خطِ گلزار کہلائیگا۔ مچھلی کی شکلیں بنا دی جائیں تو خطِ ماہی کہلائیگا۔ یہ تمام تحریریں خطِ مصنوعہ کہلاتی ہیں۔

پرند جانور یا کسی اور خاص شکل میں لکھا جائے تو خطِ طغرا کہلائیگا۔ الغرض ع

"شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست"



گروپ ۔ کب اینڈ بوائے اسکاوٹ ۔ سنہ ۱۹۴۶ء
اُردو پریکٹسنگ اسکول متعلق گورنمنٹ اُردو نارمل اسکول ۔ امراؤتی ۔ برار

نتیجۂ امتحان

پرائمری ٹیچرس سرٹیفکیٹ سنہ ۱۹۴۶ء

رول نمبر	امیدوار کا نام	رول نمبر	امیدوار کا نام
۱۳۹	عبدالحبیب ولد شیخ محبوب	۱۵۶	محمد ابراہیم محمد یٰسین
۱۴۰	عبدالکریم شیخ نادر	۱۵۷	محمد خاں ولی خاں
۱۴۱	عبداللطیف شیخ امام	۱۵۸	محمد مستقیم الدین محمد مقیم الدین
۱۴۲	عبدالرحمن خاں محمد بسم اللہ خاں	۱۵۹	محمد یوسف شیخ بنو
۱۴۳	عبدالرشید جبار محمد	۱۶۰	محمد یوسف شیخ منیر
۱۴۴	عبدالرشید شیخ موسیٰ	۱۶۱	شیخ حاتم شیخ جعفر
۱۴۵	احمد خاں ابراہیم خاں	۱۶۲	شیخ رحمان شیخ کریم
۱۴۶	احمد مرزا حمید مرزا	۱۶۳	سکندر خاں بہادر خاں
۱۴۷	علیم محمد باپو میاں	۱۶۴	سید حکیم الدین سید نظام الدین
۱۴۸	اصغر علی وزیر علی	۱۶۵	سید ابراہیم سید گلاب
۱۴۹	عطاء اللہ خاں موجدار خاں	۱۶۶	شوکت علی سکندر علی
۱۵۰	چاند خاں کرامت خاں	۱۶۷	سید ذوالفقر حسین سید امجد حسین
۱۵۱	حفیظ اللہ خاں فیض اللہ خاں		باہر کے امید وار
۱۵۲	وضدار خاں نواز خاں	۱۸۵	عبدالغنی شیخ لال
۱۵۳	جانباز خاں گلاب خاں	۱۸۶	عبدالغنی شیخ شہادت
۱۵۴	محمد احمد فتح محمد	۱۸۷	عبدالقادر شیخ حسین
۱۵۵	محمد ایوب محمد اسحٰق	۱۸۸	عبدالرفیق عبدالقادر

رول نمبر	امیدوار کا نام
۱۸۹	عبدالرحیم خاں عبدالغفار خاں
۱۹۰	عبدالرزاق عبدالقادر
۱۹۱	امین الدین نظام الدین
۱۹۲	بلی رام ماروتی راؤ
۱۹۳	بشیرالدین شرف الدین
۱۹۴	حفیظ احمد خاں سعادت خاں
۱۹۵	حلیم الدین علیم الدین
۱۹۶	جان محمد محمد صاحب
۱۹۷	کریم الدین خاں شمس الدین خاں
۱۹۸	خلیل خاں دلاور خاں
۱۹۹	خواجہ علی روشن علی
۲۰۰	خواجہ خاں شبیر خاں
۲۰۱	محبوب خاں عیدو خاں
۲۰۲	منظور علی ممتاز علی
۲۰۳	مسعود علی خاں محمد چھتے خاں۔
۲۰۴	محمد عبدالرزاق محمد عبدالوہاب
۲۰۵	محمد علی امجد علی
۲۰۷	محمد بشیر شیخ بھورو
۲۰۸	محمد مقدر محمد شجاعت
۲۰۹	محمد نسیم الدین محمد رفیع الدین
۲۱۰	محمد نعیم قادر بخش
۲۱۱	رفیع الدین عین الدین
۲۱۲	شمشیر خاں نور خاں
۲۱۳	شیخ بسم اللہ شیخ چاند
۲۱۴	شیخ چاند شیخ مان اللہ
۲۱۵	سید عبدالغفار سید عبدالصمد
۲۱۶	سید عبداللہ شاہ سید یسین شاہ
۲۱۸	سید کریم سید اعظم
۲۱۹	عثمان خاں وزیر خاں۔

طباعت کیلئے دیرینہ تجربہ اور نظر امتیاز کی ضرورت ہے

علاوہ ہر قسم کی اعلیٰ معیاری کتابیں چھاپنے کے

عزیزی پریس آگرہ کو

چالیس سالہ تجربہ کی بنا پر

اور جدید طرزِ طباعت کے لحاظ سے

جو فوقیت اور برتری حاصل ہے

وہ آپ کو کسی دوسرے پریس میں مشکل سے ملے گی

سر رشتہ تعلیم کی درسی کتابیں موجودہ اسٹنڈرڈ کے مطابق صحت اور صفائی کے ساتھ چھاپنے کے لئے ایک جداگانہ قابلیت اور استعداد کی ضرورت ہی، اس لحاظ سے اکثر مشہور اساتذہ اور قابل مصنفین نے خدماتِ طباعت کے بارہ میں جو سرٹیفکیٹ عزیزی پریس آگرہ کو عطا فرماتے ہیں اُنھیں ہم سے منگا کر اپنا اطمینان فرمالیجئے اور طباعت کی کوئی خدمت لیکر کم از کم امتحان ضرور کیجیے۔

خادم محمد عبدالعزیز خاں

پروپرائٹر عزیزی پریس آگرہ

باہتمام منشی عبدالعزیز خاں پرنٹر عزیزی پریس آگرہ میں چھاپا گیا اور سپرنٹنڈنٹ صاحب اردو نارمل اسکول مرادوقی نے شائع کیا

THE BAHARISTAN

THE ONLY URDU EDUCATIONAL JOURNAL OF
C.P. & BERAR.

قوم کا سرمایہ اے صاحب نظر — دولت و حشمت نہیں، نہ سیم و زر
دولت اسکی، اُسکے بچے تندرست — محنتی، فرماں بردار، ہوشیار و چست

محکمۂ تعلیم صوبجات متوسط و برار کی سرپرستی میں

تعلیمی رسالہ

بہارستان

نگراں

محترم محمد مسلم صاحب بی۔ ایس سی، بی۔ ٹی سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ اُردو نارمل اسکول اُمراؤتی

مینجنگ ایڈیٹر
محمد اسحاق افسر مددگار مدرّس

قیمت سالانہ دو روپے مع محصول ڈاک

خط و کتابت اور ترسیل زر مینجنگ ایڈیٹر کے نام ہونی چاہیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہارستان

جلد ۲۱ | مارچ سنہ ۱۹۴۷ء | نمبر (۱۱۰)

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آسمانی تعلیم

اللہ کے راستہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور اچھی طرح کام کرو۔ بے شک اللہ اچھے کام کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ (القرآن)

افتتاحیات

(۱) ہدیۂ عقیدت :-

ابھی "بہارستان" دو قدم بھی نہ چلنے پایا تھا کہ سابق سپرنٹنڈنٹ محترم سخاء اللہ صاحب بوجہ علالت رخصت پر تشریف لے گئے۔ ادارۂ بہارستان آپ کی خدمت میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ خدائے تعالیٰ آپ کو جلد از جلد صحتِ کلی عطا فرمائے۔

(۲) ہدیۂ تبریک و خیر مقدم :-

حکام محکمۂ تعلیمات کی معدلت پروری نے سابق سپرنٹنڈنٹ صاحب کی جگہ محترم محمد مسلم صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ بی۔ ٹی کی گراں مایہ مسلسل تعلیمی خدمات کے پیشِ نظر صاحبِ موصوف کو سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ اردو نارمل اسکول نمبر (۱) امراؤتی کے ممتاز عہدے پر مامور فرمایا۔ ممالک متوسط و برار کے تعلیمی اداروں کے لئے موصوف کی گرامی شخصیت بے نیازِ تعارف ہے کیونکہ آپ کی شہرت آپ کی خوش خلقی اور فرائض پروری، آپ کے حسنِ نظام اور ادبی ذوق اور وسیع تعلیمی تجربات سے عیاں ہے۔ آپکی

میعادِ ملازمت کا بیشتر حصہ درسگاہِ ہذا ہی میں ابتدائی تعلیم سے متعلق مشاہدات و تجربات کی تحقیق میں صرف ہوا ہے اس لئے ممالک متوسط و برار کے تعلیمی اداروں کی تمام تر توقعات آپ سے وابستہ ہیں۔ بحیثیت سپرنٹنڈ آپ کی تشریف آوری مدرسین و طلبار نارمل اسکول نمبر (۱) کے لئے باعثِ فخر و مباہات ہے۔ "درسگاہِ ہذا" اور "ادارۂ بہارستان" دونوں بصد مسرت آپکا پُرجوش 'خیر مقدم' کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں "ہدیۂ تبریک" پیش کرتے ہیں۔

(۳) بہارستان کا دورِ جدید:۔

الحمدللہ کہ "بہارستان" اپنی چار منزلوں سے نہایت کامیابی کے ساتھ گذر کر پانچویں منزل میں قدم رکھ رہا ہے۔ "بہارستان" کے دورِ اوّل میں جناب سید حسنین صاحب، دورِ دوم میں مولوی خیرالدین صاحب، دورِ سوم میں جناب بسم اللہ خانصاحب، دورِ چہارم میں جناب محمد سخاء اللہ صاحب اس کے رہبر بنے رہے اور اب دورِ پنجم کا آغاز ہے جسمیں "بہارستان" کو محترم محمد مسلم صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ بی۔ ٹی موجودہ سپرنٹنڈنٹ کی رہنمائی کا شرف حاصل ہے۔ اشاعتِ ہذا دورِ پنجم کی پہلی اشاعت ہے جو موصوف کے ادبی و تعلیمی ذوق کی رہینِ منت ہے۔ امیدِ واثق ہے کہ موصوف کے طویل تعلیمی تجربات کی روشنی میں "بہارستان" اپنے ادبی اور تعلیمی مقصد کی تکمیل نمایاں کامیابی کے ساتھ کر سکے گا۔ (ایڈیٹر)

(۴) انعامی مقابلہ:۔

طلبار نارمل اسکول نمبر (۱) کو مختلف کتابوں اور رسالوں کی طرف رجوع کرنے اور ان میں ادبی و تعلیمی مذاق پیدا کرنے کے لئے یوں تو کئی تدابیر اختیار کی گئی ہیں لیکن ان سب میں "انعامی مقابلہ" کی تدبیر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

اس تدبیر کے تحت سالِ دوم اور سالِ اوّل کے تمام طلبار کیلئے ایک عنوان "تعلیمِ نسواں" تجویز کیا گیا تھا۔ مقابلہ میں ۱۹ مضامین، شریک تھے لیکن ۱۱، [illegible]

بہترین سمجھے گئے ایک کمیٹی کے سامنے پیش کئے گئے۔ یہ کمیٹی محترم نور محمد صاحب بی۔اے، جناب محمد سلیمان صاحب بی۔اے، حافظ سید اعجاز احمد صاحب اور سید تمیز الدین صاحب پر مشتمل تھی۔ صاحبانِ موصوف نے ازراہ ادب پروری مضامین جانچنے کی زحمت گوارا فرمائی اور ہر مضمون کا درجہ متعین کرکے ادارہ کو ممنون فرمایا۔ ان تمام مضامین میں مسٹر محمد صغیر متعلم سال اوّل کا مضمون بہترین ثابت ہوا جو اسی اشاعت میں شائع کیا گیا ہے۔ مینیجنگ ایڈیٹر کا اپنی طرف سے مقرر کیا ہوا انعام کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق اسی مضمون کو دیا گیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ناظرین اس مضمون میں کوئی نئے خیالات نہ پائیں گے کیونکہ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر قابل مفکرین نے کئی بار روشنی ڈالی ہے اور مستحکم دلائل کے ساتھ اس کے ہر پہلو کو نمایاں کر دیا ہے۔ پھر بھی امید قوی ہے کہ ناظرین اس مضمون کو کوئی نئی بات اخذ کرنے کے لئے نہیں بلکہ محض اس لئے درخورِ اعتنا سمجھیں گے کہ یہ ایک طالبِ علم کی کوشش اور تجسس کا نتیجہ ہے۔ جو عام طلباء کی ہمت افزائی کے لئے شائع کیا گیا ہے۔

(ادارہ)

تعلیمات

محصّلات کی پیمائش

(مترجمہ نور محمد صاحب بی۔ اے معلّم ادبیات)

نمبر (۱۵)

شہریت کی فہمائش

(گذشتہ سے پیوستہ)

دوسری جماعت ←——→ پہلی سہ ماہی

جانچ کے اُصول

(۱) جانچ مندرجہ ذیل پر مشتمل ہوگی۔

کوتوار۔ راستہ چلنے کے قاعدے۔ ابتدائی حفاظتی تدابیر۔

(۲) ذیل کی تفصیلات میں جانچ ہوگی۔

(i) (ا) کوتوار کا نام۔ اس کے رہنے کی جگہ۔ اس کے فرائض اور آمدنی کے جائز ذرائع۔ وہ مواقع جن میں اس کی مدد لی جاسکتی ہے۔

(ب) کوتوار:۔ اس کے ساتھ مہذّبانہ گفتگو۔ (۲) اس کے احکامات کی قدر۔ (۳) اس کے فرائض کی انجام دہی میں مدد دینا۔ (۴) پڑوسیوں کو اسی کے فرائض کی انجام دہی یا اس کے احکام کی قدر کرنیمیں مدد دینے کی نصیحت کرنا۔

(ج) کوتوار کو ٹھیک کرنے کا طریقہ جب کہ اس کا برتاؤ لوگوں کے ساتھ اچھا نہ ہو۔

(ii) (الف) سڑک پر سیدھی طرف چلنا۔ سیدھے چلنا۔ سیدھی طرف مڑنا جبکہ موٹریں وغیرہ آئیں۔ ایک معمولی سڑک کو پار کرنا۔ خصوصاً T اور X اور Y قسم کی

موڑ پر راستہ چلتے وقت۔

(ب) خوش اخلاقی کا برتاؤ بذریعہ۔

(۱) تشکرانہ الفاظ اگر دوسرے ہمیں درست کریں۔

(۲) دوسروں کو ٹھیک کرنے کے طریقے۔

(۳) بوڑھوں اور بچوں کو سڑک کے آر پار جانے میں مدد کرنا۔

(۴) پولیس کے سپاہی کا حکم ماننا۔

(iii) سڑک پر چلنے کے قواعد اور ابتدائی حفاظت کے متعلق تدابیر بذریعہ گانا آمد و رفت والی سڑک پر سیدھی طرف چلنا۔ پیدل چلنے والوں کو سڑک پر بائیں طرف چلنا۔ بھیڑ کر کے راستہ کو نہ روکنا۔ دوسرے پیدل چلنے والوں کو دھکا نہ دینا اور نہ ہی رکاوٹ پیدا کرنا۔ سڑک پر پیشاب یا خانہ نہ کرنا۔ ایک دم رُخ نہ بدلنا۔ کوئی غیر مہذبانہ کام نہ کرنا۔ خانگی راستوں کو استعمال نہ کرنا۔ اس بات کو مدِنظر رکھنا کہ تمام راستہ چلنے والے سڑک کو استعمال کرنے میں برابر کا حق رکھتے ہیں۔ پولیس کے سپاہی کے اشارات کی تابعداری کرنا۔

(۳) جانچ کا کلیہ :-

چار سوال دیے جائیں جن کے لئے پچاس نمبر ہوں اور ان نمبروں کی تقسیم ذیل کے مطابق ہو۔

پہلا سوال	نمبر ۱۰	دوسرا سوال	نمبر ۱۵
تیسرا سوال	نمبر ۱۵	چوتھا سوال	نمبر ۱۰

(۴) جانچ کا طریقہ :-

پہلا سوال زبانی جانچ کا ہو جو اصول نمبر ۲ کی ہر دفعہ کے تحت (ا) (ب) اور (ج) اور (ii) (ب) کے متعلق ہو۔ اس میں آٹھ باتیں دی ہوں اور آٹھ سوال پوچھے جائیں۔

دوسرا سوال عملی طرز کا ہو جو اصول نمبر ا کے تحت (ii) (ا) اور (iii) کے متعلق ہو۔ بچے کو کسی ایک کام میں جانچا جائے۔

تیسرا سوال گانے کی جانچ پر ہو جو اصول نمبر ۲ کے تحت دفعہ (iii) کے متعلق ہو۔ ایک شعر ترنم کے ساتھ سنا جائے۔

چوتھا سوال ہاں یا نہیں کی طرز پر ہو۔ جو اصول نمبر ۲ کے تحت دفعہ (i) (ا) کے متعلق ہو اور پانچ سوال پوچھے جائیں۔

(۵) جانچ کا معیار:۔

(i) زبانی جانچ:۔

(ا) اصول نمبر ۲ دفعہ ا کے تحت (i) (ب) اور اصول نمبر ۲ دفعہ ا کے تحت (ii) (ب) کے متعلق ہر صحیح جواب کے لئے دو نمبر ہوں۔

(ب) باقی تمام دفعات کے متعلق ہر صحیح جواب کے لئے ایک نمبر۔

(ii) عملی جانچ:۔

صحیح طریقے کے عمل کے لئے ۱۰ نمبر دئے جائیں۔

ہر ایک غلطی کے لئے ۳ نمبر وضع کئے جائیں۔

کسی خاص عملی طریقے کو خاص صورت میں صحیح طریقہ پر وضاحت کرنے کیلئے نمبر ۵

(iii) گانے کی جانچ:۔

شعر کے متعلق عمدہ طور سے واقفیت کا ہونا۔ ۳ نمبر

شعر کو موزوں لے کے ساتھ گانا۔ ۶ نمبر

جسمانی حرکات اور لے کے ساتھ گانا۔ ۳ نمبر

پورے شعر کو موزوں طریقہ کے ساتھ گانا۔ ۳ نمبر

(iv) تحریری جانچ:۔

ہر صحیح جواب کے لئے۔ ۲ نمبر

(باقی آئندہ)

ضلع امراؤتی کے قدیم باشندے اور انکی تعلیم

(از جناب محمد یعقوب صاحب بی۔ ای۔ ایس ضلع انسپکٹر مدارس امراؤتی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

ضلع امراؤتی کے قدیم باشندوں کے خاص فرقوں۔ کورکوں اور گونڈوں کی تعلیم کے مسئلہ کا حل اب ہمارا مقصود ہے۔ چونکہ ضلع امراؤتی کی شمالی حدود کا بیشتر حصہ بیتول کے ضلع سے ملحق ہے اور بیتول کے علاقہ میں گونڈ زیادہ آباد ہیں۔ اس لئے ضلع امراؤتی میں بیتول سے اور بیتول میں ضلع امراؤتی سے گونڈ قوم کے افراد کافی تعداد میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ ضلع امراؤتی کی شمالی حدود میں گونڈوں کی آبادی اس قدر زیادہ ہے کہ علاقہ مذکور کے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں گونڈ صرف خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ گونڈوں کی آبادی کی یہ نقل و حرکت تاریخی لحاظ سے کسی قدر تباہ کن ثابت ہوئی ہے۔ اس کا اندازیوں کیجئے کہ گونڈ اپنے آپ کو ہندوستان کے عام ہندوؤں کی جماعت میں اس طرح مدغم کر چکے ہیں کہ آج وہ اپنی قدیم تہذیب۔ اپنے رسم و رواج۔ اپنی زبان اور اپنی خصوصیات کو بھی بھول چکے ہیں۔ وہ بڑی تیزی سے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی تہذیب اور ان کی زبان کو اختیار کر رہے ہیں۔ آپ حضرات شاید متحیر ہوں اگر میں یہ کہوں ہمارے علاقہ برار میں گونڈ قوم کے افراد کی تعلیم کے لئے صرف ایک اسکول کا وجود پایا جاتا ہے۔ گونڈوں نے مرہٹی زبان کو بالکل اپنی مادری زبان کی طرح استعمال کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ مرہٹی اسکولوں میں جو ست پڑھ کی پہاڑیوں کے دامن میں واقع ہیں۔ بڑی سرگرمی سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

گونڈوں کو نظر انداز کر کے اب میں ضلع امراؤتی کے صرف کورکو باشندوں تک اپنا بیان محدود رکھوں گا۔ یہ واقعہ ہے کہ قدیم باشندوں میں صرف کورکوں نے اپنی خصوصیات

اور اپنے رسم و رواج کو اب تک باقی رکھا ہے۔

میل گھاٹ کے پورے علاقہ کا نظم و نسق وہاں کے خود مختار لوکل بورڈ کے ہاتھوں میں ہے اور ایلچ پور کے سب ڈویژنل آفیسر صاحب کو اس بورڈ کے صدر کے فرائض انجام دینے پڑتے ہیں۔ میں اب اصل موضوع کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس صوبہ کے قدیم باشندے صرف کورکو ہی کہلائے جانے کے قابل ہیں۔ جہاں تک اپنی خصوصیات کو قائم رکھنے کا تعلق ہے۔ وہاں کورکو کا مقابلہ اور کوئی دوسری قوم نہیں کر سکتی۔ انھوں نے اپنے رسم و رواج اور اپنی روایات کو اسی طرح قائم رکھا ہے جس طرح کہ ان کے آبا و اجداد سے چلی آرہی ہیں کورکو قوم کے لوگ جہاں بزدل اور کاہل ہوتے ہیں وہاں وہ سادہ طبیعت۔ بھولے اور ایماندار بھی ہوتے ہیں۔ موجودہ دور کے مہذب۔ چالاک اور شوخ افراد سے جب ان غریبوں کو واسطہ پڑتا ہے تو وہ ان کے سامنے اسی طرح پگھل جاتے ہیں جس طرح سورج کی روشنی میں موم۔ کورکوؤں کی سادہ مزاجی اور ان کے بھولے پن کی مثال میں اس وقت اگر میں ایک دلچسپ واقعہ جو چند سال پیشتر سب ڈویژنل آفیسر صاحب ایلچ پور کے علم میں آیا آپ حضرات کے گوش گذار کر دوں تو مجھے یقین ہے کہ آپ اسے بے موقع خیال نہ فرمائیں گے۔ آفیسر مذکور ایک پردیسی مہاجن (سود خور) کی جو کورکوؤں میں لین دین کرتا تھا۔ تحقیقات کر رہے تھے دورانِ تحقیقات میں چند ایسے خالی دستاویز بھی ملے جن پر کورکوؤں کے دستخط موجود تھے۔ متعلقہ کورکوؤں کو یقین دلایا گیا تھا کہ ان خالی دستاویزوں پر وہی مناسب اور ضروری مضمون تحریر کر دیا جائے گا کہ جو اس مہاجن اور ان کورکوؤں کے درمیان طے پا چکا ہے۔ غریب اور بھولے کورکو مہاجن کی چالوں سے کیا واقف ہو سکتے تھے۔

اس سے بھی زیادہ ایک اور سنگین واقعہ مسٹر ڈبلیو۔ وی گرگسن کی زبانی معلوم ہوا۔ ان کی ایک ایسے کورکو سے ملاقات ہوئی جس کو مہاجن کے مبلغ چار سو روپیہ ادا کرنا تھے۔ مستقل غلامی میں رہنا پڑتا تھا اور وہ بھی اس طرح کہ اس کی محنت کا نہ کوئی معاوضہ تک اور نہ

اس کے ساتھ کوئی اور رعایت۔ کورکو کے اہل و عیال کو محنت مزدوری کرکے اپنا پیٹ علیحدہ بھرنا پڑتا تھا۔ مہاجن قسطوں کی صورت میں قرض کی ادائیگی کو قبول کرنے سے ہمیشہ انکار کرتا رہتا تھا اور اس بات پر زور دیتا تھا کہ کل رقم یک مشت طور پر ادا کیجائے۔ غریب مظلوم کورکو سے جب دریافت کیا گیا کہ آخر وہ اس غلامی کے پھندے سے کیونکر نجات پا سکے گا تو اس غریب نے ایک آہ بھر کر جواب دیا کہ اس کا لڑکا (جس کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی) جب اور بڑا ہو جائے گا تو اس کی بجائے پھر وہ غلامی کے فرائض انجام دینے لگے گا۔ کیا اس سے زیادہ کوئی اور بے ضابطگی اور سنگدلی کا نمونہ پیش کیا جا سکتا ہے؟ اور یہ سب کچھ اس دور میں ہو رہا ہے جو روشن خیالی اور فراخدلی کا دعویدار ہے اور جس میں سرمایہ داری کی بنیاد تک کو اکھاڑ پھینکنے کا درس دیا جاتا ہے۔

شاید آپ حضرات خیال فرما رہے ہوں کہ میں اپنے موضوع سے بہت دور ہوتا جا رہا ہوں لیکن میں اپنے مقصد کی وضاحت کی خاطر مجبور ہوں کہ آپ کے سامنے ابھی اور اس نادر الوجود اور حیرت انگیز قوم (کورکوں) کی خصوصیات کا ذکر کروں تاکہ صورتِ حالات کا مکمل مطالعہ کرنے کے بعد آپ خود اندازہ کر سکیں کہ قدیم باشندوں کی تعلیم کا مسئلہ کس قدر صبر آزما اور پیچیدہ ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ کوئی طریقۂ تعلیم اس وقت تک قدیم باشندوں کیلئے موزوں ثابت نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ ان کی خصوصیات کا اس طریقہ میں لحاظ نہیں رکھا جائے گا۔ ایک کورکو کس قدر قانع۔ صابر اور سکون پسند ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ کورکوؤں کی اس ادا سے لگایئے کہ اگر انھیں اس بات کا ذرا بھی شبہ ہو جائے کہ ان پر کوئی آفت آنے والی ہے تو وہ رات بھر میں اس گاؤں کو جہاں وہ مقیم تھے اس طرح خیرباد کہہ دیتے ہیں کہ جیسے اس گاؤں میں ان کا کبھی وجود ہی نہیں تھا۔ اوپر کہیں میں کورکوؤں کی ایسی ہی تبدیلیِ مقامات کا ذکر کر چکا ہوں۔ ان کی اس قسم کی نقل و حرکت میں ان کے فطری خصائل کو بہت زیادہ دخل ہے۔ ایک کورکو سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اپنی زندگی میں باقاعدگی اور باضابطگی کو پیش نظر رکھے محض خواب و خیال کے مترادف ہے۔ وہ جب اور جہاں جی چاہتا ہے

کام کرتا ہے اور ہر چند کہ یہ قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ "گوشہ نشینی" اسے مرغوب ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ جب وہ تنہا کام کرتا ہے اور یا پھر زیادہ سے زیادہ اس کی "رفیقۂ حیات" اس کے پاس ہو تو پھر وہ خوب مگن ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر ایسے ویران و گنجان جنگلوں میں جہاں کوئی اور دوسری آواز تک نہ سنائی دیتی ہو پورے اطمینان وسکون کے ساتھ کام کرتا ہوا پایا جاتا ہے۔

ایک سال کا ذکر ہے کہ فصلیں بُری طرح سے تباہ ہو گئیں تھیں۔ کورکوؤں نے جنگلی اور جڑی بوٹیوں سے شکم پری گوارا کر لی۔ لیکن انھوں نے اپنے علاقہ سے باہر قدم نہیں رکھا حالانکہ سڑکوں اور ریلوں کی مرمت کے سلسلہ میں انھیں اپنے علاقہ سے تھوڑے سے فاصلہ پر ہی آسانی سے مزدوری مل سکتی تھی۔ کورکو مزدوری کو شاید اپنے شایانِ شان نہیں سمجھتا قحط سالی کی وجہ سے اپنی زبوں حالی کا اگر وہ کچھ تدارک کرتا ہے تو محض جنگلی پھل پھول اور خس و خاشاک مثلاً تیندو، چرس اور کچے آموں کو جنگل سے حاصل کرکے ان کی فروخت کی اجازت (Permit) کی صورت میں۔ محکمۂ تعمیرات والے جب بھی کورکو مزدور حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے ہیں تو وہ صرف معمول سے زیادہ ان کی محنت کا معاوضہ ادا کرنے کے بعد۔ قانونی پابندیاں ان کی نگاہ میں چنداں اہمیت نہیں رکھتیں، مرکزی حکومت کی بے توجہی اور بدنظمی کا ان پر اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا کہ مقامی حکام کی بے التفاتی اور بیگانہ روی سے وہ متاثر ہوتے ہیں۔ حکام کی بے توجہی یا ان کے ظلم کو تاڑنے کے معاملہ میں کورکو بڑے مشاق ہوتے ہیں۔ جاہل اور ان پڑھ کورکوؤں ہی پر منحصر نہیں بلکہ تعلیم یافتہ کورکوؤں کا بھی جذبۂ احساس بہت تیز ہوتا ہے۔ نائب مدرسین میں سے ایک کورکو مدرس صرف اس بنا پر استعفا پیش کرنے پر مصر تھا کہ اسکول کے ہیڈ ماسٹر سے اس کے تعلقات "قدرے کشیدہ" ہو گئے تھے۔ حالانکہ گورنمنٹ سروس ترک کرکے وہیں ایک مقامی اسکول میں ملازمت اختیار کرنا اس کے لئے کسی طرح بھی سود مند نہیں تھا۔

"نقل و حرکت" اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جانے سے ایک کورکو کو فطری لگاؤ ہوتا ہے۔ بعض اوقات معمولی اور حقیر سا واقعہ بھی اسے اکسانے کے لئے کافی ہوتا

ہے۔ جہاں ایک دفعہ "نقل وحرکت" کا خیال اس کے ذہن میں سمایا پھر وہ نہ گھر بار کی پرواہ کرتا ہے اور نہ زمین وجائداد کی۔ ایک دفعہ ایک کورکو اتنی سی بات پر اپنے گاؤں اور اپنی مقبوضہ زمین کو چھوڑ دینے پر آمادہ ہوگیا تھا کہ وہ دو یا تین سال تک لگان ادا کرنے سے قاصر رہا تھا۔

ایک کورکو شاذونادر ہی ایک کامیاب کاشتکار ہوسکتا ہے ورنہ اس کی ساری زندگی یوں ہی قناعت وعسرت میں بسر ہوجاتی ہے۔ ادھر اسے مصائب یا مشکلات کا احساس ہوا اور ادھر وہ زمین چھوڑ چھاڑ کر دوسری جگہ جا آباد ہوا۔ اس موقع پر کورکوؤں کی چند رسوم کا ذکر کردینا بھی غالباً دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

کورکوؤں میں شادی کے فرض کی ادائیگی ایک بارِگراں سے کم نہیں ہوتی عام طور پر ایک کورکو کو اپنے لڑکے کے لئے لڑکی حاصل کرنے کی مد میں مبلغ ۱۵۰ روپیہ بطور گونم ادا کرنے پڑتے ہیں۔ شادی کی اور تقریبات کے سلسلہ میں جو اخراجات ہوتے ہیں وہ بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ شادی کا یہ عام طریقہ کورکوؤں میں بیاؤ کے نام سے مشہور ہے۔ اس سے زیادہ کم خرچ اور سادہ طریقہ اور بھی ہے جسے لوکر کہتے ہیں۔ اس طریقہ میں طرفین کی جانب سے دعوت کا انتظام ہوجاتا ہے اور "گونم" کی رقم بہت کم ادا کرنی پڑتی ہے۔ کبھی شادی کا پھندا یوں بھی گلے میں پڑجاتا ہے کہ ایک کورکو اپنے آپکو جائداد یا رقم کثیر کے عوض فروخت کردیتا ہے۔ جائداد کی مالکہ دراصل عورت ہی رہتی ہے اور مرد محض بطور ایجنٹ فرائض انجام دیتا رہتا ہے۔ رشتہ کی ایسی صورت میں "گونم" کی رقم ادا کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ایسے شخص کو کورکوؤں کی بولی میں لیم جانا کہتے ہیں۔ بعض اوقات "تنگ آمد بجنگ آمد" کی صورتیں بھی پیش آجاتی ہیں۔ اگر ایک لڑکی ایک خاص فرد کے ساتھ شادی کرنے پر تلی ہوئی ہے تو عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ وہ اس فرد کی جھونپڑی میں عقبی دروازہ سے داخل ہوجاتی ہے اور پھر وہاں "زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد" کے مصداق اس وقت تک ڈیرہ ڈالے رہتی ہے جب تک کہ طرفین کے افراد ان کے رشتہ کے موافق نہ ہوجائیں۔ لڑکی کا یہ اقدام کورکوؤں کی زبان میں "بولیون"

کہلاتا ہے۔ ایسی صورت میں "گونم" بھی بہت کم دیا جاتا ہے اور شادی کی تقریبات بھی بہت مختصر ہوتی ہیں۔ "عقدِ بیوگان" کا طریقہ بھی ان میں رائج ہے۔ رشتہ طے ہو جانے پر صرف پنچوں کی جماعت کو مطلع کر دیا جاتا ہے "عقد بیوگان" کی صورت میں لڑکے کے ماں باپ کو کوئی رقم نہیں دی جاتی۔ شادی کی ان مختلف صورتوں کو پیش کرنے کے بعد ابھی ایک صورت اور باقی رہ جاتی ہے اور وہ اس غریب کورکو کی قابلِ رحم حالت ہے جسے اس کی بیوی نے خیر باد کہہ دیا ہو۔ وہ تو کسی دوسرے کورکو کے گھر میں جا بستی ہے۔ لیکن یہ گرفتارِ بلا پھر کبھی شادی کا تصور تک بھی نہیں کر سکتا۔ نہ وہ کبھی کثیر رقم فراہم کر سکتا ہے اور نہ دوسری شادی کا خیال تک بھی اسے آسکتا ہے۔ اگر ایک کورکو کبھی کچھ رقم پس انداز کرتا ہے تو ضروریاتِ خورد و نوش اپنی ستر پوشی اور حتیٰ کہ اپنے بچوں کی کفالت کی ذمہ داریوں سے متاثر ہو کر ایسا نہیں کرتا بلکہ سب سے زیادہ فکر اسے قرضہ کی رقم سے سبکدوشی کی ہوتی ہے یا پھر شادی بیاہ کے موقع پر اخراجات کے برداشت کرنے کا سوال اس کے زیرِ غور رہتا ہے۔ سب سے زیادہ حیرت میں ڈالنے والی بات جو اس قوم (کورکو) کے متعلق معلوم ہوئی ہے وہ اس کا "شراب نوشی" سے نہ صرف پرہیز بلکہ تنفّر ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ کورکوؤں کا یہ جوہر اور ان کی یہ پارسائی ان کی واحد چیز ہے۔ قدیم باشندوں کا ورنہ ہر ایک فرقہ اس گناہ میں آلودہ نظر آتا ہے۔ گونڈوں کو ہی لیجئے 'شراب نوشی' ان کے ایمان میں شامل ہے۔ "بھگیا" طریقۂ عمل کورکوؤں میں بہت عام ہے۔ اس طریقہ کے ماتحت ایک کورکو ایک خاص مقررہ عرصہ کے لئے اپنی خدمات "گونم" کی رقم حاصل کرنے کے خیال سے یا قرضہ کی رقم سے سبکدوشی حاصل کرنے کے لئے کسی ساہوکار کو گویا فروخت کر دیتا ہے۔ کمسن لڑکے بھی بعض اوقات اسی طریقہ کے تحت میں وقف کر دئے جاتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کورکوؤں کا مقصد زندگی اس دنیا میں لشتم پشتم زندگی کے ایام کسی نہ کسی حالت میں بسر کرنا ہے تاکہ آرام و سکون کی زندگی مل سکے۔

حضرات! آپ نے غور فرمایا۔ چنانچہ ہمیں ایسے افراد کے متعلق "لائحہ عمل" تیار کرنا ہے

جو فطری طور پر بے حس اور مردہ دل واقع ہوئے ہیں زندگی کی رمق تک ان میں نہیں پائی جاتی ـــــ اب آپ کے سامنے ایک بہت ہی اہم اور پیچیدہ مسئلہ ہے اور وہ "کور کڈوں کو کیا تعلیم دی جائے اور کیسی تعلیم دی جائے" کا مسئلہ ہے۔

مترجمہ سید توکل حسین صاحب
ٹیچر گورنمنٹ اُردو نارمل اسکول اُمراؤتی

تعلیمِ نسواں

(از محمد صغیر متعلم سال اوّل گورنمنٹ اردو نارمل سکول امراؤتی برار)

انسان کو علم و عقل اور تمیز کی وجہ سے دوسری مخلوقاتِ ارضی پر طرۂ امتیاز حاصل ہے۔ اسے "احسنِ تقویم" سے یاد کیا گیا ہے اور اشرف المخلوقات کا خطاب دیا گیا ہے۔ انسان میں تحصیل علم اور کسب فن کا قدرتی جذبہ اور قوت ہے۔ مرد اور عورت کا مادۂ تخلیق ایک ہے۔ لفظ "انسان" کا اطلاق دونوں پر ہوتا ہے۔ خلقی طور پر علم حاصل کرنے کی دونوں کو ضرورت ہے کیونکہ انسان کا بچہ ماں کے پیٹ میں ہی اپنی سمجھ اور بساط کے موافق علم حاصل کر لیتا ہے۔

علم روشنی ہے۔ علم بصارت ہے۔ جو لوگ بدقسمتی سے اس روشنی سے محروم ہیں ان کو اندھا کہا جاتا ہے۔ عموماً مردوں کی تعلیم کا انتظام بڑے اعلیٰ پیمانے پر ہوتا ہے اور نصف بہتر (Better half) کی تعلیم کی طرف سے بالکل لاپرواہی برتی جاتی ہے۔

عورتوں کے لئے علم اتنا ہی ضروری ہے جتنا مردوں کے لئے۔ عورت کو علم سے بے بہرہ رکھنا بڑی ہٹ دھرمی ہے۔ جو لوگ عورت کو علم جیسی انمول اور انوکھی چیز سے ناواقف رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے خلوص اور نیک نفسی کی آڑ میں بدنفسی کا پہلو کسی نہ کسی حد تک ضرور پوشیدہ رہتا ہے۔

بچے قوم کی امانت اور اس کا سرمایہ ہیں۔ بچوں کی صحیح تربیت کے لئے تعلیم نسواں کے اجراء کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

ہے آغوشِ مادر وہ اسکول پہلا جہاں تربیت پاتے ہیں سارے اعضا
جہاں لوحِ سادہ پہ کھنچتا ہے نقشہ اترتا ہے ماں کے خیالوں کا چربا
لکیریں ہیں پتھر کی یہ نقش پہلے
نہیں مٹتے ہیں یہ مٹائے کسی کے

انسان کی زندگی کو بہت سی چیزیں بناتی اور بگاڑتی ہیں۔ سب سے زیادہ اثر جو سیرت کی تشکیل و تکمیل میں حصہ لیتا ہے ماں کا ہوتا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے حکمرانوں۔ فلاسفروں اور ادیبوں کی زبان سے اس بارے میں یہ الفاظ نکلے ہیں۔

"یہ درجہ مجھے میری ماں کی وجہ سے حاصل ہوا۔" نپولین

"اطاعت کا سبق مجھے اپنی ماں نے یاد کرایا اور آج دنیا میری مطیع ہے۔" فرانکو

"ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔" عربی مقولہ

"پختگیٔ خیال اور قوتِ ارادی میں نے ماں سے حاصل کیا۔" سموئل جانسٹن

مندرجہ بالا تاثرات و احساسات وہ ہیں جو ماں کی تربیت سے پیدا ہوئے ہیں۔ کوئی ماں بغیر تربیت حاصل کئے تربیت کے مکمل اور احسن طریق سے واقف نہیں ہو سکتی۔ صرف تعلیم یافتہ ماں ہی اولاد کی تربیت کے نشیب و فراز کو جان سکتی ہے۔

بچہ کی آئندہ زندگی کا تمام تر انحصار اس تعلیم پر ہے جو اس کو عہدِ طفلی میں دی جاتی ہے۔ زندگی اور تعلیم کا یہ سنگِ بنیاد جاہل ماں کے ہاتھوں خطرہ سے خالی نہیں۔

تعلیم یافتہ عورت خانگی معاملات کو زیادہ خوبی سے انجام دے سکتی ہے۔ خاندان کی صحت کی نگرانی کر سکتی ہے۔ ضروری امور میں قابلِ قدر مشورہ دے سکتی ہے۔ مردوں کی تندرستی کا انحصار زیادہ تر عورتوں پر ہے۔ تعلیم یافتہ بیوی شوہر کی اچھی تیمارداری کر سکتی ہے۔ بلکہ تندرستی قائم رکھنے میں اس کی مددگار ہوتی ہے۔ زوجیت کے اہم فرض کے ادا کرنے کے لئے تعلیم کا

سخت ضرورت ہے۔ ایک تعلیم یافتہ مرد اور ایک ناخواندہ بیوی میں مشکل سے نباہ ہو سکتا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ خانگی تعلقات کی ناخوشگواری گھر کی جنت کو دوزخ میں تبدیل کر دیتی ہے اور زندگی مرد کے لئے بدتر اور عورت کے لئے اجیرن ہو جاتی ہے۔

تعلیم نسواں کے متعلق دو مختلف خیال کے گروہ پائے جاتے ہیں۔ "آثارِ قدیمہ کے یادگار" افراد کا خیال ہے کہ عورتوں کی تعلیم سے بڑے نتائج پیدا ہو گئے ہیں۔ جن کا انسداد ناممکن ہو گیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ علم عورتوں میں امورِ خانہ داری۔ خود پسندی۔ خود بینی اور اظہارِ شان کا مادہ پیدا کر دیتا ہے۔ اس لئے وہ امورِ خانہ داری کی انجام دہی میں غفلت سے کام لے کر گھر کی خوشگوار فضا کو مکدر بنا دیتی ہیں۔ ان کو سوائے کتب بینی کے اور کسی کام سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ آزاد خیالی ان کو شوہر کی اطاعت اور فرمانبرداری سے باز رکھتی ہے۔ اخلاق سوز کتب کا مطالعہ انھیں اخلاقی جرم کے ارتکاب پر آمادہ کر دیتا ہے۔

دوسرا گروہ شدت سے اس امر کی تائید کرتا ہے کہ تعلیم عورت کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جتنی مرد کے لئے۔ اس کے استدلال میں تعلیم نسواں کی اہمیت اور ضرورت پیش کی جا سکتی ہے۔ ہر صدی کے بعد تعلیم نے کروٹ لی۔ نیا نصاب اور طریقۂ تعلیم رائج ہوا۔ عمدہ نصاب و طریقۂ تعلیم نے صاف ستھرے دل و دماغ۔ پاک عادات و خلائق اور قابلِ رشک تمدن پیدا کیا۔ زمانہ ماسبق کی یادگار صدیاں اس سلسلہ میں نمونتاً پیش کی جا سکتی ہیں۔

انسان از ابتدائے پیدائش تا مرگِ ناگہانی گوناگوں واقعات اور عجیب و غریب انقلابات کا آماج گاہ بنا رہتا ہے۔ اس کی زندگی کی گھڑیاں زمانہ سے اُلٹ پلٹ ہی ہوا کرتی ہیں۔ وہ کبھی عسرت اور افلاس کے جانکاہ بھنور میں ایسا پڑتا ہے کہ رہائی دشوار ہو جاتی ہے اور یہ مفلسی بہلا پھسلا کر اس سے لاکھوں گناہ سرزد کرانے پر تل جاتی ہے اور جب ہر طرح اس کو تکلیف ہی برداشت کرنی پڑتی ہے تو وہ زندگی کو موت پر ترجیح دیتا ہے۔ کبھی خدائے غنی کی بخشش سے وہ اتنا دولتمند ہو جاتا ہے کہ اپنی ہستی کو بھلا دیتا ہے اور اپنے اخلاق و عادات کو خراب ہوتا دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ عورتیں عموماً ایسی حالت میں بداخلاقی اور

بدخوئی کا نشانہ بن کر مثال بن جاتی ہیں۔ جب ان کو اچھی صحبت اور عمدہ تعلیم نہ ملیگی تو چار و ناچار ان کو خراب صحبتیں ملیں گی۔ برے اور بداطوار لوگوں سے میل ملاپ ہوگا۔ چونکہ خراب صحبت اور بری بات کا جلد اثر ہوتا ہے اس لئے صنفِ نازک پر ان تمام برائیوں کا اثر ہو جانا یقینی امر ہے۔

موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے مخالف گروہ کے خیالات صحیح معلوم ہوتے ہیں کیونکہ تعلیم یافتہ نہیں بلکہ تعلیم زدہ عورتیں منظرِ عام پر آکر اس قسم کا مظاہرہ کر رہی ہیں اور کر چکی ہیں کہ عوام کی نظر میں تعلیم نسواں اور اس کی اہمیت ہیچ ثابت ہو رہی ہے۔ تعلیم زدگی کے برے اثرات نے تعلیم نسواں کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ بہت سی تعلیم یافتہ اور تعلیم زدہ لڑکیوں نے پابندی کی تمام قیود کو توڑ کر نسائیت کے نام کو بٹہ لگا دیا ہے۔ ان کی بے حجابی اور دیدہ دلیری مثال ننگی ہے جو انھیں قعرِ ذلت میں کھینچے لئے جا رہی ہے۔ یہ زیادہ تر ماں باپ کی آزادی دینے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کاش والدین زیادہ سخت نگرانی کرتے تو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ پھر ہماری تعلیم یافتہ لڑکیاں پڑھ کر خود نہ معلوم کیا سمجھنے لگتی ہیں۔ ان کا دماغ آسمان پر پہنچ جاتا ہے۔ اس بددماغی کی وجہ جاہل ماحول اور غیر معقول تربیت ہے۔ آج بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکیاں بہت پاک دامن اور باعصمت ہیں۔ ان کی حیا پروری اور پاک دامنی کی کئی مثالیں مل سکتی ہیں۔ اس کی وجہ عمدہ تربیت اور نجابت خاندان ہے۔ ورنہ دیکھا گیا ہے کہ ذرا سی تعلیم سے لڑکیاں بہک جاتی ہیں۔ اسی لئے اکبر الہ آبادی نے کہا تھا ؎

کھل کھیلنے کو پردہ نشیں پاتے ہیں تعلیم\
ہم بگڑی زمانہ کی ہوا دیکھ رہے ہیں

نصابِ تعلیم۔ ذریعہ تعلیم اور تعلیمی ماحول بھی کسی حد تک اس بگاڑ کے ذمہ دار ہیں۔ کسی فلاسفر کا یہ قول بالکل صحیح ہے کہ "عورتوں نے کوئی بات بری ہو یا بھلی اپنی طرف سے تخلیق نہیں کی"، گو انھوں نے تارپیڈو۔ ٹینک اور ریڈیو ایجاد نہیں کئے۔ مگر انھوں نے ترویج۔ علم اور ایجاد فنون سے زیادہ اہم اور قابلِ ستائش کام کئے ہیں جن پر آج دنیا نازاں ہے۔ یہ انھیں کی گود میں تھیں

جنھوں نے بڑے بڑے مشاہیرِ فن۔ ادیب شاعر حکیم۔ فلاسفر اور انجینیر پیدا کئے۔

اس صنفِ نازک کا نصاب اتنا ردّی اور مخدوش ہے کہ عورتیں گمراہی کے راستہ پر چل پڑیں یا انھیں لے جایا گیا۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تعلیم نسواں کا نصاب مرد تیار کرتے ہیں اور ایسا بے ترتیب نصاب تیار کیا گیا ہے جو عمر ضائع کرنے والا اور مختلف قسم کے افسانوں قصوں اور داستانوں تک محدود ہے۔ جو کتب آج زنانہ سکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں وہ بہت خراب ہیں۔ ان کے پڑھنے کے بعد ترقی کرنا مشکل ہے۔ نصاب تعلیم میں عورتوں کے فرائض اور ان کی طرزِ معاشرت کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ یوں کہنے کو تو کوئی علم ایسا نہیں جس سے مستورات مستفید نہ ہوئی ہوں مگر یورپ کی لیڈیوں کی تقلید نے ان کو اس درجہ پست کر دیا ہے کہ دنیا چیخ اٹھی ؎

کر لیا بیوی نے ان کی انٹرنس اس سال پاس (۱) والدہ خاموش ہیں لیکن بہت خوش ہیں ساس
مجلسِ نسواں میں اُن کی عزتِ تعلیم کو (۲) پردہ اٹھا جاہتا ہے۔ علم کی تعظیم کو
نفع یہ ہوگا اثر سے اتنا تو صاحب ضرور (۳) ہوں گی عیسائی مشن میں جا کے نوکر بیبیاں
ان کے فکر و کام سے بچنا ابھی دشوار ہے (۴) اور آفت ڈھائیں گی سائنس پڑھ کر بیبیاں
اپنے گھر میں آئے گا۔ رندوں کو ہوٹل کا مزہ (۵) ہوں گی جب وقفِ مئے و مینا و ساغر بیبیاں
ہاں مگر ان کو پڑھانا چاہیئے اتنا ضرور (۶) مرد کی غم خوار ہوں بچوں کی رہبر بیبیاں

موجودہ نصاب کی بُرائیوں کو دیکھ کر علاّمہ اقبال مرحوم جیسی مقتدر ہستی نے بھی کہہ دیا۔

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے مدِ نظر وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈرامہ دکھلائے گا کیا سین پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ۔

میری ناچیز رائے کے مطابق عورتوں کے لئے ذیل کا نصاب رکھا جائے

(۱) مذہبی کتب کی تعلیم۔

(۲) چھوٹے چھوٹے مذہبی رسالے جنہیں مذہب کے محاسن۔ عباداتوں کے اصول اور عقائد کا بیان ہو

(۳) اچھے سلوک کے نتائج اور ان کی خوبیاں۔ بدی کی مذمت۔ نیکی کا ثواب۔ والدین اور بزرگوں کا ادب۔ ان کے حقوق تہذیب و تمدن کی درستی کے متعلق خاص خاص باتیں۔ شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری۔ اولاد کی تربیت اور دیگر مفید معلومات ہوں۔

(۴) تاریخ و سیر کے مختلف رسالے۔ مختلف مذاہب کے پیشواؤں کی سوانح عمریاں گذشتہ اور موجودہ زمانے کی نیک چلن اور شریف عورتوں کے حالاتِ زندگی۔ بزرگانِ ملت اور قوم کی رشحات قلم۔

(۵) خانہ داری۔ گھر کی زندگی۔ امور خانگی کی خاطر خواہ اور خوش اسلوبی سے ادائیگی مثلاً گھر کا آراستہ کرنا۔ اسباب کی دیکھ بھال۔ رہائش کے صاف سادہ اور ستھرے طریقے۔ گھر صاف ستھرا رکھنے کی ضرورت۔ کھانے پینے اور سونے کے اوقات کا انضباط ضروری ہے سینے پرونے کی تعلیم۔ مصارف خانہ داری اور اس میں کفایت شعاری کے قواعد کا لحاظ اشد ضروری ہے۔ چھوٹوں بچوں کی بیماریوں۔ ان کی تیمارداری۔ ان کا اندفاع۔ حفظ ماتقدم وغیرہ وغیرہ کی بابت کتابیں پڑھائی جائیں۔

(۶) دورِ جدید کی مفید معلومات۔

تعلیم نسواں سے ہماری مراد صرف اتنی ہی ہے کہ عورتیں اپنے بچوں کی دیکھ بھال۔ ابتدائی پرورش اور ان کی تعلیم و تربیت بخوبی کرسکیں۔ ایک سو برس پہلے کی تعلیم نے ہندوستان کو ایسی اچھی مائیں نیک سیرت اور نیکدل دیں کہ ہندوستان جس قدر بھی ناز کرے کم ہے۔

تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ قدیم زمانہ میں تدبیر مملکت علم و ادب انشاپردازی میں عورتوں کا پایۂ کمال کس درجہ بلند رہا ہے رضیہ سلطانہ۔ چاند بی بی۔ اہلیا بائی امورِ سلطنت میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ نور جہاں اور جہاں آرا فارسی علم و ادب میں ماہر تھیں۔

نصاب کے بعد طریقۂ تعلیم پر نظر پڑتی ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو علیحدہ علیحدہ تعلیم دینا اچھا ہے۔ مغربی مخلوط طریقۂ تعلیم "نیم چڑھا کریلا" ثابت ہو رہا ہے۔ ابتدائی مدارس میں یہ طریقہ قابلِ اعتراض نہیں مگر ثانوی اور اعلیٰ تعلیم نے اس کے برے نتائج دنیا کے سامنے پیش کر دیئے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۲۳ کے نیچے ملاحظہ ہو)

عام غلطیاں

نمبر	غلط	صحیح
۱	لڑکا بہت کلا کر رہا ہے۔	لڑکا بہت شور کر رہا ہے۔
۲	کھانا اتارو۔	کھانا دو۔
۳	بستر گنڈال کر رکھ دو۔	بستر لپیٹ کر رکھ دو۔
۴	گھڑے کا پانی سر گیا۔	گھڑے کا پانی ختم ہو گیا۔
۵	کریم الدین نے دو روز کی رخصت نکالا تھا	کریم الدین نے دو روز کی رخصت لی تھی۔
۶	بچہ پیشاب بھر رہا ہے۔	بچہ پیشاب کر رہا ہے۔
۷	گدھا بھونکتا ہے۔	گدھا رینکتا ہے۔
۸	ہر کوئی اپنے کام کی فکر کرتا ہے۔	ہر شخص اپنے کام کی فکر رکھتا ہے۔
۹	میرے کو وہاں جانا لگے گا۔	مجھ کو وہاں جانا پڑے گا۔
۱۰	تمہارے میں یہ عیب ہے۔	آپ میں یہ عیب ہے۔
۱۱	کوئی بھی کام میں جلدی مت کرو۔	کسی کام میں جلدی مت کر۔
۱۲	میرے جانے کے ساتھ وہ چلا گیا۔	میرے جاتے ہی وہ چلا گیا۔
۱۳	کاغذ پر لکیر کاڑو۔	کاغذ پر لکیر کھینچو۔
۱۴	گھڑیال میں بارہ بجے ہیں۔	گھڑی میں بارہ بجے ہیں۔
۱۵	اس کا کچھ نیم نہیں ہے۔	اس کا کچھ بھروسہ / ٹھیک نہیں ہے۔
۱۶	اس کے چھاتے میں درد ہے۔	اس کے سینہ میں درد ہے۔
۱۷	مجھے پانی کی پیاس لگی ہے۔	مجھے پیاس لگی ہے۔
۱۸	بازار سے بھاجی پالا لاؤ۔	بازار سے سبزی ترکاری لاؤ۔
۱۹	ناک سے سیموڑ بہتی ہے۔	ناک سے رینٹ بہتی ہے۔
۲۰	آنے کے ساتھ میں کام کرنے کو لگا۔	آتے ہی میں کام کرنے لگا۔
۲۱	دھاگا گت گیا اس کو برابر کر دو۔	تاگا الجھ گیا ہے۔ اس کو سلجھا دو۔
۲۲	باوبیس۲۲، تیوسیس۲۳	بائیس۲۲، تیئس۲۳

(ایڈیٹر)

ضرب الامثال

		موقع استعمال اور معنی
۱	اپنے لگے تو پیٹھ میں اور کے لگے تو بھیت میں۔	اپنے دکھ کو درد جاننا۔ دوسرے کے دکھ کی پرواہ نہ کرنا۔ اپنے چوٹ لگی تو جسم میں اور دوسرے کے لگی تو گویا دیوار میں۔
۲	ایک آدھے کے برتن ہیں۔	سب ایک ہی سے ہیں۔ کوئی نیک ہیں۔ کوئی ایک دوسرے سے کم ہیں۔
۳	ایک انار سو بیمار۔	چیز ایک ہے اور خریدار سو ہیں۔
۴	کڑوا کریلا نیم چڑھا۔	خود تو کڑوے تھے۔ صحبت بھی کڑوی پائی۔ بد کو بدوں کی صحبت ملنا۔
۵	ایک توے کی روٹی کیا چھوٹی موٹی۔	سب ایک سے ہیں۔ کوئی کم و بیش ہیں۔
۶	اک در بند ہزار در کھلے۔	بندے کا ایک ہاتھ بند ہوتا ہے تو خدا کے ہزار ہاتھ کھلے ہوتے ہیں۔
۷	اک سر ہزار سودا۔	ایک شخص کو کئی فکریں اور خواہش اور کام ہونا۔
۸	کاٹے باڑھ نام سردار کا	فتح کریں سپاہی نام ہو سردار کا۔ کام کوئی اور کرے نام اور کسی کا ہو۔
۹	تم سے پھرے خدا سے پھرے۔	تم سے برگشتہ ہونا خدا سے منکر ہونے کے برابر ہے۔
۱۰	تیلی کا تیل جلے مشعلچی مفت جلے۔	نقصان کسی کا ہو غم اور کوئی کرے۔
۱۱	جان کی جان گئی ایمان کا ایمان گیا۔	ہر طرح سے نقصان ہوا۔ دین کے رہے نہ دنیا کے رہے۔
۱۲	چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانا۔	اپنی حیثیت کے موافق کام کرنا۔ آمدنی کے موافق خرچ کرنا۔
۱۳	جتنے دم اتنے غم۔	جتنے آدمی زیادہ ہوں گے اتنی فکریں زیادہ ہوں گی۔
۱۴	جتنے منہ اتنی باتیں۔	ہر ایک کی رائے مختلف ہوتی ہے۔
۱۵	خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔	صحبت بہت مؤثر ہوتی ہے۔
۱۶	رام رام جپنا پرایا مال اپنا۔	بظاہر پرہیزگاری باطن میں بے ایمانی۔
۱۷	زباں شیریں ملک گیری زباں ٹیڑھی ملک بانکا	میٹھی زبان سے پرائے اپنے ہو جاتے ہیں اور بدزبانی سے اپنے پرائے۔
۱۸	آسمان سے گرا اور کھجور میں اٹکا	بڑی مشکل سے رہائی پاکر کامیاب ہو جانا اور چھوٹی سی رکاوٹ سے ناکام رہ جانا۔
۱۹	اکیلی تو لکڑی بھی جلتی نہیں۔	تنہا آدمی سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔
۲۰	گھر میں بیوی جھونکے بھاڑ باہر میاں محلہ دار	غریبی میں امیری ٹھاٹ ظاہر کرنا۔

(ایڈیٹر)

نفسیات

توارث وماحول

(مترجمہ جناب محمد اسحٰق صاحب بی۔ اے۔ جی۔ بی۔ ٹی)

جب بھی ہم لوگوں کا طبعی مطالعہ کرتے ہیں تو کوئی دو افراد ایک جیسے نظر نہیں آتے۔ دو بھائی بہن، دو توام شکل وصورت میں بہت کچھ ملتے جلتے نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کے جسمانی۔ ذہنی اور اخلاقی خصوصیات میں فرق پایا جاتا ہے۔ یہ فرق توارث اور ماحول کا سبب ہے۔

توارث۔ وہ طبعی استعداد ہے جو بچہ اپنے خون کے ساتھ والدین سے پاتا ہے۔ یہ دو قسم کا ہوتا ہے:

(ا) قریبی توارث۔ وہ قدرتی عطیہ ہے جو قریبی رشتہ داروں سے ملتا ہے۔ مثلاً گورا رنگ نیلی آنکھیں وغیرہ

(ب) بعدی توارث۔ یہ قدیمی بزرگوں سے ورثہ میں ملتا ہے۔ مثلاً تجسس، تقلید وغیرہ

قوانین توارث (۱)۔ اولاد اپنے والدین سے مشابہت رکھے گی۔ بشرطیکہ ان دونوں میں خالص خون ہو یعنی والدین کے مانند ان کی اولاد ہوگی۔ اگر ماں باپ کے اوصاف ملتے جلتے ہوں تو ان کی اولاد میں یہ اوصاف ضرور پائے جاتے ہیں مثلاً باپ انتہا درجہ کا شجاع ہو اور ماں انتہا درجہ کی جری ہو تو لازماً بچہ بہادر نکلے گا۔ اگر ماں اور باپ میں دو اوصاف الگ الگ ہوں تو یہ دونوں اوصاف اولاد میں مجموعی طور پر پائے جانے کا امکان ہے۔ اگر باپ قابل ہو اور ماں ذہین تو بچہ میں علمی رجحان اور ذہانت باپ کی طرف سے اور حسن وجمال کی خصوصیت ماں کی طرف سے مل سکتی ہے۔ تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ جسمانی خصوصیات میں ۵۰ فیصدی اور ذہنی خصوصیات میں سینتالیس فیصدی تک یکسانیت پائی گئی ہے۔ یہ قانون نوّے فیصدی پر عائد ہو سکتا ہے۔

(صفحہ ۱۹ کا بقیہ مضمون)

ہندوستان قدامت پرست ملک ہے۔ مردوں کی حالت گری ہوئی ہے تعلیم یافتہ لوگوں کی تعداد ۵ فیصدی کے قریب ہے۔ عورتیں مشکل سے دو فیصدی تعلیم یافتہ ہیں۔ حالانکہ آبادی میں نصف سے زیادہ ان ہی کا شمار ہے۔

پس فی زمانہ اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ لڑکیوں کیلئے بھی مذکورہ طریقوں پر عام اور جبری تعلیم کا اجرا کیا جائے تاکہ عمدہ مائیں اور بہنیں پیدا کی جاسکیں۔

(۲) اولاد کی خصوصیات اپنے والدین سے نہ ملتے ہوئے کسی دوسرے رشتہ داروں سے مل سکتی ہیں۔
(۳) اولاد اپنے والدین سے بالکل جدا ہوتی ہے لیکن خاندان کے کسی قدیمی فرد کے مشابہ ہوتی ہے۔ دوسرا اور تیسرا قانون دس فیصدی عائد ہوتا ہے۔

توارث کا اثر اخلاقی و معاشرتی خصوصیات پر ہو سکتا ہے اور یہ تحقیقات سے واضح ہو چکا ہے کہ نالائق اور ناکارہ خاندان کے افراد نالائق ہوتے ہیں اور ناقص العقل ماں سے ناقص العقل اولاد اور صحیح العقل ماں سے صحیح العقل اولاد پیدا ہو سکتی ہے۔

حاصل شدہ خاصیت کی تبدیلی:۔ یہ مثل مشہور ہے کہ چور کی اولاد چور نکلتی ہے لیکن یہ حقیقت نہیں ہے۔ چونکہ حاصل کردہ خواص ماں باپ ورثہ میں نہیں دیتے۔ مثلاً:۔

(۱) ہندوستان کی عورتوں کے ناک اور کان چھیدے جاتے ہیں لیکن کوئی بچہ ایسا پیدا نہیں ہوا ہے جس کے ناک اور کان میں چھید ہو۔

(۲) مسلمانوں میں ختنہ کی سنت چلی آ رہی ہے لیکن کوئی لڑکا ایسا نہیں پیدا ہوا ہے جس کی ختنہ پیدائشی طور پر ہوئی ہو۔

(۳) چینی اور جاپانی لڑکیوں کو لوہے کے جوتے پہنائے جاتے ہیں۔ اس پر بھی کوئی لڑکی چھوٹے پاؤں والی ابھی تک پیدا نہیں ہوئی۔ لہذا نیک و بد افعال توارث کے تحت نہیں آتے۔ اس لئے ضروری نہیں ہے کہ چور کا لڑکا چور پیدا ہو۔ یہ صرف ماحول کی وجہ ہے جہاں بچے والدین کی نقل کرتے ہیں اور ان کی خراب عادات اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ خدا کا بڑا احسان ہے کہ پیدائش کے وقت کوئی بچہ بد یا نیک پیدا نہیں ہوتا۔

ماحول:۔ ماحول سے مراد وہ فضا ہے جس میں انسان زندگی بسر کرتا ہے اور جس سے اس کو کچھ دلچسپی ہوتی ہے اس لئے ایک اہل علم اور مطالعہ کتب کے شائق کا ماحول کتب خانہ ہو سکتا ہے یا ایک ماہر نباتات کا ماحول گلشن ہو سکتا ہے یہ مسلمہ بات ہے کہ ہر ایک انسان کو اپنی زندگی زمانہ کے مطابق گزارنی پڑتی ہے کبھی تو ماحول کو اپنے مطابق بنا لینا پڑتا ہے اور کبھی خود کو ماحول کے سانچے میں ڈھال دینا پڑتا ہے۔ اسکے موروثی قوا کسی خاص ماحول کے تحت جو نئی نئی شکلیں اختیار کر لیتے ہیں انہی کو تعلیم و تربیت یا اثراتِ ماحول کہتے ہیں۔

بچہ کی نشوونما میں ماحول کا حصہ:۔ انسان جب کچھ کہتا ہے اس میں محض موروثی اثرات ہی نہیں ہوتے بلکہ اس کی اپنی ذاتی سعی گردوپیش کے حالات اور تعلیم وتربیت بھی شامل ہوتی ہے۔ ماہرین نفسیات کا خیال ہے کہ بچے کی نشوونما میں تہائی چوتھائی ماحول کا اثر ہوتا ہے۔ بعض ماہرین تو نوے فیصدی اثرات بتلاتے ہیں۔ اگر دو توام بچوں کی تربیت الگ الگ ماحول میں کی جائے تو دو مختلف نتائج برآمد ہوں گے۔ مثلاً ایک کی دیہاتی ماحول میں تربیت ہو اور دوسرے کی شہری ماحول میں تو ایک مدت کے بعد ان کے ذہنی۔ اخلاقی۔ معاشرتی اور جسمانی خصوصیات میں زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ نیوٹن جیسا سائنس داں سائنس کے ماحول میں اور نپولین جیسا کمانڈر فوجی ماحول میں تربیت پاکر شہرۂ آفاق ہوئے ہیں۔

بچہ کی پیدائش کے بعد گھر کے ماحول کا اثر ہونا شروع ہوتا ہے۔ انھیں یہ حواسِ خمسہ کی مدد سے اپنا لیتا ہے۔ جب پھرنے کے قابل ہوتا ہے تو گلی کوچہ کی سیر کرتا ہے اور اپنے ساتھیوں کے عادات واطوار کی نقل کرتا ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ ماحول خراب ملے تو اس کا درست کرنا استاد ووالدین کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے اکثر ممالک میں ابتدائی تعلیم کا پرائمری تعلیم سے پہلے انتظام ہوتا ہے۔ جہاں کھیل کود میں بچہ معمولی باتیں سیکھتا ہے اور خراب ماحول سے محفوظ رہتا ہے۔ ہندوستان میں بھی ایسے مدارس کی ضرورت ہے۔ (Residential School) کی تعلیم عمدہ اور سماجی ماحول کے سبب اچھی مانی جاتی ہے۔ چونکہ یہاں طلبا ایک اچھے ماحول میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور استاد کے نیک اوصاف کی نقل کرتے ہیں۔ یہ انتظام زمانہ قدیم میں بھی تھا جبکہ والدین اپنے بچے کو تعلیم کی خاطر کسی استاد کے سپرد ایک عرصہ کے لئے سونپ دیتے تھے۔ جہاں وہ خراب ماحول سے محفوظ رہتا تھا اور محنت۔ جفاکشی اور فرمانبرداری جیسی صفات اس میں پیدا ہو جاتی تھیں۔

تربیت:۔ مدرس کو نہ صرف صحیح تعلیم وتربیت کے وسائل اور ذرائع ہی معلوم کرنے چاہئیں بلکہ اس کے لئے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ بچے کے فطری قواعد کیا ہیں اور اس کی طبعی استعداد کتنی ہے۔ تاکہ وہ موزوں ماحول یعنی وسائل تعلیم وتربیت اختیار کرکے ٹھیک رہنمائی کرسکے۔ بچہ جس شعبہ کے موافق قدرتاً نظر آئے اس کو اسی شعبہ میں تربیت دی جائے۔ تاکہ اس کی کوئی طبعی قابلیت استعمال میں نہ آنے کی وجہ سے مردہ نہ ہوسکے۔ موافق ماحول میں تعلیم وتربیت کا ہونا بچہ کی مناسب وموزوں نشوونما کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اگر تندرست اور خوشحال ماحول میں بچوں کی تعلیم وتربیت کا انتظام نہ ہو تو ماں باپ کی یہ غفلت اور بے فکری اولاد کی تباہی وبربادی کا باعث بن سکتی ہے۔ مختصر یہ کہ بچہ کی قسمت کا ستارہ اس کے ماحول اور وراثت کے اثرات سے مل کر بنتا ہے اور والدین اس ستارے کی چمک دمک کے تمام تر ذمہ دار ہوتے ہیں۔

جسمانیات

درجۂ اوّل میں جسمانی تعلیم کا ایک سبق

(از مسٹر محمد اسحٰق متعلم سال دوم)

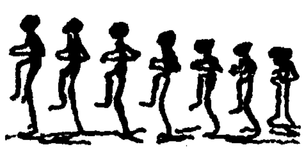
وقت:۔ ۴۰ منٹ

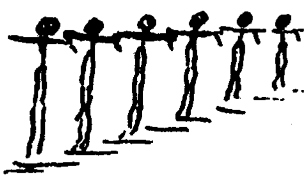
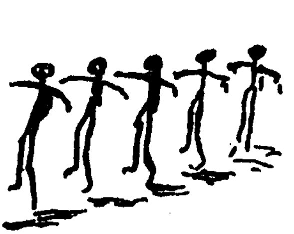
سبق خاص:۔ جسمانی تعلیم (دانیالسن سلیبس)

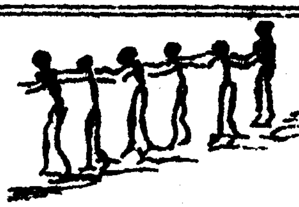
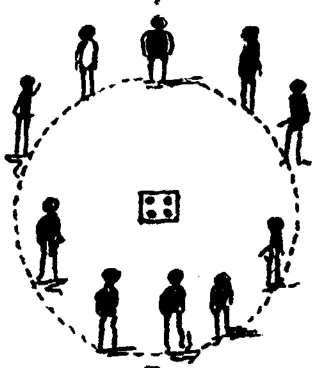
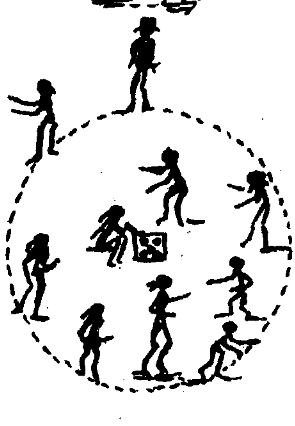
منازل:۔ مارچنگ (۵ منٹ)، نقل بازی (۱۰ منٹ)، کھیل (۲۵ منٹ)

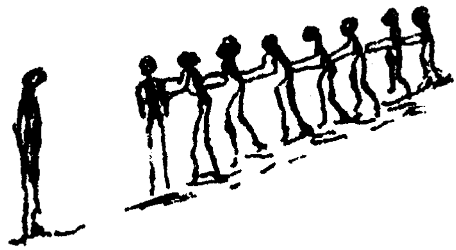
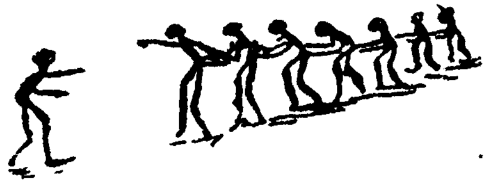
مقاصد:۔ عمدہ جسمانی ساخت بنانا۔ اعضائے جسمانی کی نشو و نما کرنا۔ نظام عصبی اور آلات تنفس کی تحریک۔ فرمانبرداری کا مادّہ پیدا کرنا۔ جسم کے ابتدائی حرکات میں مہارت پیدا کرنا۔ چند صحت افزا عادات پیدا کرنا۔

ضروری اشیاء:۔ کھانے کی چیزیں (پھل میوہ۔ مٹھائی وغیرہ) آنکھیں ڈھاکنے کے لئے پٹیاں۔

مدارج	حرکات	احکامات
		لڑکوں کو قد کے لحاظ سے ایک قطار میں کھڑا کیا جائے گا۔ سپاہی کی طرح تن کر کھڑے ہو جاؤ۔
		آ.. .. .. رام
		ہش.. .. .. یار
	ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ وغیرہ	سیدھی طرف سے نمبر .. .. شمار
مارچنگ۔		مارک ٹائم.. .. .. مارچ
		ہر قدم پر تالی بجاؤ
		بایاں دایاں بایاں دایاں

مدارج	حرکات	احکامات
		سیدھی طرف .. .. پھرو
		آگے.. .. .. بڑھو
		بایاں ۔ دایاں ۔ بایاں ۔ دایاں
		پیچھے.. .. .. پھرو
		مو.. .. .. قوف
		ایک ———— دو
		آ.. .. .. رام
		ہش.. .. .. یار
نقل بازی (۱)	"پرندوں کا اُڑنا"  	اب پرندوں کی طرح جگہ پر اُڑنا ہے۔ دونوں ہاتھ بازوؤں کی طرف سیدھے کرو اور ہاتھوں کے پنجوں کو ڈھیلے چھوڑ کر جگہ پر کود و۔ بازوؤں کو ہلاؤ اور منہ سے کائیں کائیں کی آواز نکالو جس طرح کہ کوا آواز کرتا ہے اور پر ہلاتا ہے پنجوں کو ہلاتے ہوئے اور کائیں کائیں کی آواز کرتے ہوئے ہمارے پیچھے پیچھے چلو۔
		رُک.. .. .. جاؤ
		آ... .. .. رام
		ہش.. .. .. یار
" (۲)	"مینڈک کا پُھدکنا"	اب مینڈک کی طرح پھدکتے ہوئے چلنا ہے۔ تمام لڑکے اپنے ساتھ والے کے کندھوں پر

مدارج	حرکات	احکامات
		دونوں ہاتھ رکھو۔ اب آہستہ آہستہ جگہ پر ایسے کودو کہ ہاتھ نہ چھوٹنے پائیں۔ اب دھیرے دھیرے کودتے ہوئے آگے بڑھو۔ رُک .. .. جاؤ آ .. .. رام ہش .. .. یار
کھیل۔(۱)	"جگہ پہچاننا"  	کھلاڑیوں کی ترتیب:۔ پوری جماعت ایک دائرہ کی شکل میں کھڑی رہے گی۔ ان کے بیچ میں دسترخوان پر کچھ کھانے کی چیزیں رکھی ہوں گی۔ طریقۂ عمل:۔ دسترخوان بتا کر ہر بچّہ کی آنکھ کو پٹّی باندھ دی جائے گی اور چار چھ چکر ہر بچّہ کو جگہ پر دیکر چھوڑ دیا جائے گا۔ بچّے اپنے اندازے سے دسترخوان تلاش کرکے چیزیں کھائیں۔ ہدایات:۔ آنکھوں کی پٹیاں نہ چھوڑی جائیں۔ پٹی آنکھ سے نہ ہٹائی جائے۔
؍؍ (۲)	"چیل اور مرغی کا بچّہ"	کھلاڑیوں کی ترتیب:۔

مدارج	حرکات	احکامات
		پوری جماعت ایک قطار میں ایک دوسرے کے پیچھے کھڑی رہے گی اور ہر بچہ اپنے آگے والے کی کمر کو پکڑے رہے گا اور ایک بچہ قطار سے باہر کھڑا رہے گا۔
		**طریقۂ عمل:-** ہر لڑکا اپنے آگے والے کی کمر پکڑلے۔ ایک بچہ لائن سے باہر رہے جو (چیل) کہلائے گا۔ قطار کے سامنے والا لڑکا اپنے دونوں ہاتھ بازو کی طرف پھیلا دے۔ جو بچہ چیل بنا ہے وہ قطار کے اخیر لڑکے کو (جو کہ مرغی کا بچہ بنا ہے) پکڑنے کی کوشش کرے۔ لیکن قطار کے سامنے والا لڑکا (جو کہ ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے) پوری قطار کو پہلی حالت میں رکھکر چیل سے مرغی کے بچہ کو بچانے کی کوشش کرے۔ اس طرح یہ کھیل جاری رہے گا۔ دورانِ کھیل میں مدرس بچوں کو ہدایت کرتا رہے اور بچوں کو بدل بدل کر چیل بننے کا موقع دیتا رہے۔ محمد اسحٰق متعلم درجۂ سالِ دوم (الف) گورنمنٹ اردو نارمل اسکول (امراؤتی)

عامہ معلومات

نقوشِ زرّیں

(از جناب شیخ مہتاب صاحب ادیب کامل (آگرہ) مدرس اُردو پریکٹسنگ اسکول امراؤتی)

۱۔ علم وہ آئینہ ہے جس میں محبت وہنر کی صورت نظر آتی ہے۔ (ارسطو)

۲۔ سخاوت یہ ہے کہ تم اپنی حیثیت کے موافق ہر شخص کی حاجت روائی کرو۔ (سقراط)

۳۔ بغیر بلائے کسی کے یہاں جانا۔ بغیر پوچھے بات کہنا اور ہر کسی کا اعتبار کرلینا بیوقوفی کی علامت ہے۔ (بدرجی)

۴۔ شیطان کے پاس پہنچنے کا سیدھا راستہ شراب ہے۔ (لوتھر)

۵۔ مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور پھر اس کا کہنا مانتا ہے (حضرت عثمان)

۶۔ ہر کام نیت کے ساتھ ہے اور ہر شخص کو اپنی عبادت سے وہی اجر ملیگا جسکی وہ نیت رکھتا ہے۔ (امام غزالی)

۷۔ کوئی شئے بھی ایسی مضرت رساں نہیں جیساکہ وقت کو فضول ضائع کرنا۔ (لقمان)

۸۔ جب عقل کامل ہوجاتی ہے تو بولنا کم ہوجاتا ہے۔ (حضرت ابوبکر)

۹۔ دنیا کو پُل کی طرح جانو۔ اس پر سے گذر جاؤ لیکن اسے آباد نہ کرو۔ (حسن بصری)

۱۰۔ عورت گلاب کا غنچہ ہے لیکن اس میں خود رائی کا کانٹا لگا ہوا ہے۔ (ٹینی سن)

۱۱۔ کسی کے ہاتھ میں ایسی گھڑی بنانے کی قدرت نہیں جو میری زندگی کے گذرے ہوئے گھنٹے بجا سکے۔ (ڈکسن)

۱۲۔ اگر آپ کی خوشی کے دن طولانی نہیں ہوتے تو رنج کی گھڑیاں بھی جلد گزر جاتی ہیں۔ ”

۱۳۔ اگر گنہگار کو یہ معلوم ہوجائے کہ مجھ کو قصور معاف کرنے میں کیا لذت حاصل ہوتی ہے تو کوئی شخص میرے پاس سوائے گناہ کے کبھی کوئی تحفہ نہ لائے۔ (خلیفہ ہارون)

۱۴۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ کسی آدمی کو نقصان نہ پہنچے۔ (ہیورس)

۱۵۔ رات گناہ کا موسم ہے۔ جس قدر ایک رات میں گناہ ہوتے ہیں اسیقدر ہفتہ بھر کے دنوں میں نہیں ہوتے۔ (رینالڈ)

۱۶۔ بچپن میں شرمیلے رہو۔ نوجوانی میں اعتدال پسند ہو۔ جوانی میں منصف اور بڑھاپے میں کفایت شعاری سیکھو۔ (سقراط)

آبادی کا مقابلہ

(از جناب سید تمیز الدین صاحب تمیز مدرس اُردو پریکٹسنگ سکول امراوتی)

ہندوستان کی مردم شماری ہر دس سال بعد ہوتی ہے۔ ۱۹۳۱ء اور ۱۹۴۱ء کے اعداد و شمار ذیل میں کہیں پیش کئے گئے ہیں۔ ان کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ "افزائش نسل" کے اہم فرائض میں مسلمانوں کا زیادہ حصہ ہے۔ اس لئے وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ۱۹۵۱ء میں جب مردم شماری ہوگی تو مسلمان اسی تناسب سے آگے بڑھیں گے۔ مسلمانوں کی اس نسلی ترقی میں کچھ مذہب کا ہاتھ ہے اور کچھ مسلم صوبجات کا جغرافیائی محل وقوع کارفرما ہے۔ ہر مسلمان مقررہ شرائط کے تحت بیک وقت چار بیویاں رکھ سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں آبادی ترقی پذیر رہے گی۔ شمالی ہندوستان میں سردی کافی پڑتی ہے اور پھل اور گیہوں کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ سرد علاقے کے رہنے والے لوگ گرم علاقے کے لوگوں سے طبعاً مضبوط اور قوی الجثہ ہوتے ہیں۔ اس لئے سائنٹفک نظریہ سے ان کی آبادی بڑھنا چاہیئے۔

اکثر مدرسین حضرات یہ نہیں جانتے کہ آبادی کا تناسب جغرافیہ پڑھانے کے لئے کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ آبادی پر تعلیمی ترقی کا انحصار ہے اور تعلیم کے بعد تمدن پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ تعلیم و تمدن جب کسی قوم میں عام ہو جاتا ہے تو وہ دنیا کی ترقی یافتہ قوم کہلاتی ہے۔ تعلیم یافتہ قوم میں ضد۔ ہٹ دھرمی۔ تعصب۔ مغائرت اور چھوت چھات کے جذبات نہیں ہوتے بلکہ وہ فراخدل اور عدل و مساوات کی پابند ہوتی ہے۔ اس کے نزدیک میر فالین اور گدائے پوشنین ایک جیسے ہوتے ہیں۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ دنیا کی عظیم ترین آبادی کا ملک "ہندوستان" تعلیم میں سب سے پیچھے ہے۔ حالانکہ اصولاً اس کو سب سے آگے ہونا چاہیئے۔

خدا کا شکر ہے کہ اب ہندوستانی اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس ملک کا ہر متنفس تعلیم یافتہ ہو۔ چنانچہ ہر شہر اور ہر قریہ میں خواندہ لوگوں کی تعداد بتدریج بڑھ رہی۔

اگر نظامِ حکومت ہندوستانی ہاتھوں میں منتقل ہوگیا تو تعلیم کی رفتار زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھنے کی امید ہے۔

ہندوستان کی آبادی سنہ ۱۹۳۱ء میں	ہندوستان کی آبادی سنہ ۱۹۴۱ء میں
ہندو (اچھوت ملاکر) ۲۳ کروڑ ۸۲ لاکھ ۳۰ ہزار	ہندو (اچھوت ملاکر) ۲۸ کروڑ ۹۰ لاکھ
مسلم:- ۷ کروڑ ۷۷ لاکھ ۴۳ ہزار	مسلم:- ۹ کروڑ ۲۰ لاکھ
سکھ:- × ۴۳ لاکھ ۶ ہزار	سکھ:- ۵۶ لاکھ ۹۱ ہزار
عیسائی:- × ۵۹ لاکھ ۶۱ ہزار	عیسائی:- ۶۰ لاکھ (علاوہ اینگلو انڈین)

ہندوستان کی مردم شماری غالباً سنہ ۱۸۹۱ء سے ہو رہی ہے۔ تازہ مردم شماری سنہ ۱۹۴۱ء میں ہوئی۔ سنہ ۱۸۹۱ء سے سنہ ۱۹۴۱ء تک ہر صوبہ میں جو فیصدی اضافہ ہوا اس سے ایک خاص نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔ پہلے آپ ذیل کے نقشہ میں شرح اضافہ ملاحظہ فرمائیے۔

سنہ ۱۸۹۱ء سے سنہ ۱۹۴۱ء تک ہر صوبہ میں فیصدی اضافہ

بنگال	پنجاب	سرحد	سندھ	آسام	مدراس	بمبئی	بہار	سی۔پی	یو۔پی
۲۰٫۳	۲۰٫۵	۲۵٫۲	۱۹٫۷	۱۸٫۳	۱۱٫۶	۱۵٫۹	۱۲٫۳	۹٫۷	۱۳٫۷

گویا بچوں کی پیدائش کے لحاظ سے پہلا نمبر صوبۂ سرحد کا ہے۔ اس کے بعد پنجاب کا اور پھر بنگال کا ہے۔ ان تمام صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اس لئے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ بچوں کی پیدائش میں مسلمانوں کو تفوق حاصل ہے۔ صوبۂ اڑیسہ کی آبادی میں یہ اضافہ ہندوستان میں سب سے کم ہو رہا ہے اور اس کے بعد کم اضافہ والوں میں ہمارے صوبۂ سی۔پی کا نمبر ہے۔ ہندوستان میں عورتوں کی تعداد مردوں سے کم ہے۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں ایک ہزار مردوں کے بالمقابل ۹۲۰ عورتیں تھیں اور سنہ ۱۹۴۱ء میں ایک ہزار مردوں کے بالمقابل ۹۳۵ عورتیں رہیں۔ ہندوؤں میں مسلمانوں کی بہ نسبت عورتوں کی تعداد زیادہ ہے یعنی ایک ہزار مرد ہوں تو ہندوؤں میں ان کے بالمقابل ۹۹۴ عورتیں ہوں گی اور مسلمانوں میں ایک ہزار مرد ہوں تو ان کے بالمقابل ۹۰۳ عورتیں ہوں گی۔

مسلمانوں کی آبادی کا صوبہ وار فیصدی تناسب

صوبہ	مسلم آبادی	فیصدی مسلمان	صوبہ	مسلم آبادی	فیصدی مسلمان
پنجاب	ایک کروڑ ۶۲ لاکھ ۱۷ ہزار	۵۷	مدراس	۳۸ لاکھ ۹۶ ہزار ۴ سو	۸
بنگال	۳ کروڑ ۳۰ لاکھ ۵ ہزار	۵۵	بمبئی	۱۹ لاکھ ۲۰ ہزار تین سو	۹٫۲
آسام	۳ لاکھ ۴۴ ہزار	۳۴	یو۔پی	۸۴ لاکھ ۱۶ ہزار تین سو	۱۵٫۳
سرحد	۲۷ لاکھ ۸۸ ہزار سات سو	۹۲	سی پی	۷ لاکھ ۸۳ ہزار سات سو	۴٫۷
سندھ	۳۲ لاکھ ۸ ہزار تین سو	۷۰	بہار	۴۷ لاکھ ۱۶ ہزار تین سو	۱٫۷
بلوچستان	۴ لاکھ ۳۸ ہزار	۸۷٫۵	اڑیسہ	۱ لاکھ ۴۶ ہزار تین سو	۱٫۷
کشمیر	۳۰ لاکھ ۷۳ ہزار	۷۷٫۱	میسور	۴ لاکھ ۸۵ ہزار دو سو	۶٫۶
حیدرآباد دکن	۲۰ لاکھ ۹۷ ہزار	۱۳	ٹراونکور	۴ لاکھ ۳۴ ہزار ایک سو	۷٫۵

ہر مدرس کے پاس یہ معلومات رہنا ضروری ہے۔ ورنہ خصوصاً اونچی جماعتوں کے طالب علم جب ماسٹر صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ ریاست حیدرآباد میں مسلمان کیا فیصدی تناسب رکھتے ہیں تو ماسٹر صاحب سوچتے ہیں کہ وہاں عثمان الدولہ کا مسلم راج ہے۔ اس لئے مسلمان ہی زیادہ رہتے ہوں گے۔ اس بنا پر کہہ دیتے ہیں کہ ریاست حیدرآباد میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ ایسی ہی غلطی عدم معلومات کی وجہ سے کشمیر کے متعلق ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہاں کا راجہ ہندو ہے لیکن اکثریت مسلمانوں کی۔

بہارستان

جلد ۲۱ | اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ عیسوی | نمبر ۱۱۲

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آسمانی تعلیم

شرافت و نجابت کا انحصار خون و نسب پر نہیں بلکہ ہر انسان کے اپنے اعمال اور اخلاق پر ہے۔ (القرآن)

اِفتتاحیات

(۱) گورنمنٹ اردو نارمل اسکول

اور

جشنِ آزادی

ایک وہ زمانہ تھا کہ "ہندوستان" "جنت نشاں" کی دیرینہ عظمت و شوکت مغربی سیلاب میں تنکے کی طرح بہی جارہی تھی۔ ہوائے مغرب نے ہندوستانیوں کی روح کو تڑپا کے بے تاب کر دیا تھا اور مادرِ وطن بیتاب ہو کر چیخ رہی تھی۔

جذبۂ احساسِ ملک و قوم محوِ خواب ہے
سازِ بیداری ابھی تک تشنۂ مضراب ہے (افسر)

چند جاں نثارانِ وطن اس دردناک چیخ کی تاب نہ لا سکے اور راہِ آزادی پر گامزن ہونے کے لئے مستعد ہو گئے۔ اپنے ان ہی فرزندوں پر مادرِ وطن حشر تک فخر کناں رہے گی کیونکہ ؎

سرفروشانِ وطن اُٹھے، بڑھے پروانہ وار
جلوہ ہائے شمعِ آزادی پہ ہو بیٹھے نثار (افسر)

افسوس ہے کہ آج ہمارے "جشنِ آزادی" میں شہیدِ ملت ٹیپو سلطان، بہادر شاہ ظفر، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، تلک سی۔ آر داس، پنڈت موتی لال نہرو اور سوباش چندر بوس جیسی فخرِ روزگار ہستیاں موجود نہیں ہیں لیکن یقینِ واثق ہے کہ اپنے خوابِ آزادی کو رہینِ تعبیر دیکھکر ان ہستیوں کی ارواح عالمِ باقی میں ہم سے زیادہ مسرت کناں اور شاداں ہوں گی اور فرطِ مسرت میں جھوم کر گنگنا رہی ہوں گی ؎

کھل گیا زندانیوں پر آج آزادی کا باب
ہوگیا شرمندۂ تعبیر اک دیرینہ خواب (افسر)

بظاہر یہ انقلاب ایک پُرامن انقلاب ہے لیکن حقیقت بیں نظریں اُن رنگین افسانوں پر بھی ہیں جو اس انقلاب کا پس منظر ہیں اور جن کی رنگینی شہیدانِ ملک و قوم کے خون کی رہینِ منت ہے۔ "حصولِ آزادی" کے لئے ان شہیدوں کی مسلسل تین سو سال تک جدوجہد، پسینہ کی طرح بہایا ہوا خون، جنگِ پلاسی، میدانِ سری رنگاپٹم، میسور کی لڑائیاں، ۱۸۵۷ء کا ہنگامۂ غدر، چاندنی چوک میں پھانسی کے پھندوں پر لٹک کر پھڑکنے والی لاشیں، تحریکِ خلافت، سوراج کے زمانے کی گولیوں کی بوچھار، قیدخانوں کی زنجیروں کی جھنکار، ۱۹۴۲ء کی بغاوت اور دلدادگانِ وطن کی بے لوث خدمات اور عظیم المثال قربانیاں ایسے عظیم الشان واقعات ہیں جن پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔

ہندوستان کے اس پُرامن انقلاب یعنی "حصولِ آزادی" کا سہرا موجودہ ہستیوں میں سے جن کے سر باندھا جاسکتا ہے ان میں سے چند "مہاتما گاندھی، پنڈت جواہر لال نہرو، محمد علی جناح، سردار ولبھ بھائی پٹیل، لیاقت علی خاں، مسز سروجنی نائیڈو، مسز وجے لکشمی پنڈت اور پنڈت روی شنکر شکلا ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی متعدد ہستیاں ایسی ہیں جن کی گراں قدر خدمات کا تذکرہ "آزادیِ ہند" کے ضمن میں باعثِ فخر و مباہات ہے لیکن ادارہ اپنی بے بضاعتی پر بے حد متاسف و شرمندہ ہے کیونکہ صحیفہ کی تنگ دامانی طوالت کی متحمل نہیں ہوسکتی۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ وہ قومیں جن کے قوائے حیات صدیوں کی محکومی اور غلامی سے

شل ہو چکے ہیں، زندگی کی جدو جہد کے بجائے موت کا سکون پسند کرتی ہیں لیکن مذکورالصدر ہستیوں کے کارہائے نمایاں نے ثابت کر دکھایا کہ زندہ قوموں کی ہر ادا میں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں یہی وہ قابلِ صد مبارکباد ہستیاں ہیں ؎

جن کو فکرِ عشرت و راحت بھی وجہ ننگ ہے
زندگی جن کی نظر میں اِک مسلسل جنگ ہے
(افسر)

اُن ہی کی بدولت نہ صرف شہیدانِ ملک و ملت کی بیتاب ارواح کو سکون نصیب ہوا بلکہ مادرِ وطن آج غلامی کے طوق و سلاسل سے آزاد ہو کر فخر سے اپنا سر بلند کئے ہوئے ترقی یافتہ اور حکمراں ممالک کی صف میں جلوہ گر ہے۔ یہ سپاہیانِ وطن اسلحہ جاتِ جنگ سے بے نیاز تھے مگر ہاں! ان کے پاس "عدمِ تشدد"، "عدمِ تعاون" اور "ضبطِ نفس" کے ایسے کاری آلات تھے کہ جنکے سامنے اس "دانش افرنگ" کو جس کی دھاک اقصائے عالم پر بیٹھی ہوئی تھی اپنے تمام ہتھیار ڈالدینے پڑے۔ اِن عَلَم بردارانِ آزادی کی جد و جہد، عزم بالجزم، تدبّر و فراست، جذبۂ ایثار، بے غرضی و بے لوثی باعثِ فخر اور ناقابلِ فراموش ہے۔ اب یہ فرض ہمارا ہے کہ ہم ان کی سعی پیہم کے حاصل "آزادی" کو دائم و قائم رکھیں اور اس کو مستقل صورت بخشنے کے لئے اپنے باہمی بغض و عناد کو یکسر بھول کر اپنی عزیز ترین چیز بھی قربان کرنے کے لئے بُخل سے کام نہ لیں۔

آزادی ہر انسان کا پیدائشی حق ہے اور اس کے حصول پر جس قدر فخر و ناز کیا جائے کم ہے۔ وہ دن جو پیامبر آزادی ہو بے شک اس قابل ہے کہ تاریخ میں اس کا تذکرہ جلی حرفوں میں کیا جائے "تاریخِ ہند" میں یہ شرف "۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء" کو حاصل ہے جس روز ایک ایسا آفتاب نمودار ہوا جس کی زرپاش شعاعوں نے غلام آباد ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے غلامی اور محکومی کی تاریکی دور کر دی اور جس کو دیکھتے ہی تمام ہندوستانی فرطِ مسرت میں پکار اُٹھے ؎

مژدہ اے ہندوستاں اِک انقلاب آیا ہے آج
تیری قسمت کو جگانے آفتاب آیا ہے آج
(افسر)

حکمارِ سابق اس دن کو اپنے لئے منحوس گردانیں تو گردانیں لیکن ہندوستانیوں کے لئے یہ ایک

روزِ سعید ہے کیونکہ آج اغیار کے تصرف کا جنازہ سرزمینِ ہند سے نکل چکا ہے اور ظالمانہ و غاصبانہ قوتوں کے خلاف ہماری جدوجہد کامیابی کی پہلی منزل میں داخل ہوئی ہے۔ یہ دن اس لئے بھی اہم اور قابلِ فخر ہے کہ اس دن نہ صرف مادرِ وطن غلامی کے طوق و سلاسل سے آزاد ہوئی بلکہ صفحۂ ہند سے ایک فرسودہ نظامِ حکومت کا باب حرفِ غلط کی طرح مٹ گیا اور "تاریخِ ہند" میں "آزاد جمہوری حکومت" کے ایک اہم باب نے اس کی جگہ لے لی۔ آج کم و بیش ۲ صدیوں کے بعد ہندوستان اپنی آزادی کی تاریخ دُہرا رہا ہے لیکن ایک انوکھی شان سے کیونکہ اب عنانِ حکومت کسی ایک کے ہاتھ میں نہیں بلکہ جمہور کے ہاتھوں میں ہے اور اب بادشاہِ ہند کوئی خاص شخصیت نہیں بلکہ عوام میں سے ہر شہری بجائے خود ایک بادشاہ ہے۔

لہٰذا درسگاہِ ہٰذا نے اپنے فطری، وطنی اور شہری وقار کے تقاضے سے بصد تعظیم و احترام اس یومِ سعید یعنی ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کا خیر مقدم کیا اور مادرِ وطن کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرنے کے لئے ایک "جشنِ آزادی" منایا۔ جسمیں شہر امراؤتی کی مقتدر ہستیاں جناب دیروامن راؤ جوشی صاحب۔ جناب ابوالحسن صاحب۔ جناب ڈاکٹر دوبے صاحب وغیرہم شریک تھیں۔ جناب دیروامن راؤ جوشی صاحب نے "پرچم کشائی" کی رسم ادا کی اور قومی جھنڈا ناز سے لہرانے لگا۔ بعدازآں محترم محمد مسلم صاحب سپرنٹنڈنٹ کی درخواست پر جناب دیروامن راؤ جوشی صاحب نے کرسیِ صدارت پر جلوہ افروز ہوکر جلسہ کی کارروائی شروع کی۔ چونکہ اس روز تمام شہر میں ہر جگہ جشنِ آزادی منایا جارہا تھا اس لئے وقت کی قلت کا خیال کرتے ہوئے جنابِ صدر اور سپرنٹنڈنٹ صاحب نے یکے بعد دیگرے ایک ایک مختصر لیکن جامع تقریر کی۔ طلبا نارمل اسکول نے ہم آواز ہوکر قومی نظمیں سُنائیں اور علامہ اقبال مرحوم کا قومی ترانہ "سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" فضا میں گونجنے لگا۔ بعدہٗ اس پُرامن انقلاب اور فتحِ عظیم پر بارگاہِ ایزدی میں ہدیۂ تشکر پیش کیا گیا۔ بچوں کو مٹھائی تقسیم کی گئی اور "ہندوستان زندہ باد! آزادیِ ہند۔ پائندہ باد!" کے مسرت بخش نعرہائے بلند کے ساتھ جلسہ برخاست کیا گیا۔

(بقیہ صفحہ ۶ کے تحت ملاحظہ ہو)

تعلیمیات

جسمانی تعلیم اور حکومت کی ذمّہ داری

(از ڈاکٹر وی۔ ایس جھا صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی، ڈائرکٹر تعلیمات، سی۔ پی و برار)

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ امرِ مسلّمہ ہے کہ انسان حکومت کا انمول سرمایہ ہے۔ انسان خود ہی حکومت کرتے ہیں اور خود ہی جزوِ حکومت ہیں۔ وہ اس کے قدرتی ذرائع کام میں لاتے ہیں اور اُن کو پیدا کرنے کے کارندے ہیں۔ وہ ریاست کو بیرونی حملوں سے محفوظ بناتے ہیں اور خود ان کی عادات وطرزِ زندگی خیالات پر معاشرت کے اندرونی امن کا انحصار رہتا ہے اور وہ جو کچھ فن و فلسفہ میں شامل کرتے ہیں اُس نے

(صفحہ ۵ کا بقیہ مضمون)

(ب) "خریداروں سے"

"بہارستان" کے نئے خریداروں میں سے بعض نے ماہِ جون کا پرچہ نہ ملنے کی شکایت کی ہے لیکن تعجب ہے کہ اُن کے شکایتی خطوط میں اُن کا اپنا پتہ کچھ اور ہے اور یہاں دفتر میں کچھ اور۔ نارمل اسکول سے فارغ التحصیل ہوکر امسال جو طلبا نکلے اُن کا پرچہ جو پتہ وہ دفتر میں چھوڑ گئے تھے اس پتہ پر گذشتہ ماہ کی ۱۶ تاریخ ہی کو روانہ کیا جا چکا۔ ہو سکتا ہے کہ موجودہ فضا کے پیشِ نظر کچھ پرچہ جات محکمۂ ڈاک و تار کی بدعنوانیوں کی نذر ہو چکے ہوں۔ پھر بھی ادارہ کی درخواست ہے کہ خریدارانِ بہارستان اپنے ہر تبدیل شدہ پتہ کی اطلاع دفتر کو دیتے رہیں تاکہ پرچہ روانہ کرنے میں دفتر کو آسانی رہے اور ان کو بھی شکایت کا موقع نہ ملے۔

(ایڈیٹر)

ملک کی تہذیب کے مرتبہ کا انحصار رہتا ہے اور جو کچھ وہ پیدا کرتے ہیں اس پر دولت کا۔ یہ بالیقین بے حد ضروری ہے کہ جو حکومت بناتے اور چلاتے ہیں، جو اس کی دولت میں اضافہ کرتے ہیں، جو اس کو محفوظ بناتے ہیں اور اس کا تہذیبی درجہ بلند کرتے ہیں وہ اس قابل ہونے چاہئیں کہ جو کچھ کریں وہ بہترین اور اعلیٰ ترین طریقہ سے کر سکیں۔ ان لوگوں کو اعلیٰ ترین زندگی گذارنا اور بہترین خدمت کرنا سیکھنا چاہیئے۔ اس سے کام نہیں چل سکتا۔ اگر ریاست میں سے صرف چند افراد کو "اعلیٰ ترین زندگی بسر کرنا اور بہترین خدمت کرنا" سکھایا جائے تو اجتماع کو اور دراصل ہر فرد کو ریاست میں اعلیٰ ترین طریقہ سے رہنا اور بہترین خدمت کرنا سیکھنا چاہیئے۔ جو یہ اسباق یاد نہیں کرتے وہ ریاست کو کمزور کرتے ہیں۔ اس حد تک ریاست سرسبز، پُرامن اور شادماں رہتی ہے جس حد تک اس کی آبادی میں "اعلیٰ رہنا اور بہترین خدمت کرنا" سیکھا گیا ہے۔ اپنی اندرونی و بیرونی حفاظت، اپنی اقتصادی ترقی و ارتقا، اپنی تہذیبی بلندی کے اُصول کے لئے یہ لازمی ہے کہ سب لوگ "اعلیٰ زندگی بسر کریں اور بہترین خدمت انجام دیں"۔

اس نقطۂ نظر سے جسمانی تعلیم سب کے لئے ہونی چاہیئے نہ کہ مدرسہ میں صرف چند منتخب افراد کے لئے اور وہ بھی محض دورانِ تعلیم مدرسہ میں۔ یہ ایک طویل کارروائی ہے اور جس حد تک افراد اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اس حد تک ان کو اس کے حاصل کرنے کے مواقع حاصل کرنے چاہئیں۔ علاوہ ازیں جسمانی تعلیم کے مختلف طریقے ہیں۔ جن کو لوچدار ترتیب دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ سب عمروں کے افراد کے لئے جو کہ متفرق مذاق رکھتے ہیں، مختلف ماحول میں رہتے ہیں اور مختلف اقتصادی درجے اور پیشے رکھتے ہیں موزوں اور مناسب حال ہو۔ میری یہ غرض نہیں ہے کہ میں ان سب طریقوں کو یہاں بیان کروں جن سے جسمانی تعلیم سب تک پہونچ سکتی ہے۔ اس بارے میں جو کچھ کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ کام بہت پیچیدہ ہے اور ایک ہی دستور مختلف حالات کے لئے موزوں نہیں ہو سکتا۔ کہنے کو تو حکومت کے جملہ طریقے یہ فرض کر لیتے ہیں کہ جسمانی تعلیم اُن کا فرض ہے۔ لیکن سب یکساں اس سے باخبر نہیں ہوتے اور یہ جو اہمیت اُس کو دیتے ہیں وہ متفرق سوالات پر مبنی ہوتی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ریاست کی پالیسی

میں سیاسی عقیدتمندی چاہیئے۔ کچھ ہی کیوں نہ ہو مگر اس سے ریاست کی جسمانی تعلیم کی ذمہ داری پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ معاشرتی زندگی کے بعض بنیادی اغراض ہیں۔ جن سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ موجودہ سیاست اقتصادی نقطۂ نظر سے محفوظ ہونا چاہیئے اور اس مقصد کے لئے اس کو ایک بڑے قابل اجتماع کی ضرورت ہے۔ جو پیداوار کا کام کر سکے۔ کام کی ایسی ترتیب ہونا چاہیئے کہ ہر انسان اپنی زندگی کے ایک سب سے بڑے حصہ تک خوبی اور عمدگی سے اس کو سرانجام دے سکے۔ کام میں عمدگی کا جز اسی حد تک ہوگا جس حد تک اپنے کام کو پسند کریں گے اور اس سے موافق ہوں گے تھکاوٹ اور پریشانی غیر اقتصادی امور ہیں۔ علاوہ ازایں موجودہ ریاست اندرونی و بیرونی طور سے بالکل محفوظ ہونی چاہیئے۔ ریاست کی حفاظت اس حد تک ہو گی جس حد تک وہ ان قوا سے متحد رہے گی۔ جن پر دُنیا کے امن کا دارومدار ہے۔ موجودہ معاشرت کو شادماں رہنا چاہیئے۔ اس کو خوشی پھیلانی چاہیئے جو کہ تندرستی اور مکمل جذباتی و اقتصادی تربیت سے پیدا ہوتی ہے۔ اقتصادی و سیاسی نقطۂ نظر سے آزاد رہنے کے لئے اور کم ترین معاشرتی بہبودی حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کل آبادی کو عمدہ جسمانی تعلیم حاصل ہو۔ جس قوم نے یہ حاصل نہیں کی وہ دراصل محفوظ نہیں۔ عمدہ اور عام جسمانی تعلیم معاشرتی حفاظت کی کلید ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی ریاست جسمانی تعلیم کو اپنی ذمہ داری کیوں قرار دے؟ جبکہ ملک میں متعدد ادارے، کلب، کھیلوں کی مجالس، ٹورنامنٹ کی انجمنیں اور اکھاڑے وغیرہ قائم ہیں جو جسمانی تعلیم کا کام کر رہے ہیں۔ یہ دلیل بھی پیش کی جا سکتی ہے کہ جو کام اپنی مرضی اور خوشی سے کیا جاتا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ قیمتی ہوتا ہے جو حکومت کی طرف سے خاص نظام کے ماتحت چلایا جائے۔ بعض لوگوں کو پورا یقین ہے کہ بہترین طریقہ کار یہی ہے کہ جسمانی تعلیم کا کام ایسی جماعتوں کو دیا جائے جو برضا و رغبت کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہ رائے توجہ دینے کے لائق ہے اور ہر شخص اس شہری شعور کو پیدا کرنے کے جذبہ کا خیر مقدم کرے گا اور اس اہم ذمہ داری کا بار اُٹھانے میں مدد کرے گا۔ بہرحال اب ضرورت اس امر کی ہے کہ جملہ نجی جماعتوں کا تعاون حاصل کرتے ہوئے، ریاست پر زور دینا چاہیئے کہ وہ جسمانی تعلیم کیلئے ایسی منظم اور مکمل جماعت

کی ترتیب دے جو اپنی ضروریات خصوصی، حالات اور خواہشات کے مطابق جسمانی تعلیم بہم پہونچائے اس کے علاوہ ریاست یہ بھی دیکھے کہ جو مواقع جسمانی تعلیم کے اس نے فراہم کئے ہیں ان سے ہر شہری متمتع ہو رہا ہے یا نہیں۔

جسمانی تعلیم کو جس بات کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ پہلے سے سوچا ہوا عمل ہے۔ اور صرف ریاست ہی اس کام کو سرانجام دے سکتی ہے۔ لیسی فیر (*Laissy Fair*) کی پالیسی اور عمل خطرات سے مملو ہے اور اس امر کا یقین نہیں کہ جسمانی تعلیم کے فوائد یکساں اور جلد سب تک پہونچ سکیں گے۔ علاوہ بریں ایک مرکزی مشین کی ضرورت ہے جو کہ ترقی پر نظر رکھے اور رکاوٹ پیدا کر سکے اور برابر عمل و تجربہ کی بڑھتی ہوئی روشنی میں اس میدان میں ترقی کا خیال رکھے۔ اس میں شک نہیں کہ مقامی و نجی جماعتوں اور نیز بڑی انجمنوں کو اس ضروری ملکی ذمہ داری میں حصہ لینے کے لئے ابھارنا چاہیئے۔ لیکن ریاست ہی کو تنہا ان سب کاموں میں ہم آہنگی اور ارتباط پیدا کرنا چاہیئے اور اس مضمون پر سائنس کے تازہ ترین خیالات سے ان کو آگاہ کرتے رہنا چاہیئے۔ اگر نجی جماعتیں کافی طور پر ترقی نہ کریں تو ریاست کو بالضرور دخل دینا چاہیئے۔ تشکیل مکمل ہونا چاہیئے اور اس بات کی باقاعدہ کوشش ہونی چاہیئے کہ کوئی بھی فرد سوسائٹی کے لئے ضرر رساں نہ ہو اور ہر شخص کو ایسے مواقع ملنے چاہئیں جن سے کہ وہ اپنی استعداد کے مطابق زیادہ سے زیادہ ترقی کر سکے۔

جسمانی تعلیم کا زندگی کے متفرق مدارج پر اثر ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کا اثر ریاست کے بہت سے محکموں پر ہوتا ہے۔ ملک میں کافی غذا کا ہونا لازمی ہے اور پھر مناسب قسم کی غذا کا جس سے عمدہ تندرستی حاصل ہو سکے۔ یہ محکمۂ زراعت کا فرض ہوگا۔ ملک میں کافی کپڑا، مکانات اور دوسری ضروریات زندگی کی اشیاء مہیا ہونی چاہئیں جن کے بغیر تندرست رہنا ممکن ہے۔ ریاست کو ایسا نظام قائم کرنا چاہیئے کہ ہر شخص کو مناسب طور پر کھانا اور کپڑا میسر آسکے۔ درحقیقت محکمۂ تعلیم کو اس بات کی ذمہ داری دی جائے کہ وہ ایسی تعلیم دے جس میں صحیح قسم کی جسمانی تعلیم شامل ہو۔ محکمۂ حفظانِ صحت بیماریوں اور وباؤں کے روکنے اور پھیلنے

نہ دینے کا ذمہ دار ہوگا۔ اس کے علاوہ ایک ایسی بھی جماعت درکار ہے جو شہریوں کی زندگی کو ایسی ترتیب دے کہ وہ حفظانِ صحت کی رو سے زندگی بسر کریں۔ بیکار اور بہت زیادہ کام کرنے سے روکا جائے اور سب کو آرام کرنے کا بھی موقع دیا جائے۔ اس بات کی بھی مناسب سعی لازمی ہے کہ فرصت کے اوقات میں صحیح تفریح کے ذرائع مہیا ہوں۔ ایک اچھی ریاست کی زندگی بہترین تعلیم ہوتی ہے۔ تقریباً ریاست کے تمام محکمہ جات جسمانی تعلیم سے متعلق ہیں اور یہ بات انفرادی جماعت کے اختیار و قابلیت سے باہر ہے کہ وہ اس کا ذمہ بجز ایک جزوی اور ظاہری طریقہ کے لے سکے۔ اس طرح ریاست کے کسی ایک خاص محکمہ کے لئے ناممکن ہے کہ وہ اس کو اپنا خاص کام تصور کرلے۔ ریاست کو ایک مرکزی نظام قائم کرنا چاہیئے جو کہ قوم کی بہبودی کے لئے جملہ محکمہ جات کی کارروائیوں کی رہنمائی کرسکے اور ان میں یکسانیت پیدا کرسکے۔

اصل واصول کے مطابق تمام جسمانی تعلیم کا منظم اہتمام کافی رقم چاہتا ہے اور صرف ریاست ہی کو چاہیئے کہ اس کے بہم پہونچانے کا ذمہ لے۔ حصول رقم کے لئے ریاست جو چاہے وہ ذرائع استعمال کرے خواہ محصول میں اضافہ کرے۔ خیراتی اداروں یا مخیر حضرات کی امداد حاصل کرے یا فضول خرچی کی مدات سے اس طرف رقوم مبذول کرے۔ جملہ طریقہ کی جسمانی تعلیم کے اداروں کے قیام و تجاویز کے اخراجات کی آخری ذمہ داری ریاست پر ہونا چاہیئے۔ روپیہ کی کمی کا بہانا ایک دلیلِ عبث ہے۔ کیونکہ ریاست کی دولت کا انحصار اس کے افراد کی جسمانی درستی پر ہے ایک زرخیز معاشرت کے لئے بڑی انسانی تعداد کی ضرورت ہے۔ اس لئے بچوّں کی اوائل عمر ہی میں اموات سے زندگی برباد نہ ہونی چاہیئے۔ یہ انسانی تعداد اقتصادی نقطۂ نظر سے مضبوط اور لائق ہونا چاہیئے۔ ایک بڑے عمیق نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو جسمانی تعلیم کے میدان میں روپیہ کا خرچ ریاست کے لئے بڑا اقتصادی مسئلہ ہے۔ وہ ریاست کبھی دولتمند نہیں ہوسکتی جو کہ اپنی رعایا کی جسمانی بہبودی پر بھروسہ نہ کرے۔

ایک دوسرا لازمی خیال جو کہ ریاست کو اپنی رعایا کی جسمانی تعلیم کی ذمہ داری کا احساس کرنے پر مجبور کرتا ہے، اس کی اپنی اندرونی و بیرونی حفاظت کا خیال ہے۔ یہ لابدی احساس ہے اور

اس پر ریاست کی زندگی کا دارومدار ہے۔ وہ قوم جو کمزور و ناتواں افراد پر مشتمل ہو، دنیا کے امن کے لئے بڑی خطرناک ہوتی ہے۔ کسی قوم کی قابلیت اس کے افراد کی جسمانی درستی، اور قوانینِ صحت کے مطابق ان کی زندگی اور عمل پر مبنی ہوتی ہے۔ یہ باتیں بیرونی حملہ اور اندرونی کشمکش کے خلاف یقینی و جمعی پیدا کرتی ہیں۔ بے شک ریاست کی حفاظت کے لئے ایک مضبوط فوج کی ضرورت ہوتی ہے لیکن صرف یہی فوج بیرونی حملہ کے خلاف ناکامی کی ضمانت ہے۔

تمام موجودہ ریاستوں نے اس لازمی ذمہ داری کو محسوس کر لیا ہے اور مانتی ہیں۔ رُوس جیسے ملک کی مثال سے اس فکر کا احساس ہو سکتا ہے جو اس کو اپنے ملک کے افراد کی جسمانی بہبودی کے مدارج بڑھانے میں لاحق ہوئی تھی اور جو تہیہ کر چکا تھا کہ اس دنیا کو جو کہ اس سے صدیوں آگے بڑھی ہوئی تھی لمبے لمبے قدم بڑھا کر پکڑے، بلکہ اور آگے نکل جائے۔ جرمن، اٹلی فرانس اور ترکی جیسے دوسرے ممالک کا سیاسی و اقتصادی نقطۂ نظر سے اس ذمہ داری کا اقرار کرنا ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے مقابل زیادہ قدامت پسند انگلستان جیسے ملک میں بھی، جہاں پر اس قدر کام نجی اداروں کو تفویض کیا گیا ہے۔ ریاست کو اس ذمہ داری کے احساس کی ضرورت جنگ کے چند سال پیشتر ہی ہو چکی تھی۔ ۱۹۳۵ء میں وزیر حفظان صحت کے اشارہ پر برطانوی انجمن طبیہ نے ایک کمیٹی قائم کی تاکہ "موجودہ جسمانی تعلیم کی حالت و جسمانی کیفیت کی ترقی کے نقطۂ نظر سے" جانچے۔ اس کمیٹی نے یہ سفارش کی کہ ایک مرکزی فرح بخش جسمانی تربیت کی کونسل قائم کی جائے اور یہ تجویز کی کہ قوم کی جسمانی حالت "قومی پیمانہ پر مساوی عمل و تدبیر سے حاصل ہو سکتی ہے جو کہ ایک مرکزی قوت اختیاری عمل میں لائے اور جو کہ موجودہ علم و تجربہ کو قومی عام مفاد کے مدنظر مجمع کرے۔" ۱۹۳۷ء میں دو قومی ایڈوائزری کونسلیں انگلستان میں قائم ہوئیں، ایک انگلستان اور ویلز کے لئے اور دوسری اسکاٹ لینڈ کے لئے۔ ہر ایک میں تیس ۳۰ ممبران (مرد و عورت) شامل تھے۔ ان کونسلوں سے کہا گیا کہ اس میدان کی پیمائش کریں اور گورنمنٹ کی ضروریات پر رائے دیں کہ کس طرح وہ پوری کی جا سکتی ہیں۔ اسی سال دو گرانٹ کمیٹیاں بھی بنائی گئیں تاکہ وہ عرضیاں قبول کریں اور گرانٹ کے لئے ان کی جانچ و پڑتال عمل میں لائیں اور ذمہ دار وزیر

کی منظوری کے بعد روپیہ تقسیم کریں۔ سنہ ۱۹۳۷ء میں تین سال کی ایک تدبیر کی گئی تاکہ جسمانی تعلیم کی تجاویز کے لئے اسباب مہیا کئے جائیں اور بیس لاکھ پونڈ کا مستقل سرمایہ اور ڈیڑھ لاکھ پونڈ کا دوری خرچ مہیا کر دیا گیا۔ ہمارے ملک کی ضروریات اس سے بھی زیادہ ہوں گی اور مجھ کو بہت کم شبہ ہے کہ قومی زندگی کے ان مبدل حالات میں کوئی بھی لازمی شے اس جانب مبذول کرنے سے درگذر نہ کریں۔

ضلع امراؤتی کے قدیم باشندے اور انکی تعلیم

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از جناب شیخ محمد یعقوب صاحب بی۔ ای۔ ایس۔ امراؤتی)

پیشتر اس کے کہ ان کوششوں کا ذکر کروں جو ہم نے قدیم باشندوں کی تعلیم کے سلسلہ میں ان اسکولوں میں کی ہیں جو گورنمنٹ نے اپنے دائرۂ اختیار میں اس مقصد سے لئے ہیں میں مختصراً ان صبر آزما لیکن عاجزانہ کوششوں کو بھی آپ کے علم میں لانا ضروری سمجھتا ہوں جو ہم نے قدیم باشندوں کے بچوں میں تعلیم کا شوق پیدا کرنے کے باب میں کی ہیں۔ قدیم باشندوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے اس مخصوص اسکول کو گورنمنٹ نے مبلغ ۲۴۰ روپیہ سالانہ کی امداد دینا منظور کیا ہے۔ محکمۂ تعلیم نے امراؤتی اور ایلچپور کے نارمل اسکولوں میں قدیم باشندوں سے متعلق استادوں کی تعلیم و ٹریننگ کے لئے بھی چند سیکشنوں کا اضافہ کیا ہے۔ قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ اچھے اور اہل استاد ان دیہاتی اور جنگلی علاقوں میں جانے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔ انھیں اپنے "بدنصیب ہمجنسوں" کی بہتری و بہبودی کے مسئلہ سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ہوتی۔ اسی طرح قدیم باشندوں میں سے جو لوگ ٹریننگ کے لئے شہری علاقوں کے نارمل اسکولوں میں بلائے جاتے ہیں وہ شہری زندگی سے اس قدر مانوس ہو جاتے ہیں کہ دیہاتی

علاقوں میں انھیں ٹریننگ کے بعد اپنی واپسی بارگراں معلوم ہونے لگتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس مقصد کو سامنے رکھ کر نارمل اسکولوں میں چند سیکشنوں کا اضافہ کیا گیا تھا وہ پورا نہ ہو سکا۔

گورنمنٹ نے جنگلی علاقوں میں قائم کیے ہوئے اسکولوں کی زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے لائحہ عمل مرتب کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ لائحہ عمل کی ترتیب و تشکیل میں ان انسپکٹران کا تجربہ بہت ضرور معاون ثابت ہوا۔ جنھوں نے ۴۵-۱۹۴۴ء کے سال میں بڑی جانفشانیوں کے بعد کچھ اصول و قواعد مرتب کیے تھے علاوہ ازیں جہاں منتخب انسپکٹران کی کانفرنس (جو ڈی۔ پی۔ آئی صاحب کے آفس میں ۱۳،۱۴ اور ۱۵ نومبر ۱۹۴۵ء کو ناگپور میں منعقد ہوئی) کے مباحثوں سے گورنمنٹ کو لائحہ عمل کی ترتیب میں آسانیاں بہم پہونچ سکیں وہاں جناب سید حیدر رضا صاحب رضوی موجودہ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ آف ایجوکیشن ایسٹ برار ڈویژن امراؤتی کی اہم اور پرخلوص کوششوں کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

لائحہ عمل کا مرتب کر لینا دراصل ہمارے مقصد کا کچھ ایسا شاندار آغاز نہیں ہے کہ جس کو بہت زیادہ اہمیت دی جا سکے۔ ابھی تو محض بطور تجربہ ان تجاویز کو ان مقامات پر عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے جہاں گورنمنٹ نے اپنے اسکول قائم کیے ہیں۔ میں انڈین مڈل اسکول واقع دھارنی کے متعلق مختصر روئیداد آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ بالکل اسی نقشہ کے مطابق جو گورنمنٹ نے منظور کیا ہے۔

(۱) عمارت۔ بمقام دھارنی اسکول اور بورڈنگ کے لیے ایک ارزاں اور معمولی قسم کی عمارت فی الحال تعمیر کر دی گئی ہے۔ اسکول اور بورڈنگ کی عمارتیں ہوادار بھی ہیں اور کشادہ بھی۔ ہر قسم کی سہولتیں قدیم باشندوں کے بچوں کو مہیا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بورڈنگ میں فی الحال تقریباً ۴۵ طالب علموں کے رہنے کی گنجائش ہے اور اسکول میں ۸۰ طالب علموں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

(۲) اسٹاف۔ ایک صدر مدرس جس کا گریڈ ۴۰-۲-۶۰ روپیہ ماہوار کا ہے مقرر کر دیا گیا ہے۔ صدر مدرس کے علاوہ ایک نائب صدر مدرس کا تقرر ۲۵-۱-۴۰ روپیہ ماہوار کے گریڈ میں کیا

جائے گا اور چار مدرسین کا تقرر ۲۰-۱-۳۵ کے گریڈ میں کیا جا سکے گا۔ ان سب مدرسین کو تنخواہ کے علاوہ مہنگائی کا مقررہ الاؤنس بھی دیا جائے گا۔ صدر مدرس کو ۸ روپیہ ماہوار کا ایک الاؤنس بھی دیا جائے گا بشرطیکہ وہ زراعت اور کاشتکاری کی تعلیم بھی دے سکے۔ پہلے نائب مدرس کو جسے بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ کے فرائض بھی انجام دینے پڑتے ہیں ۱۰ روپیہ ماہوار کا الاؤنس دیا جاتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ صدر مدرس کو کم از کم ۶۸ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے اور پہلے نائب مدرس کو کم از کم ۵۳ روپیہ ماہوار۔ باقی مدرسین کم از کم ۲۸ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔ مقامی ناقص آب و ہوا کی تلافی کے سلسلہ میں بھی ایک الاؤنس کی سفارش کی گئی ہے لیکن گورنمنٹ کی منظوری کا ہنوز انتظار ہے۔ تمام مدرسین (امدادی فنڈ سکیم) سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بورڈنگ میں ایک باورچی۔ ایک پانی بھرنے والا۔ ایک مہتر اور ایک چوکیدار مہیا کر دئے گئے ہیں۔ ان سب ملازمین کو مناسب تنخواہیں دی جاتی ہیں۔

(۴) **طالب علموں کیلئے آرام وسہولتیں**۔ چونکہ قدیم باشندوں کے بچوں کے لئے یہ مخصوص اسکول ابھی اپنی ابتدائی منزلوں میں ہیں اس لئے بچوں کو تعلیم اور اسکول کی طرف راغب کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ گورنمنٹ سے دھارنی کے "انڈین مڈل اسکول" کے طالب علموں کے لئے مندرجہ ذیل رعایتیں منظور کی ہیں۔

(الف) اسکول کی کل تعداد کے نصف تعداد کے طالبعلموں کو گورنمنٹ نے ڈھائی روپیہ فی طالبعلم ان کی ڈریسنگ کے سلسلہ میں دینا منظور کیا ہے۔ یہ مالی مدد اور رعایت اس طالب علم کو ملیگی جو ہر لحاظ سے اس کا اہل ہوگا۔ اسکول میں اس کی حاضری، اس کی تعلیمی ترقی اور اس کی غربت کو بطور خاص پیش نظر رکھا جائے گا۔

(ب) بورڈنگ میں رہنے والا ہر طالب علم جماعت کی قید و بند کے بغیر ۱۲ روپیہ ماہوار بطور وظیفہ پائے گا۔ خورد و نوش کا انتظام مفت کرنے کے بجائے گورنمنٹ نے انتظاماً یہ بہتر سمجھا ہے کہ وظیفہ دیا جائے اور اس میں سے کھانے کی مد کے اخراجات ہر مہینہ وضع کر لئے جایا کریں۔

(ج) اسکول کے ہر طالب علم کو قطع نظر اس کے کہ وہ قدیم باشندوں کا بچہ ہو یا نہ ہو۔ دوپہر

کے وقت ہلکی سی غذا مہیا کی جائے۔ اس مد میں گورنمنٹ نے ۴ روپیہ سالانہ فی طالب علم دینا منظور کیا ہے۔

(د) گورنمنٹ نے ۵۰ روپیہ کی رقم آلات موسیقی خریدنے کے لئے بھی منظور کی ہے۔

(ڈ) پرائمری اسکول کی جماعتوں میں فی طالب علم ڈھائی روپیہ اور انڈین مڈل اسکول کی جماعتوں میں فی طالب علم دس روپیہ گورنمنٹ نے دینا منظور کیا ہے۔ رقم مذکور طالب علموں کی کتابوں اور کاپیوں وغیرہ کے اخراجات کی مد میں ہے۔

(ذ) اسکول اور بورڈنگ میں بچوں کے ڈاکٹری معائنہ کے لئے بھی خاص انتظام کیا جائیگا۔

(ڈ) چونکہ قدیم باشندوں کو سبزی کی کاشت کا بڑا شوق ہوتا ہے اس لئے اس کاشت کا انتظام بھی کیا جا رہا ہے۔

(ذ) گورنمنٹ دھارنی انڈین مڈل اسکول سے متعلق ایک مرغی خانہ (Poultry Farm) قائم کرنا چاہتی ہے۔ ضروری اخراجات کا نقشہ اس سلسلہ میں زیر غور ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ گورنمنٹ نے قدیم باشندوں کے بچوں کو تعلیم کی طرف راغب کرنے کے لئے جملہ آسانیاں اور سہولتیں بہم پہنچانے کا تہیہ کر لیا ہے۔ ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن صوبہ متوسط و برار نے ایک اور کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا ہے جو نومبر کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہوگی۔ ہمیں امید ہے کہ اس کانفرنس میں شرکت کرنے والے تمام ڈی۔ ایس۔ ای اور انسپکٹر صاحبان اپنی متعدد جدوجہد کے بعد اور مفید تجاویز مرتب کریں گے۔ قدیم باشندوں کے بچوں کیلئے یقیناً "مشکل راہ" ثابت ہوں گی اور وہ تعلیم کی طرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں راغب ہو سکینگے۔

حضرات غور و فکر کے بعد اب اس کا فیصلہ آپ کرلیں کہ قدیم باشندوں کے بچوں کی تعلیم کے سلسلہ میں اب تک ہم نے کیا کیا ہے اور ہمیں ابھی کیا کچھ کرنا ہے۔ بڑی ضرورت ہے کہ ہم اس سرزمین کے ان "قابلِ توجہ سپوتوں" کی بہتری و بہبودی کی طرف مائل ہوں۔

مترجم
جناب توکل حسین صاحب ایم۔ اے۔ جبلپور

تعلیمی اشارے

مضمون اُردو جماعت دوم وقت ۴۰ منٹ

سبق خاص :۔ دو دوست کی کہانی۔

مقاصد :۔ (۱) ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کرنا۔ (۲) صحیح اور بامحاورہ گفتگو کی استعداد پیدا کرنا۔ (۳) طرز بیان سکھانا۔ (۴) تقریری مضمون کی قابلیت پیدا کرنا۔ (۵) معلومات میں اضافہ کرنا

سرخیاں	مضمون	طریقۂ تعلیم
تمہید		آج ہم ایک نئی کہانی سناتے ہیں
	بچے اشتیاق ظاہر کریں گے۔	کون کون سننا چاہتا ہے
		(ریچھ کی تصویر پیش کرکے
	یہ ریچھ ہے۔	یہ کیا ہے ؟
	جنگل میں پھر رہا ہے۔	یہ ریچھ کہاں پھر رہا ہے ؟
	کالا ہے۔	ریچھ کا رنگ کیسا ہے ؟
	ریچھ کے ناخن بلی جیسے ہوتے ہیں۔	ریچھ کے ناخن کس جانور جیسے ؟
	ریچھ کے بال لمبے ہوتے ہیں۔	ریچھ کے بال کیسے ہوتے ہیں
		(دو دوست کی تصویر پیش کرکے
	دو دوست معلوم ہوتے ہیں۔	یہ دونوں آپس میں کون معلوم ہوتے
	جنگل میں پھر رہے ہیں۔	یہ دونوں دوست کہاں پھر رہے ہیں
		(تیسری تصویر میں ریچھ کی طرف اشارہ کرکے
	ریچھ آتا دکھائی دے رہا ہے۔	یہ کون آتا دکھائی دے رہا ہے ؟
	درخت پر چڑھ گیا۔	ریچھ کو دیکھ کر ایک دوست کہاں چڑھ گیا

سرخیاں	مضمون	طریقۂ تعلیم
	زمین پر لیٹا ہوا ہے۔	دوسرا دوست کہاں لیٹا ہوا ہے؟
	اس کو درخت پر چڑھنا نہیں آتا تھا	یہ بھی درخت پر کیوں نہیں چڑھ گیا؟
		(چوتھی تصویر پیش کرکے)
	سونگھ رہا ہے۔	لیٹے ہوئے دوست کو ریچھ کیا کر رہا ہے؟
		لیٹے ہوئے دوست نے اپنا دم روک لیا تھا
	ریچھ نے اس کو مردہ سمجھا ہوگا۔	اس لئے ریچھ نے اس کو کیا سمجھا ہوگا؟
	چھوڑ دیا ہوگا۔	مردہ سمجھ کر ستایا ہوگا یا چھوڑ دیا ہوگا؟
		(پانچویں تصویر پیش کرکے)
	نیچے والے دوست کے پاس کھڑا ہے۔	درخت پر چڑھنے والا دوست کہاں کھڑا ہے؟
	باتیں کر رہے ہیں۔	دونوں دوست کیا کر رہے ہیں؟
	بچے اشتیاق ظاہر کریں گے۔	یہ کیا باتیں کر رہے ہیں کون کون معلوم کرنا چاہتا ہے؟
		درخت والے دوست نے پوچھا کہ "ریچھ نے تم سے کیا کہا"؟
		نیچے والے دوست نے کہا کہ "جو دوست مصیبت میں ساتھ نہ دے اس سے دوستی نہیں کرنا چاہیے"!
	جو دوست مصیبت میں ساتھ نہ دے اس سے دوستی نہیں کرنا چاہیے	اس کہانی سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

اِعادہ دو دوست جنگل کی سیر کر رہے تھے کتنے دوست جنگل کی سیر کر رہے تھے؟

ریچھ نظر آیا۔ ان کو راستہ میں کیا نظر آیا؟

ایک دوست درخت پر چڑھ گیا۔ ریچھ کو دیکھ کر ایک دوست کہاں چڑھ گیا؟

دوسرا دوست زمین پر لیٹ گیا۔ دوسرے دوست نے کیا کیا۔

لیٹنے والے دوست کو ریچھ نے سونگھا لیٹنے والے دوست کو ریچھ نے کیا کیا؟

مردہ ہے یا زندہ۔ یہ دیکھنے کیلئے سونگھا کیوں سونگھا؟

دم روک لیا تھا۔ اُس نے اپنا کیا روک لیا تھا؟

ریچھ نے اُسے مردہ سمجھا۔ اس لئے ریچھ نے اسے کیا سمجھا؟

درخت والا دوست نیچے اُترا۔ ریچھ کے جانے کے بعد کیا ہوا؟

ریچھ نے تمہارے کان میں کیا کہا۔ اس نے اُتر کر کیا پوچھا؟

جو دوست مصیبت میں ساتھ نہ دے دوسرے دوست نے کیا جواب دیا؟

اس سے دوستی نہیں کرنا چاہیئے۔

عملی کام

اس کے بعد دو لڑکوں کو دوست بنانا اور ایک لڑکے کو ریچھ بنانا اور ممکن ہو سکے تو ریچھ کے منہ پر "بیجا" (یعنی ریچھ کی شکل کا خول) باندھ دینا تاکہ جماعت کے لڑکے اس کو ریچھ سمجھ کر کافی دلچسپی لیں۔ ان سے بالترتیب وہی عمل کرانا جو کہانی میں بتایا جا چکا ہے۔ عملی کام کے بعد تختۂ سیاہ پر لکھی ہوئی کہانی پیش کرنا اور پہلے خود پڑھ کر سنانا۔ بعد میں کہانی کے اجزا کر کے طلبا سے سُننا۔ کہانی سنتے وقت طلبار کی نشست، حرکات

دو دوست کی کہانی

دو دوست جنگل کی سیر کر رہے تھے۔ ان کو راستہ میں ایک ریچھ نظر آیا۔ ریچھ کو دیکھ ایک دوست درخت پر چڑھ گیا۔ دوسرا دوست زمین پر لیٹ گیا اور دم روک لیا۔ ریچھ نزدیک

سرخیاں	مضمون	طریقۂ تعلیم
	آیا تو لیٹے ہوئے دوست کو مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد پہلا دوست درخت سے اُترا اور پوچھا "دوست ریچھ نے تم سے کیا کہا؟" دوسرے دوست نے کہا کہ "جو دوست مصیبت میں ساتھ نہ دے اس سے دوستی نہیں کرنا چاہیئے"۔	سکنات اور صحت الفاظ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔
جانچ		(ا) ہاں یا نہیں میں جواب دو۔
	نہیں	(۱) کیا ریچھ نے لیٹے ہوئے دوست کو کھا لیا؟
	ہاں	(۲) کیا دونوں دوستوں نے ریچھ کو دیکھا؟
	نہیں	(۳) کیا دونوں دوست درخت پر چڑھنا جانتے تھے؟
	ہاں	(۴) کیا ریچھ کا رنگ کالا ہوتا ہے؟
	نہیں	(۵) کیا سب دوست ایک جیسے ہوتے ہیں؟
		(ب) خالی جگہ مناسب لفظ چن کر پُر کرو۔
		(۱) ...... دوست جنگل کی سیر کر رہے تھے۔ [ایک۔ دو۔ تین]
		(۲) ریچھ کے ناخن ..... جیسے ہوتے ہیں۔ [آدمی۔ بلی۔ مُرغی]
		(۳) جو دوست مصیبت میں ساتھ نہ دے اس سے ..... نہیں کرنا چاہیئے۔ [دشمنی۔ دوستی۔ میل جول]

پرائمری تعلیم اور صوبہ ممالک متوسط

(از جناب محمد سلیمان صاحب بی۔ اے ٹیچر گورنمنٹ اردو نارمل اسکول امراؤتی)

صوبہ ممالک متوسط کا دستور حکومت نومبر ۱۸۶۱ء میں بنا اور اس کے ایک سال بعد محکمۂ تعلیم صوبہ میں قائم کیا گیا جس کا اوّل مقصد پرائمری تعلیم کی توسیع تھا۔ اس سے قبل مسجدوں و مندروں میں مکتب اور پاٹ شالائیں قائم تھے جہاں مذہبی تعلیم کے علاوہ زبان کے صرف و نحو منطق اور فلسفہ کی ابتدائی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ یہ تمام ادارے پبلک کے جمع کئے ہوئے سرمایہ پر چلتے تھے اور ان کی تمام تر کامیابی اسی پر منحصر تھی۔ چند ادارے ایسے بھی تھے جن کو گورنمنٹ کی طرف سے کچھ امداد مل جاتی تھی۔ محکمہ کے قائم ہونے پر جب پرائمری مدارس کھلنے شروع ہوئے تو مکتب اور پاٹ شالاؤں کی تعداد کم ہو گئی۔ ۱۸۸۰ء میں پرائمری مدرسین کی رہنمائی کے لئے ایک مینوئل اور پرائمری مدارس کا نصاب چھپوایا گیا اور ان کی تقسیم عمل میں آئی۔ اسی زمانہ میں صوبہ کا بڑا نقشہ چھپوانے کے علاوہ صوبہ کا جغرافیہ بھی لکھا گیا۔ پرائمری مدارس میں مندرجہ ذیل چار مضامین کی تعلیم دی جاتی تھی۔

(۱) زبان۔ پڑھنا، لکھنا اور اس کا صرف و نحو۔

(۲) حساب معہ زبانی حساب، کسر عام، کسر اعشاریہ کی جمع و تفریق۔

(۳) عام معلومات مع ایشیا اور ہندوستان کا جغرافیہ۔

(۴) حفظان صحت اور مسلمانوں کے زمانہ کی ہندوستان کی تاریخ۔

پرائمری تعلیم کا معیار یہ مقرر کیا گیا کہ کامیاب شدہ طلبا کتاب کو صاف طور پر پڑھ سکیں سلیس عبارت صحیح طور پر لکھ سکیں اور حساب کے سوالات صحت اور تیزی سے حل کر سکیں۔

گورنمنٹ کی اس توجہ سے پرائمری مدارس کی تعداد بڑھ گئی۔ محکمہ نے اس تعداد میں مزید اضافہ کرنے کے لئے ۱۸۸۱ء میں پرائمری نصاب کو کسی قدر آسان کر دیا۔ مضامین کی تعداد

کم کی گئی اور پڑھائی کے گھنٹے بھی پہلے سے مختصر کئے گئے۔ اس نصاب میں کتاب کا پڑھنا۔عبارت کا لکھنا۔ زبان کا صرف و نحو۔ حساب۔ ابتدائی سائنس۔مینول ٹریننگ و ڈرائنگ رکھے گئے۔ ان مضامین کے علاوہ مدرسوں میں باغ لگانے کے مشغلہ پر کافی زور دیا گیا۔ اسی دوران میں مدارس میں چھوٹے کتب خانوں اور ضلعوں کی جگہوں پر کھیلوں کی کانفرنسوں کا اجرا ہوا۔

سنہ ۱۹۰۶ء میں پرائمری مدارس کے نصاب میں صوبہ کی ضروریات اور لوگوں کے رجحانات کے پیشِ نظر پھر کچھ ترمیم کی گئی۔ ایسا کرنے سے نصاب مراٹھی اور ہندی اضلاع کے لئے نسبتاً زیادہ موزوں ثابت ہوا۔ باغیچہ لگانے کے مشغلہ پر پہلے کی طرح کوئی خاص زور نہیں دیا گیا۔

سنہ ۱۹۱۱ء میں مسٹر گوکھلے (پونا) نے ہندوستان میں جبری تعلیم کی تحریک پیش کی۔ گو یہ تحریک اس سال کوئی قانونی شکل نہ اختیار کر سکی۔ البتہ اس تحریک سے اپنے صوبہ کی پرائمری تعلیم پر خوشگوار اثر پڑا۔ پرائمری مدارس کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا۔ سنہ ۱۹۱۸ء میں پرائمری تعلیم کو عام کرنے کے لئے مدرسوں کو دیہاتیوں کی ضروریات اور ان کے حالات کے پیشِ نظر چلائے جانے کے اصول کو مقدم تسلیم کیا گیا۔ اس کی وجہ سے مدرسوں میں باغیچے لگانے کے مشغلہ کو دوبارہ زندہ کیا گیا تاکہ دیہاتی بچے اپنے گرد و نواح کے کھیتوں میں سمجھ کر دلچسپی لے سکیں۔ اتنا ہونے پر بھی لوگوں کی تعلیم کی طرف سے بے توجہی بڑھتی گئی۔ وہ سمجھنے لگے کہ مدرسہ کا وجود لڑکوں سے ہے نہ کہ لڑکوں کا مدرسہ سے۔ اس کا احساس ملک کے لیڈرانِ قوم کو ہوا۔ جس کی وجہ سے سنہ ۱۹۱۹ء میں مسٹر گوکھلے کی جبری پرائمری تعلیم کی تجویز نے پورے ہندوستان کے لئے قانونی شکل اختیار کی۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں جبری تعلیم کا قانون اس صوبہ کے لئے ممالک متوسط و برار کی مجلسِ قانون ساز نے بھی پاس کر دیا جس کی وجہ سے صوبہ کی مختلف جگہوں پر میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ کونسل کے ذریعہ جبری پرائمری تعلیم کے مدارس کھل گئے۔ جبری تعلیم سے مدارس کی تعداد میں کچھ اضافہ تو ہوا لیکن خاطر خواہ نہیں۔ اسی سال محکمۂ تعلیم کی توجہ جسمانی تعلیم کی طرف بھی ہوئی۔ اس لئے چند مدرسین کو حفظانِ صحت کے انسٹرکٹری کی تربیت دی گئی تاکہ اس مضمون کو پرائمری مدارس میں جاری کیا جائے۔

۱۹۰۶ء کے پرائمری تعلیم کے نصاب کو قابلِ ترمیم سمجھا گیا۔ اس وجہ سے ۱۹۲۴ء و ۱۹۲۴ء سال میں پرائمری تعلیم کا نیا نصاب تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر ہوئی اور اس کے تیار کردہ نصاب کو صوبہ کے پرائمری مدارس میں ۲۵-۱۹۲۴ء سے جاری کیا گیا۔ اس نصاب میں گذشتہ نصاب کی خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کی گئی اور صوبہ کی ضروریات کا کافی لحاظ رکھا گیا۔ نصاب کے جاری ہونے کے چند سال بعد ہی صوبہ میں اس کی طرف سے بیزارگی ظاہر ہوئی۔ ۳۳-۱۹۳۲ء میں چھتیس گڈھ سرکل میں ایک تجربہ کیا گیا کہ مختلف مضامین کو مربوط کرکے تعلیم دینا کس حد تک مفید ہوسکتا ہے۔ اس تجربہ میں عملی کام پر کافی زور دیا گیا۔ ۱۹۳۳ء میں صحتِ جسمانی برائے پرائمری مدارس، نام کا نصاب مرتب ہوا۔ اس کو چند مدارس میں تجربہ کے طور پر بھی چلایا گیا۔ ۱۹۳۵ء میں پھر پرائمری نصاب کو تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ اس نے ۱۹۳۶ء میں چھتیس گڈھ سرکل کے تعلیمی تجربہ کی روشنی میں اور جناب ڈسلوا صاحب کی مدد سے نصاب تیار کرکے چھپوایا۔ اس نصاب کو ۱۹۳۷ء میں چھتیس گڈھ سرکل میں ڈسلوا صاحب کی نگرانی میں ایک سال کے لئے تجربہ کے طور پر چلایا گیا۔ جبکہ صاحب موصوف اس سرکل کے انسپکٹر تھے۔ اس میں پرائمری تعلیم کے مقاصد اور پرائمری مدارس میں مختلف مضامین کو پڑھانے کے مقاصد کا تعین ہوا۔ دستکاری اور حفظانِ صحت پر کافی زور دیا گیا۔ شہری و دیہاتی مدارس کے بچّوں کی دستکاری تعلیم کا جدا جدا نصاب بنا۔ دستکاری میں بچیوں کے لئے اُمورِ خانہ داری رکھے گئے۔ ۱۹۳۸ء سے یہ ترمیم شدہ نصاب پرائمری مدارس کے پہلے دو درجوں میں جاری کیا گیا اور اس کے ایک سال بعد باقی دو درجوں میں صوبہ کے کئی مقامات سے اس کے خلاف آواز بلند ہوئی اور اس کو پرائمری مدارس کے لئے غیر موزوں ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ علاقے جو اس نصاب کی مخالفت میں تھے ان کو پُرانے نصاب پر عمل کرنے کی اجازت دی گئی۔

۱۹۳۷ء میں اخبار ہریجن میں گاندھی جی کا بنیادی تعلیم پر جو مضمون چھپا تھا۔ اس کے اثر سے ۱۹۳۸ء میں ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کی زیرِ نگرانی بنیادی تعلیم کا نصاب تیار ہوا جس کو

بیسک ایجوکیشن یا وردھا تعلیمی اسکیم کہا گیا۔ اس نصاب کے پڑھانے والے مدرسین کو وردھا میں تربیت دی گئی اور صوبہ میں چند مقامات پر بیسک تعلیم کے مدرسے بھی کھول دئے گئے۔ اس نصاب کی مندرجۂ ذیل خصوصیات ہیں۔

(۱) ہنر کی تعلیم۔ (۲) شہریت کی تعلیم۔ (۳) پڑھائے جانے والے مضامین میں فطری ربط۔ (۴) تعلیم میں عملی پہلو پر زیادہ زور۔ (۵) تعلیم کا بچہ کی ضروریات زندگی اور تجربہ پر مبنی ہونا۔

ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں پرائمری مدارس کے لئے جو نصاب تیار کئے گئے ہیں ان میں بھی مندرجۂ بالا باتوں پر خاص زور دیا گیا ہے۔ اسی دوران میں مسٹر شکلا (سابق وموجودہ وزیر اعظم) کی کوششوں سے دیہاتی مدارس کے لئے ودیا مندر نام کا ایک نصاب تیار کیا گیا۔ چند مدرسین کو وردھا میں تربیت دینے کے بعد اس صوبہ کے مختلف مقامات پر اس نصاب کا اجرا ہوا۔ مسلمانوں کی ودیا مندر کے نام وغیرہ پر جب مخالفت ہوئی تو ان کو اپنے اردو مدارس کا نام مدینۃ العلم رکھنے کی اجازت دی گئی۔

بنیادی تعلیم اور ودیا مندر کے نصابوں کو چلانے میں صوبہ کی کانگریسی حکومت کا بڑا ہاتھ تھا۔ یہ نصاب تھوڑے عرصہ ہی میں ہر دلعزیز ہوجاتے اگر ۱۹۳۹ء میں کانگریسی حکومت کو چند وجوہات کی بنا پر اپنے عہدہ سے دست بردار نہ ہونا پڑتا۔ ان کی دست برداری سے ان تعلیمی اسکیموں پر برا اثر پڑا۔ اس تعلیم کے مدارس کی تعداد میں اضافہ ہونے کے بجائے ان کی تعداد اتنی گھٹی کہ یہ تعلیم صوبہ میں برائے نام رہ گئی۔ چونکہ یہ جنگ کا زمانہ تھا اس لئے حکومت کیا صوبہ کے لوگوں نے بھی پرائمری تعلیم کی طرف بھی کوئی خاص توجہ نہ دی اور اسی وجہ سے پرائمری مدارس کی تعداد میں کافی اضافہ نہ ہوسکا۔

۱۹۴۴ء میں ہندوستان کے کئی ماہران تعلیم نے مسٹر سارجنٹ سابق تعلیمی کمشنر کی مدد سے ایک تعلیمی رپورٹ مرتب کرکے ملک کے سامنے پیش کی۔ اس رپورٹ میں چھ سے لے کر چودہ سال کی عمر کے بچے اور بچیوں کے لئے بنیادی تعلیم مفت اور جبری طور پر دینا تجویز کیا گیا۔

چھ سے کم عمر بچوں کی تربیت پر بھی زور دیا گیا۔ مدرسین کی تنخواہوں اور ان کے وقار کو بڑھانے کی طرف بھی کافی دلچسپی ظاہر کی گئی۔ اچھے تربیت یافتہ معلّموں کی کثیر تعداد کی ضرورت محسوس کی گئی۔ بنیادی تعلیم کو گورنمنٹ اپنے طور پر چلائے۔ اس پر خوب زور دیا گیا۔ سارجنٹ صاحب کی اس تعلیمی سکیم پر دوسرے صوبوں کے مقابلہ میں ہمارا صوبہ زیادہ عمل کر رہا ہے۔ اسی عمل کا نتیجہ ہے کہ صوبہ میں گذشتہ سال سے پرائمری مدارس کے تربیت یافتہ مدرسین کی تعداد بڑھانے کے لئے مردانہ و زنانہ مزید دس اسکول کھول دئے گئے ہیں جن سے ہر سال تقریباً ایک ہزار مدرسین گذشتہ سالوں کے مقابلہ میں زیادہ نکلا کریں گے۔ اسی طرح مدرسین کے وقار کو کسی قدر بڑھانے کے لئے یکم اپریل ۱۹۴۶ء سے پرائمری مدرسین کی بنیادی تنخواہ ۳۰ روپیہ مقرر کی گئی۔

ادبیات

محاورات

نمبر شمار	محاورات	معنی
۱	آبرو خاک میں ملنا	بے عزت ہونا۔
۲	اپنا پیٹ تو کتا بھی پالتا ہے۔	وہ انسان نہیں جو دوسروں کو نفع نہ پہنچا سکے۔
۳	آپے سے باہر ہونا۔	بدحواس ہونا۔
۴	آٹھ پہر سولی پر رہنا۔	ہمیشہ مصیبت میں رہنا۔
۵	اُٹھتے جوتی بیٹھتے لات۔	نہایت ذلت سے رکھنا۔
۶	آسمان کا تھوکا منہ پر آتا ہے۔	بھلے آدمی کو بُرا کہنے سے آپ ہی لعنت اُٹھانی پڑتی ہے۔
۷	آنکھوں میں خون اُترنا۔	نہایت غصہ ہونا۔
۸	آنکھوں میں تھی شرم دل کے تھے نرم	شرم و لحاظ سے نقصان اُٹھانا۔
۹	آنکھوں میں خار گذرنا۔	ناگوار گذرنا۔
۱۰	آنکھوں میں جہاں اندھیر رہنا۔	غم یا رنج کے مارے کچھ نہ دکھائی دینا۔
۱۱	آنکھوں میں بسنا۔	پیش نظر رہنا۔
۱۲	اُونٹ کے گلے میں بلی۔	بڑی عمر والے کے ساتھ کم سن لڑکی کی شادی کرنا۔
۱۳	بال بیکا نہ ہونا۔	بال ٹیڑھا نہ ہونا۔ آنچ نہ آنا۔

نمبر شمار	محاورات	معنی
۱۴	چھری تلے دم لینا	مصیبت برداشت کرنا۔
۱۵	چھوٹا منہ بڑی بات	ادنیٰ ہو کر اعلیٰ سے برابری۔
۱۶	چیونٹی کے پر نکلنا	موذی کی شامت آنا۔
۱۷	حشر برپا کرنا۔	آفت ڈھانا۔
۱۸	حلق میں نوالہ پھنسنا	دوست کا یاد آنا۔
۱۹	دانے دانے کو محتاج ہیں۔	بالکل مفلس ہیں۔
۲۰	دانت کاٹی روٹی۔	پکی دوستی۔ غایت درجہ کی محبت۔
۲۱	دل پر نقش بٹھانا۔	دل میں بات جمانا۔
۲۲	دل تلے اوپر ہونا۔	دل گھبرانا مضطرب ہونا۔
۲۳	دل ٹھنڈا ہونا۔	خوش ہونا۔ شاد ہونا۔
۲۴	سو بات کی ایک بات۔	خلاصۂ مطلب
۲۵	سوا گز کی زبان۔	بدزبان۔ بہت زیادہ باتیں کرنے والی۔
۲۶	سیپی سا منہ نکل آنا۔	دُبلا ہونا۔
۲۷	سیدھے منہ بات نہ کرنا۔	غرور سے منہ پھیر لینا۔
۲۸	شیطان کے کان بہرے۔	خدا اس خبر کو جھوٹ کرے۔
۲۹	عاقبت کے بورئیے سمیٹنا۔	بہت بوڑھا ہو کر مرنا۔ لالچ کیلئے قیامت تک جینا۔
۳۰	غلطاں و پیچاں ہونا۔	فکر مند ہونا۔
۳۱	فرشتوں کو خبر نہ ہونا۔	مطلق خبر نہ ہونا۔
۳۲	قرآن کا جامہ پہننا۔	اپنے کو نیک اور پارسا بتانا۔

نمبر شمار	محاورات	معنی
۳۳	کام کا نہ کاج کا دشمن اناج کا۔	سست۔ نکما آدمی۔
۳۴	کوئی دم کا مہمان ہے۔	عنقریب مرنے والا ہے۔
۳۵	گائے کو اپنے سینگ بھاری نہیں ہوتے۔	ماں باپ کو اپنی اولاد کی پرورش ناگوار نہیں ہوتی۔
۳۶	گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا۔	ایک حالت پر قائم نہ رہنا۔
۳۷	گُم صُم ہو جانا۔	حیران و ششدر رہ جانا۔
۳۸	گوشت سے ناخن جُدا کرنا۔	عزیزوں سے جُدائی پیدا کرنا۔
۳۹	گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔	گھر کا رازداں دشمن بن جائے تو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ (ایڈیٹر)

عام معلومات

حاصلِ مطالعہ

قسط نمبر (۲) از مشکل افکاری امراؤتی

سینما کی مختصر تاریخ حقیقتاً سینما کی ان محیر العقول ساحرانہ کارفرمائیوں کی ایجاد کا سہرا کسی ایک شخص کے سر نہیں باندھا جا سکتا بلکہ یہ مختلف حکماء کے متفرق تجربات کا نتیجہ ہے جن کو جمع کرتے رہنے کے بعد تقریباً سو سال میں اپنی منزل تک پہنچایا گیا۔ زوائٹروسکوپ، کی ایجاد ۱۸۳۳ء میں ڈبلیو۔ جی ہارمر نے کی جو انگلستان میں ریاضی کا پروفیسر تھا۔ پھر اس خیال کو ترقی دیتے ہوئے امریکہ کے ایک مشہور فلاسفر، ایڈورڈ مائی برج، نے ۱۸۷۲ء میں ۲۴ کمروں کو برابر رکھتے ہوئے ایک دوڑتے ہوئے گھوڑے کی تصویر کھینچی۔ چنانچہ مذکورہ بالا تجربہ کے چودہ سال بعد ۱۸۸۶ء میں سر جارج ایسٹ مین، نے لمبی پٹی یعنی فینتہ ایجاد کیا جس کو آج کل فلم کہتے ہیں۔ فلم کی اس ایجاد کے بعد فوٹو کیمرہ کی جانب توجہ مبذول ہوئی کہ ایسا فوٹو کیمرہ ایجاد ہو جس سے متحرک تصاویر کو مسلسل طور پر بیک وقت لیا جا سکے۔ چنانچہ چند سال کی کوشش کے بعد ۱۸۸۹ء میں ایسا کیمرہ بھی ایجاد کر لیا گیا اور ۱۵ ر نومبر ۱۸۸۹ء کو پہلی مرتبہ اس کیمرہ سے ہائڈ پارک (لندن) کی متحرک تصویر لی گئی۔ دھندلاپن اور خراب عکس دور کرنے کے لئے امریکہ کے مشہور سائنس داں سر تھامس ایڈیسن، نے ایک مخصوص چشمہ ایجاد کیا۔ لیکن تب بھی سینما نامکمل ہی تھا۔ یہاں تک کہ رابرٹ ڈبلیو پال نے فروری ۱۸۹۵ء کی ایک صبح کو پیچیدہ عقدہ کا حل سوچ کر خوشی کے نعروں سے اس کا اعلان کیا۔ اس کے بعد پھر سینما ایک مکمل ایجاد اور ایک مستقل صنعت کی صورت میں دنیا کے سامنے آگیا۔ یہ تھی سینما کے تخیل کی پہلی تکمیل جو آج دنیا کی تہذیب و تمدن اور شائستگی کی ایک

زبردست معاون ہے۔

عورت عورت کو دنیا نے جس نگاہ سے دیکھا ہے وہ مختلف ممالک میں مختلف رہی ہے مشرق میں عورت مرد کے دامنِ تقدس کا داغ ہے۔ روما اس کو گھر کا اثاثہ سمجھتا ہے۔ یونان اس کو شیطان کہتا ہے۔ تورات اس کو لعنتِ ابدی کا مستحق قرار دیتی ہے۔ کلیسا اس کو باغِ انسانیت کا کانٹا تصور کرتا ہے۔ یورپ اس کو خدا یا خدا کے برابر مانتا ہے لیکن اسلام کا نقطۂ نظر ان سب سے جُداگانہ ہے۔ عورت اسلامی نقطۂ نظر سے نسیم اخلاق کی نکہت اور چہرۂ انسانیت کا غازہ سمجھی جاتی ہے۔

(مصنف سیر الصحابیات)

عورت اپنے شوہر، اولاد، اسرار دنیوی کی ملکہ ہے۔ جس کے سامنے دنیا، زمانہ اور تاجِ شاہی سر جھکا سکتے ہیں۔ (رسکن)

عورت افکار کو کم کرنے اور مصیبت میں ساتھ دینے کے لئے پیدا ہوئی ہے۔ (ڈولڈ)

مرد خدا کے درخت ہیں اور عورتیں خدا کے پھول۔ (میٹنی سن)

عورت ہر خوشی اور غم میں مبارک حصہ دار ہے۔ (کاوپر)

عورت برکت دینے کے لئے بنائی گئی ہے۔ (برٹ)

عورت مجسم عشوہ گری ہے وہ دنیا میں بے فوج کی سلطنت کر سکتی ہے۔ اس کی فتوحات خاص اخلاقی ہیں یعنی وہ دلوں پر حکومت کرنے والی ہے۔ (ایک مغربی شاعر)

عورت ایک روحانیت ہے قابل لمس، نورانیت ہے صاحب نطق، ایک روشنی ہے جسے ہم چھو سکتے ہیں۔ اک حلاوت ہے جو باتوں سے چکھی جا سکتی ہے۔ ایک موسیقی ہے جو آنکھوں سے سُنی جاتی ہے۔

(نیاز فتحپوری)

دلچسپ معلومات

(۱) ایک مادہ مچھلی ۹٫۰۰۰٫۰۰۰ انڈے دے سکتی ہے۔ یہ تعداد ایک گول چپٹی مچھلی کے انڈوں کے تجربے سے جس کا وزن ۱۷ پونڈ تھا صحیح ثابت ہوئی۔

(۲) مدغاسکر دنیا کا چوتھا سب سے بڑا جزیرہ ہے جس کی آبادی ۳ کروڑ ۸۰ لاکھ ہے۔

(۳) لندن، سینٹ پال کے گرجا کے کلس کا وزن تقریباً ۶۵ ہزار ٹن ہے۔

(۴) ہاتھی کی اوسط عمر جنگل میں رہنے کی صورت میں ۱۰۵ سال ہے۔

(۵) کہتے ہیں کہ نوحؑ کا طوفان اس وقت آیا تھا جب چار سیّارے بُرج آلی میں جمع ہو گئے تھے۔

(۶) روس میں کتّے مقتول کا خون سونگھ کر قاتل کا پتہ لگا لیتے ہیں اس لئے کہ اُن کی قوت شامّہ بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔

(۷) ہمارا سُورج بہ اعتبار مادّیت زمین سے تین لاکھ سولہ ہزار گنا زیادہ ہے اور بلحاظ جسامت بارہ لاکھ پچاس ہزار گنا بڑا ہے۔

(۸) امریکہ کے ایک پروفیسر نے چالیس سال کے مطالعے کے بعد چیونٹی کے حالات پر کئی جلدیں مرتّب کیں اور انھیں شائع کیا۔

(۹) درہم عمری۔ پہلا سکّہ ہے جو عہد اسلام میں رائج ہوا۔

(۱۰) نائیگرا، امریکہ کی یہ آبشار دنیا کی سب سے بڑی آبشار ہے جو میلوں کی بلندی سے پہاڑی چٹانوں پر گرتی ہے۔

(۱۱) کائنات میں سب سے بڑا ستارہ سورج ہے جو دنیا سے ۱۰۹ گنا بڑا ہے۔

جواہرات

(۱) بڑھاپے کی پہچان پشت خمیدہ اور سفید بال نہیں بلکہ تھکا ہوا دماغ اور بجھا ہوا دل ہے۔

(۲) دیو کی سی طاقت رکھنا اچھا ہے لیکن اس کو دیو کی مانند استعمال کرنا ظلم ہے۔

(۳) معمولی فضول خرچیوں سے بھی بچتے رہو کیونکہ چھوٹا سا سوراخ بڑے سے بڑے

جہاز کو غرق کر دیتا ہے۔

(۴) انسان کی ہر تمنا اگر دل کی خلش ہو کر رہ جائے تو وہی حاصل تمنا ہے۔

(۵) تحقیقات بھی عجیب چیز ہے۔ پولیس کرے تو سزا ہو جائے اور یونیورسٹی میں کی جائے تو علم و فضل کی سند مل جائے۔

(۶) عمدہ تعلیم وہ ہے جو روح اور جسم کو اُن کی استعداد کے مطابق درجۂ تکمیل تک پہنچا دے

(۷) اپنے مستقبل کو ماضی سے زیادہ شاندار بنانا معراج زندگی ہے۔

(۸) زبان ایک کائنات ہے۔ اس پر قابو پانا کائنات پر قابض ہونا ہے۔

(۹) جتنا کہو اس سے زیادہ سُننے کے لئے تیار رہو کیونکہ زبان ایک ہے اور کان دو۔

(۱۰) وہ انسان اپنی زندگی میں کامیاب ہے جو چھوٹی چیزوں کو حقیر نہیں سمجھتا۔

(۱۱) صداقت کی شمع ہمیشہ روشن رہتی ہے۔ ممکن ہے کبھی باطل کا غبار اس کی روشنی کو کچھ دیر کے لئے مضمحل کر دے لیکن اس کو بجھا نہیں سکتا۔

(۱۲) اپنی توقعات کو اس قدر وسیع نہ کرو کہ اگر وہ پوری نہ ہو سکیں تو تم دل شکستہ ہو جاؤ۔

(۱۳) جوانی ایک نادانی ہے، درمیانی عمر ایک جد و جہد، اور بڑھاپا ایک پشیمانی۔

(۱۴) بکواس میں وقت مت ضائع کرو۔ مطلب کی بات کہو اور خاموش ہو جاؤ۔

دُنیا کا بے نظیر عجائب خانہ

لینن عجائب خانہ دنیا میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔ اس میں لینن کے متعلق ۳۰ ہزار چیزیں موجود ہیں اور لینن کے سات ہزار مسوّدے، اخبار، خطوط، تقریریں، مجسّمے اور آرٹ کے نمونے ہیں اس کے علاوہ لینن کی ذاتی استعمالی چیزیں مثلاً کوٹ، پتلون، جوتے وغیرہ بھی موجود ہیں۔ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۴۶ء تک لینن کی تصانیف کی ۶۰ کروڑ ۱۲ لاکھ اور ۸۲ ہزار کاپیاں شائع اور تقسیم ہو چکی ہیں۔ عجائب خانہ میں لینن کی ۱۵۴ تصویریں ہیں۔ ایک مجسمہ ساز نے پورے بارہ سال کی محنت سے لینن کے جسم کا بالائی حصّہ بنایا ہے۔ اب تک ڈیڑھ کروڑ

سے زیادہ آدمی اس عجائب خانہ کو دیکھ چکے ہیں۔